علی
الحسن
الحسین
السجاد
الباقر
الصادق
الکاظم
الرضا
الجواد
الهادی
العسکری
المهدی
۱۲
اماماں
اہلبیت
علیہم السلام
از قلم: محقق زماں مفتی محمد چمن زمان نجم القادری
رئیس جامعۃ العین سکھر

﴿وَجَعَلۡنَاهُمۡ أَئِمَّةً يَهۡدُونَ بِأَمۡرِنَا﴾

۱۲

اِمَامَانِ اَہۡلِبَیۡت

عَلَیۡهِمُ السَّلَام

از قلم:

محمد چمن زمان نجم القادری

رئیس جامعۃ العین۔ سکھر

محمد المصطفی
علی
الحسن
الحسین
السجاد
الباقر
الصادق
الکاظم
الرضا
الجواد
الہادی
العسکری
المہدی

منم سنّی پاک و پیرو شرع رسول اللہ
زعشق مرتضی نادان بہ رفضم متّہم دارد
اگر عشق علی رفض است پس رفض است ایمانم
خدا زین شیوہ در محشر مرا بس محترم دارد
امیر المؤمنین حیدر علی بن ابی طالب
چو دارد حامی خود کشتی از دشمن چہ غم دارد

(مناقبِ مرتضوی ص 228)

الإهداء

بندہ اپنی اس مختصر سی کوشش کو

دورِ حاضر کے تمام

ساداتِ کرام

کے نام ہدیہ کرتا ہے۔

- جن کا وجودِ مسعود آج بھی امت کے لیے امان ہے۔
- انہی کی بدولت ہم اپنی لامتناہی خامیوں کے باوجود فضلِ خداوندی سے فیض پا رہے ہیں۔۔۔!!!!

گر قبول افتد۔۔۔زہے عزوشرف۔۔۔!!!

یکے از غلامانِ آلِ زہراء علیہا السلام

محمد چمن زمان

الانتساب

05 فروی کو والدِ گرامی کا وصال ہوا۔

اس سال 05 فروری 13 رجب المرجب کو آئی۔

سو بندہ اپنی اس مختصر سی کوشش کی

مولائے کائنات مولا علی کے

نعلین شرفین کے توسل سے

اپنے والدِ گرامی

محمد زمان راجپوت (مرحوم)

کی جانب نسبت کرتا ہے۔ مالک کریم ان سطور کے صدقے

میرے والدِ گرامی کے درجات بلند فرمائے۔

13 رجب المرجب 1444ھ / 05 فروری 2023ء

فِہرِست

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

حمدا لک یا اللہ ، صلوۃ وسلاما علیک وعلی آلک یا حبیب اللہ

اہلِ بیتِ کرام کے ائمہ اطہار جنہیں عرفِ عام میں بارہ امام، بارہ امامانِ اہلِ بیت، دوازدہ ائمہ علیہم السلام کے ناموں سے یاد کیا جاتا ہے۔ چند دن پہلے ایک عمر وعقل رسیدہ شخص، جسے بابائے ناصبیت قرار دینا موصوف کے حال کے بہت موافق ومناسب ہے، موصوف کی انتہائی زہریلی گفتگو سننے کو ملی۔ گفتگو کیا تھی، بس زہر آلود تیر تھے جو اہلِ سنت کی اہلِ بیتِ پاک سے عقیدتوں اور محبتوں کے آشیانے پر برسائے جارہے تھے۔ موصوف کو جاننے اور اس کی تقریر وتحریر پر اطلاع رکھنے والوں سے پوشیدہ نہیں کہ حضرت کو اصل تکلیف اہلِ بیتِ پاک سے ہے۔ لیکن موصوف کی چالاکی اور چابکدستی کا عالم یہ ہے کہ: اہلِ بیتِ پاک کے ذکر پر اعتراض خود اہلِ بیتِ پاک ہی کے ذکر کی آڑ میں۔ تاکہ اپنے دل کی بھڑاس بھی نکال سکے اور "بغضِ اہلِ بیت" کے دھبے سے بھی بچ نکلے۔

"بابائے نواصب کی تفصیلی گفتگو دوسرے باب میں مذکور ہو گی لیکن یہاں موصوف کی گفتگو کا خلاصہ اور حاصل ذکر کرنا ضروری سمجھتا ہوں تاکہ قارئین کو سطورِ آئندہ سمجھنے میں آسانی ہو۔ بابائے نواصب کی گفتگو کا حاصل وخلاصہ یہ ہے کہ:

"بارہ ائمہِ اہلِ بیت کی ترتیب ایک سازش اور ایک گیم ہے۔"

بابائے نواصب کی گفتگو منظرِ عام پہ آنے کے بعد بعض ایسی شخصیات کی جانب سے مجھے موصوف کی گفتگو پر اپنی رائے کے اظہار کا حکم ہوا کہ جن کے حکم کی تعمیل بندہ اپنی قبر کی روشنی کا ذریعہ سمجھتا ہے۔ پس حکم ملتے ہی بندہ نے اپنی فکر کو تعمیلِ حکم کی جانب متوجہ کر لیا۔

پھر یکم رجب المرجب 1444ھ کو مرشدِ کریم حضرت قبلہ الحاج امیر الدین نقشبندی دام ظلہ قلب کے عارضہ میں مبتلا ہوئے تو صاحبزادگان 02 رجب المرجب 1444ھ / 25 جنوری 2023ء کی رات قبلہ مرشد کریم کو لے کر سکھر پہنچے۔ بندہ پہلے سے ہی ہاسپٹل پہنچ چکا تھا۔ قبلہ مرشدِ کریم کو ایمرجینسی میں لایا گیا، ڈاکٹرز حضرات ضروری معاینہ میں مصروف ہو گئے۔ بندہ بھی پاس حاضر تھا۔ قبلہ مرشدِ کریم نے اسی دوران بندہ کی بعض تصانیف کا تذکرہ کرتے ہوئے کلماتِ ستائش سے نوازا۔ پھر پوچھا کہ اس وقت کس کام میں مصروف ہو؟

بندہ نے بارہ امامانِ اہلِ بیت کے حوالے سے عرض کی تو "بارہ امام" کا کلمہ بندہ کی زبان سے نکلتے ہیں مرشدِ کریم پہ رقت طاری ہو گئی۔ پھر تاکید افرمایا: یہ ضرور لکھو۔ مکمل کرو اور پھر مجھے بھی دو۔

بندہ پہلے ہی عزمِ مصمم رکھتا تھا لیکن اب حکم آکد کی وجہ سے اہمیت بڑھ گئی۔ سو باوجود کثرتِ مشاغل اور پیہم اسفار کے بندہ نے چند سطور بصورت "مقدمہ، دو ابواب اور خاتمہ" سپردِ قرطاس کیں۔

مقدمہ میں بارہ امام کے تصور کی تاریخ کی جانب مختصر اشارہ ہے۔ پہلے باب میں چند ان اہلِ علم کا ذکر ہے جنہوں نے اپنے اپنے انداز اور اپنے اپنے طریقے سے ائمۂ اہلِ بیت کے حضور حاضری لگوائی اور اس بات پہ دلیل چھوڑی کہ اگر شیعہ حضرات ائمہِ اہلِ بیت کو کسی فاسد معنی کے اعتبار سے امام کہتے ہیں تو اس کا مطلب یہ نہیں کہ اہلِ حق اہلِسنت ان ہستیوں کی امامت کا انکار کر دیں۔ نیز یہ نفوسِ قدسیہ ایک ایسے مخصوص معنی کے لحاظ سے امام ہیں جس میں ہر عام وخاص کو شریک نہیں کیا جاسکتا۔ دوسرے باب میں بابائے نواصب کی شخصیت پر پڑے پردوں کا ایک پرت ہٹانے کے بعد موصوف کی زہریلی گفتگو کا مختصر جائزہ لیا گیا ہے۔ اور خاتمہ میں سید السادات سیدنا ومرشدنا ومولانا وملجانا سید بن سید حضرت حسن مثنیٰ علیہ السلام کا مختصر تذکرہ ہے۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے دعا ہے کہ مالک کریم جل مجدہ ان کلمات کو اہلِ اسلام کے لیے نفع بخش بنائے اور نواصب اور بابائے نواصب کی ستم ظریفیوں سے اہلِسنت کو محفوظ فرمائے۔ بارہ امامانِ اہلِ بیت کے صدقے ہمیں ایمان میں کمال، دارین کی سعادتیں اور رسول اللہ ﷺ کی نسبتوں کا احترام بخشے۔ مولائے کائنات مولا علی کے صدقے میرے والدِ گرامی کی روح کو علیین میں جگہ عطا فرمائے۔

آمین بحرمة النبی الامین والائمة الطاہرین
صلی اللہ تعالی علیہ وعلی آلہ وسلم

13 رجب المرجب 1443ھ /05 فروری 2023ء

مقدمہ

تصورِ "ائمہ دوازدہ" کی تاریخ

بارہ امام کا تصور اتنا ہی قدیم ہے جتنی قدیم اسلام کی تاریخ ہے۔ بلکہ اگر کہا جائے کہ: " بارہ امام کا تصور اسلام کے روشنی کے چار دانگِ عالم پھیلنے سے بھی زیادہ پرانا ہے۔" تو اس میں بھی کسی طرح کا مبالغہ نہ ہو گا۔

تورات اور بارہ ائمہ

حافظ ابنِ کثیر متوفی 774ھ اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں:

وَفِي التَّوْرَاةِ الْبِشَارَةُ بِإِسْمَاعِيلَ، عَلَيْهِ السَّلَامُ، وَأَنَّ اللَّهَ يُقِيمُ مِنْ صُلْبِهِ اثْنَيْ عَشَرَ عَظِيمًا، وَهُمْ هَؤُلَاءِ الْخُلَفَاءُ الِاثْنَا عَشَرَ الْمَذْكُورُونَ فِي حَدِيثِ ابْنِ مَسْعُودٍ، وَجَابِرِ بْنِ سَمُرَة

تورات میں سیدنا اسماعیل علیہ السلام کی بشارت ہے۔ اور یہ (بھی) کہ اللہ سبحانہ وتعالی ان کی پشت سے بارہ بڑی شخصیات کھڑی کرے گا۔ اور وہ وہی بارہ خلفاء ہیں جو عبد اللہ بن مسعود اور جابر بن سمرہ کی حدیث میں ذکر ہوئے ہیں۔

(تفسیر ابن کثیر3/ 66)

البدایہ والنہایہ میں ابنِ کثیر کے الفاظ کچھ اس طرح ہیں:

وَفِي التَّوْرَاةِ الَّتِي بِأَيْدِي أَهْلِ الْكِتَابِ مَا مَعْنَاهُ: إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى بَشَّرَ إِبْرَاهِيمَ بِإِسْمَاعِيلَ، وَأَنَّهُ يُنَمِّيهِ وَيُكَثِّرُهُ وَيَجْعَلُ مِنْ ذُرِّيَّتِهِ اثْنَى عَشَرَ عَظِيمًا.

اور تورات جو اہلِ کتاب کے سامنے ہے، اس میں ہے: بے شک اللہ سبحانہ

وتعالی نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حضرت اسماعیل علیہ السلام کی خوشخبری دی اور یہ کہ اللہ سبحانہ وتعالی انہیں بڑھائے گا اور ان کو کثرت سے نوازے گا۔ اور ان کی اولاد سے بارہ عظیم شخصیات بنائے گا۔

پھر ابنِ تیمیہ سے نقل کرتے ہوئے کہا:

قَالَ شَيْخُنَا الْعَلَّامَةُ أَبُو الْعَبَّاسِ ابْنُ تَيْمِيَّةَ: وَهَؤُلَاءِ هُمُ الْمُبَشَّرُ بِهِمْ فِي حَدِيثِ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ

ہمارے شیخ علامہ ابو العباس ابن تیمیہ نے کہا: اور یہ وہی شخصیات ہیں جن کی حضرت جابر بن سمرہ کی حدیث میں بشارت دی گئی۔

(البدایۃ والنہایۃ 9/289)

منہاج السنۃ النبویۃ میں ابنِ تیمیہ کے الفاظ کچھ اس طرح ہیں:

وَهَؤُلَاءِ الِاثْنَا عَشَرَ خَلِيفَةً هُمُ الْمَذْكُورُونَ فِي التَّوْرَاةِ ; حَيْثُ قَالَ فِي بِشَارَتِهِ بِإِسْمَاعِيلَ: " وَسَيَلِدُ اثْنَيْ عَشَرَ عَظِيمًا "

یہ بارہ خلفاء وہی ہیں جو تورات میں مذکور ہیں۔ کیونکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حضرت اسماعیل علیہ السلام کی بشارت میں فرمایا: اور عنقریب بارہ عظیم ہستیوں کا والد بنے گا۔

(منہاج السنۃ النبویۃ 8/241)

موجودہ بائبل کے سفر تکوین، سترہویں باب کی انگریزی نص یوں ہے:

And as for Ishmael, I have heard thee: Behold, I

have blessed him, and will make him fruitful, and will multiply him exceedingly; twelve princes shall he beget, and I will make him a great nation.

(The Book of Genesis 17:20)

بائبل سوسائٹی انارکلی لاہور کی جانب سے شائع ہونے والے اردو ترجمہ کے الفاظ کچھ اس طرح ہیں:

اور اسماعیل کے حق میں بھی میں نے تیری دعا سنی۔ دیکھ میں اسے برکت دوں گا اور اسے بہرومند کروں گا۔ اور اسے بہت بڑھاؤں گا۔ اور اس سے بارہ سردار پیدا ہوں گے۔ اور میں اسے بڑی قوم بناؤں گا۔

(سفر پیدائش ب17 ج20)

حدیثِ رسول ﷺ اور بارہ ائمہ

پھر جب اسلام نے آفاقِ عالم کو اپنی لازوال تجلیوں سے روشنیاں بخشیں تو رسولِ رحمت، جانِ عالم ﷺ نے اس حقیقت کو بدیں الفاظ بیان فرمایا۔ جیسا کہ حضرت جابر بن سمرہ سے مروی ہے۔ کہتے ہیں کہ میں اپنے والد کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کے دربارِ اقدس میں حاضر ہوا تو میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا:

إِنَّ هَذَا الْأَمْرَ لَا يَنْقَضِي حَتَّى يَمْضِيَ فِيهِمْ اثْنَا عَشَرَ خَلِيفَةً

یہ امر (اسلام) اس وقت تک اپنے اختتام کو نہیں پہنچے گا جب تک ان مسلمانوں کے بیچ بارہ خلفاء نہ گزر جائیں۔

حضرت جابر کہتے ہیں: پھر آپ ﷺ نے کچھ فرمایا جو مجھ پہ واضح نہ ہو سکا۔ میں نے اپنے والد صاحب سے پوچھا کہ آپ ﷺ نے کیا فرمایا؟ تو انہوں نے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

كُلُّهُمْ مِنْ قُرَيْشٍ

وہ سارے قریش سے ہوں گے۔

(صحیح بخاری 7223، صحیح مسلم 1821، 1822)

مرادِ حدیث میں اختلاف بعد از اتفاق

حدیثِ مذکور کی بابت اہلسنت کے بیچ اس قدر تو اتفاق ہے کہ: "خلافت" کے معنی وہ نہیں جو حضرات شیعہ نے گھڑ رکھے ہیں اور اس ذریعے تاجدارِ صداقت، پیکرِ عدالت، مخزنِ سخاوت رضی اللہ تعالی عنہم اجمعین کی خلافتِ راشدہ پر دھبہ لگانے کی ناپاک سعی کرتے ہیں۔

لیکن اس اتفاق کے بعد "خلافت" کے معنی اور "خلفاء" سے مراد میں اختلاف ہے۔ ان معانی کی تفصیل و ترجیح کا یہ محل نہیں، لیکن اس قدر ذکر کرنا ضروری ہے کہ:

اگر خلافت کے معنی "خلافتِ باطنیہ" اور "خلفاء" سے مراد "بارہ ائمہ اہلبیت" ہوں تو اس معنی کا ارادہ نہ صرف

جائز بلکہ کثیر مباحث اور تکلفات سے نجات کا سبب ہے۔

علامہ معین سندھی کی رائے

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے شاگرد علامہ محمد معین بن محمد امین سندھی متوفی1161ھ نے بارہ خلفاء والی حدیث سے مراد کی نشاندہی کے سلسلے میں مستقل تصنیف موسوم بہ "مواہب سید البشر فی حدیث الائمۃ الاثنی عشر" سپردِ قلم کی۔ مختلف احتمالات پہ گفتگو کرنے اور ان کا مالہ اور ماعلیہ بیان کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

ثم أقول وإلى الله أرجع في نيل المراد والفوز بالسداد : ويحتمل حمل أصح الروايات في هذه الحديث على الأئمة الاثنا عشر من أهل النبوة سلام الله سبحانه عليهم أجمعين بلا تكلف وباقي الروايات مع تكلف هو أسهل عندي من حملها على معنى يشمل يزيدويوجب إطاعةاللسان من أعداء أهل السنة والجماعة

پھر میں کہتا ہوں اور مراد کو پالینے اور درستی میں کامیابی میں اللہ سبحانہ وتعالی ہی کی جانب رجوع کرتا ہوں: اس حدیث کی روایات میں سے سب سے زیادہ صحیح کو اہلِ بیتِ نبوت کے بارہ ائمہ کرام علیہم السلام پر بغیر کسی تکلف کے محمول کیا جاسکتا ہے۔ اور دیگر روایات کو اس قدر تکلف کے ساتھ جو میرے نزدیک اس حدیث کو ایسے معنی پر محمول کرنے سے زیادہ آسان ہے جو معنی یزید (لعین) کو بھی شامل ہوں اور دشمنانِ اہلسنت وجماعت کی "زبانی اطاعت" کو واجب کریں۔

(مواہب سید البشر فی حدیث الائمۃ الاثنی عشرص47)

دو صفحات بعد لکھتے ہیں:

ولا شك في أنه صلوات الله وسلامه عليه هو الكل وعليه الكل وإليه الكل وفيه الكل وإن أهل بيته الكرام لا سيما الاثنى عشر رضوان الله تعالى عليهم أجمعين وارث جدهم صلوات الله عليه وسلامه في العلوم وخلفائه في إفاضة الخيرات والسعادات ووصول البركات وسيمر بك من الأحاديث ما يدل على هذا المعنى وأهل مذهبنا وغيرهم بل المليون قاطبة إلا من أراد الله به ما أراد مقرون بهذه الخلافة فيهم كيف وهم أصول الأصول وسادة السادة وأئمة الأئمة

اور اس بات میں کوئی شک نہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہی سب کچھ ہیں اور آپ ﷺ پر ہی سب کچھ ہے اور سب کچھ آپ ﷺ ہی کی جانب ہے اور آپ ﷺ میں ہی سب کچھ ہے۔ اور آپ ﷺ کے اہلِ بیتِ کرام اور بالخصوص بارہ ہستیاں علوم میں اپنے جد کریم ﷺ کے وارث اور خیرات وسعادات کے افاضہ اور برکات کے پہنچنے میں آپ ﷺ کے خلفاء ہیں۔ اور ابھی تمہارے سامنے وہ احادیث بیان ہوں گی جو اس معنی پر دلالت کرتی ہیں۔ اور ہمارے اہلِ مذہب اور دوسرے لوگ بلکہ تمام مِلَل، سوائے ان لوگوں کے جن سے اللہ سبحانہ وتعالی نے ناقابلِ بیان ارادہ فرمالیا ہے، بارہ ائمہ میں خلافت کے اقراری ہیں۔ اور کیسے نہ ہو جبکہ وہ ہستیاں اصول کے بھی اصول، سیدوں کے سید اور ائمہ کے امام ہیں؟

(مواہب سید البشر فی حدیث الائمۃ الاثنی عشر ص50)

مزید لکھتے ہیں:

فلو حمل الخلافة وكذا الولاية في الطريق الثاني فحسب والإمارة في رواية البخاري على هذه المناصب المعنوية لانطبقت الأحاديث من غير تلعثم على الأئمة الاثنا عشر من أهل بيت الرسالة على صاحبها الصلاة والتحية ويكون منعة الإسلام وعزته واستقامة أموره راجعة إلى بركاتهم وخيراتهم كما هو المتبادر من حيث العرف على ما عرفت في صدر الأبحاث وإلى هذه الأمانة المعنوية الإشارة بقوله ﷺ ألا إن عيبتي وكرشي أهل بيتي الحديث أورده الشيخ في الصواعق

پس اگر خلافت اور یونہی دوسرے طریق میں صرف "ولایت" اور بخاری کی روایت میں "امارت" ان معنوی مناصب پر محمول ہو تو احادیثِ طیبہ بغیر کسی ہچکچاہٹ کے اہلِ بیتِ رسالت کے بارہ ائمہ پر منطبق ہو جائیں گی۔ اور اسلام کی طاقت، اسلام کا غلبہ، امورِ اسلام کی استقامت کا مرجع ان عظیم ہستیوں کی برکات و خیرات ہو گی۔ جیسا کہ عرف میں یہی معنی ذہن کی جانب سبقت کرنے والے ہیں جیسا کہ تم ابحاث کے شروع میں جان چکے۔ اور رسول اللہ ﷺ کے اس فرمانِ گرامی کے ذریعہ اسی معنوی امانت کی جانب اشارہ ہو گا: "خبردار میرے رازدار و رازداں میرے اہلبیت ہیں۔" اس حدیث کو شیخ ابنِ حجر مکی نے صواعق میں وارد کیا۔

(مواہب سید البشر فی حدیث الائمۃ الاثنی عشرص 50)

علامہ محمد معین سندھی کی یہ گفتگو ہمارے بیان کردہ موقف پر گواہی کے لیے کافی ہے کہ:

باره خلفاء والی مبارک حدیث سے بارہ ائمہ اہلبیت مراد ہوں تو یہ معنی نہ صرف درست بلکہ دیگر کئی معانی کی نسبت اولی اور تکلفاتِ بعیدہ سے نجات کا ذریعہ ہیں۔

تاجدارِ گولڑہ کی رائے

رئیس المجددین حضورِ اعلی سیدنا پیر مہر علی شاہ رضی اللہ تعالی عنہ کی گفتگو بھی اسی امر کی مؤید ہے کہ حدیثِ مذکور سے بارہ ائمہ اہلِ بیت مراد لیے جاسکتے ہیں۔ اگرچہ حضورِ اعلی گولڑوی رضی اللہ تعالی عنہ نے اس احتمال کو ترجیح نہیں دی لیکن اس مراد کو اپنی جگہ درست قرار دیا۔ فرمایا:

الحاصل خلافت مجموعِ امرین را مے گویند۔ ریاستِ عامہ وتشبہ بالانبیاء علیہم السلام۔ وگاھے مجازا بریکے ازدو امر نیز اطلاق کرده شود۔ ومراد از حدیث مذکور یعنی "اثْنَا عَشَرَ أَمِيرًا أَوْ خَلِيفَةً" مطلق خلافت است۔ در صورتِ مجموع امرین باشد یا در رنگ یکے ازاں ہر دو۔ چنانچہ در حدیث «الْخِلَافَةُ مِنْ بَعْدِي ثَلَاثُونَ سَنَةً» خلافتِ خاصہ کاملہ مراد است نہ مطلقہ۔

وکسے از فریقین سنی وشیعہ شکے نیست در حصول معنیِ خلافت یعنی تشبہ بالانبیاء وتقدس مردوازدہ ائمہ علیہم الرضوان تا مہدی علیہ السلام۔ پس ازروئے حصولِ معنی ممکن است کہ مراد داشتہ شوند در حدیثِ مذکور۔

حاصلِ کلام یہ ہے کہ خلافت دو چیزوں کے مجموعے کو کہتے ہیں۔ ریاستِ عامہ اور مشابہت انبیاء علیہم السلام۔ البتہ گاہے گاہے مجازاً ان دو امور میں سے ایک پر بھی اس کا اطلاق ہو جاتا ہے۔ حدیث شریف میں "اِثْنَا عَشَرَ أَمِيرًا أَوْ خَلِيفَةً" (بارہ امیر یا خلفاء) سے مراد مطلق خلافت ہے۔ خواہ وہ دونوں معنی کا مجموعہ ہو یا اس میں ایک ہی رنگ پایا جائے۔ اور «الْخِلَافَةُ مِنْ بَعْدِي ثَلَاثُونَ سَنَةً» (میرے بعد تیس سال خلافت ہو گی) والی حدیث میں صرف خلافتِ خاصہ کاملہ مراد ہے۔

سنی و شیعہ دونوں فریق اس بات پر متفق ہیں کہ حضرت مہدی علیہ السلام تک بارہ امامانِ اہل بیت میں خلافتِ خاصہ یعنی پاکیزگی اور مشابہتِ انبیاء والا معنی پایا جاتا ہے۔ اس لیے معنیِ خلافت کے پیشِ نظر، ممکن ہے وہ اس حدیث کے مصداق ہوں۔

(ملفوظاتِ مہریہ ملفوظ151 ص 113)

ایک سوال کا جواب

یہاں یہ سوال کیا جا سکتا ہے کہ:

جب بارہ خلفاء والی احادیث سے ائمہ اہلِ بیت جنہیں عرفِ عام میں "بارہ امام" کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ وہ مراد ہو سکتے ہیں۔ بلکہ اس معنی کا ارادہ دیگر کئی احتمالات کی نسبت بہتر ہے تو پھر کیا وجہ ہے کہ: اکثر علمائے اہلِسنت و شارحینِ حدیث

کی گفتگو میں اس کا کوئی ذکر کیوں نہیں ملتا؟

جوابات تو اس سوال کے کئی ایک ہیں لیکن یہاں ہم ازراہِ اختصار فقط مخدوم محمد ہاشم ٹھٹھوی متوفی 1174ھ کے اقرار و گواہی پر اکتفاء کرنا ہی مناسب سمجھتے ہیں۔ آپ کی رائے ہے کہ:

"بارہ خلفاء والی حدیث سے بارہ امام مراد لینے میں کوئی بعد نہیں۔ اہلِ سنت کے ہاں یہ قول نہ کیے جانے کی وجہ ہرگز یہ نہیں کہ حدیث میں اس معنی کا احتمال نہیں۔ بلکہ اس کی بنیادی وجہ روافض کا اس معنی کو سامنے رکھ کر اپنے مقاصدِ فاسدہ کی ترویج و اشاعت ہے۔ اس وجہ سے اہلِسنت اس معنی کا قول کرنے سے اجتناب کرتے ہیں۔"

مخدوم محمد ہاشم ٹھٹھوی کی گفتگو ملاحظہ ہو:

وامازمره رافضیه پس حمل نموده اند این حدیث را بر خلافتِ باطنه وحصر نموده اند اور را در نفوسِ کریمه اثنا عشر معروفه از اهلِ بیت و این معنی نیز اگرچه چندان بعید نیست بحسبِ ظاهر لفظ حدیث الا آنکه چون رافضیه نا مرضیه حدیث مذکور بر این مراد حصر نموده اند وبناء نهاده اند بر این بعضے مقاصد فاسد خود را چنانچه قول بعصمت نفوسِ کریمه مذکوره و بعدمِ عصمت غیر ایشان و بعدمِ صحتِ خلافت وامامت غیر معصوم یعنی ماسوای ایشان تا آنکه اثبات می نمایند خلافت نفوس کریمه مذکوره را و نفی می کنند خلافت حضرت ابو بکر صدیق وعمر وعثمان رضی الله تعای عنهم والی غیر ذلک من الا باطیل و مقرر

است نزد اهلِسنت وجماعت که اشتراط عصمت از خواص انبیاء است علیهم الصلاۃ والتسلیم ودر خلافتِ خلفاء شرط نیست وهیچ یکے سوی الانبیاء معصوم نیست پس ازین سبب اهلِسنت وجماعت از گفتنِ معنی مذکور اجتناب کرده اند وتحاشی نمایند

رہی بات گروہِ روافض کی تو انہوں نے اس حدیث کو خلافتِ باطنہ پر محمول کیا اور اس کا اہلِ بیتِ کرام میں سے معروف بارہ ہستیوں میں حصر کیا ہے۔ اور یہ معنی اگرچہ حدیث کے ظاہری الفاظ کی نسبت کچھ بعید نہیں۔ لیکن چونکہ: ناپسندیدہ روافض نے حدیثِ مذکور کو اس مراد پر محصور کر رکھا ہے اور اس پر اپنے بعض مقاصدِ فاسدہ کی بنیاد رکھتے ہیں۔ چنانچہ: مذکور نفوسِ قدسیہ کی عصمت اور ان کے علاوہ کی عدمِ عصمت کا قول اور غیر معصوم یعنی ان بارہ ائمہ کے علاوہ کی خلافت وامامت کی عدمِ صحت کا قول۔ تاکہ ان نفوسِ کریمہ کی خلافت کو ثابت کریں اور حضرت ابو بکر صدیق، حضرت عمر فاروق، حضرت عثمان ذوالنورین کی خلافت کی نفی کریں اور اس کے علاوہ باطل نظریات وافکار۔ اور اہلِسنت کے ہاں طے شدہ ہے کہ: عصمت کی شرط انبیائے کرام کے خواص سے ہے اور خلفاء کی خلافت میں شرط نہیں ہے اور انبیائے کرام کے علاوہ کوئی معصوم نہیں۔ پس اسی وجہ سے اہلِسنت وجماعت معنی مذکور کا قول کرنے سے اجتناب کرتے ہیں اور باز رہتے ہیں۔

(خلاصۃ النفحات الباہرۃ فی جواز القول بالخمسۃ الطاہرۃ ص 11، 12)

مخدوم محمد ہاشم ٹھٹھوی کی اس گفتگو سے یہ بات روزِ روشن کی طرح عیاں ہے کہ: حدیثِ مصطفی ﷺ میں مذکور بارہ خلفاء سے بارہ ائمہ مراد ہونے اور

خلافت سے خلافتِ باطنیہ کے ارادہ میں کچھ بُعد نہیں۔ اہلِسنت کے ہاں اس معنی کا ذکر نہ ہونے کی وجہ ہر گز یہ نہیں کہ حدیثِ مصطفی ﷺ سے یہ معنی مراد نہیں ہو سکتے۔ بلکہ اس کی وجہ یہ ہے کہ: چونکہ روافض اس معنی کی آڑ میں اپنے مقاصدِ فاسدہ کی تکمیل کی سعیِ مذموم کرتے ہیں اور خلافتِ راشدہ ہی کو باطل کرنا چاہتے ہیں۔ لہٰذا اہلِسنت اس معنی کا قول کرنے میں راہِ احتیاط برتتے ہیں تا کہ ان کے جملوں کے ظاہر کو لے کر بدباطن لوگ اپنے مقاصدِ فاسدہ کی تکمیل میں استعمال نہ کر سکیں۔

دعوتِ انصاف

مجھے قوی امید ہے کہ خانہ ساز ملاں و پیر حدیثِ خلفاء سے بارہ ائمہ اہلِ بیت مراد ہونے کے قول کارد کرنے کے لیے ہر اوچھا ہتھکنڈا استعمال کریں گے۔ لیکن ان سے صرف اس قدر گزارش کرنا چاہوں گا کہ:

اگر آپ کی نظر میں حدیثِ خلفاء سے بارہ ائمہ مراد ہونے پر کوئی اعتراض ہے تو: کسی ایسے معنی کی نشاندہی کر دیں جس پر کوئی اعتراض نہ ہو۔ یا کم از کم مذکورہ بالا احتمال کی نسبت وہ احتمال راجح ہو۔۔۔!!!

لیکن اس کے لیے ضروری ہے کہ:

- ❖ اس باب کی تمام روایاتِ ثابتہ کو سامنے رکھا جائے۔
- ❖ نیز تعینِ مراد حسبِ محاورۂ نبویہ ہو نہ کہ خانہ ساز قواعد و ضوابط کا خود ساختہ ملغوبہ۔

خلافت کی دو قسمیں

نواصب نے اپنے مقاصدِ فاسدہ کی تکمیل کی خاطر یہ اڑار کھی ہے کہ خلافت کی تقسیم روافض کا طریقِ کار ہے۔ لیکن یہ بات حقیقت کے بر خلاف ہے۔

اتنی بات تو درست ہے کہ: روافض کے ہاں خلافت اور امامت کے جو معنی ہیں وہ کسی لحاظ سے قابلِ قبول نہیں۔ کیونکہ ان حضرات نے یہ معنی محض اپنے مقاصدِ فاسدہ کی تکمیل کی خاطر گھڑ رکھے ہیں۔ لیکن اس کا مطلب یہ نہیں کہ درست معنی کے لحاظ سے بھی خلافت کی تقسیم باطل ہے۔

جب ہم سنی صوفیہ کی گفتگو کا ملاحظہ کرتے ہیں تو ان کی ایک بڑی تعداد نے خلافت کو خلافتِ ظاہری اور خلافتِ باطنی کی طرف تقسیم کیا ہے۔

حضرت خواجہ گیسودراز کی رائے

سلسلہ چشتیہ کے عظیم روحانی پیشوا حضرت خواجہ سید محمد حسینی بندہ نواز گیسو دراز رحمہ اللہ تعالی متوفی 805ھ فرماتے ہیں:

خلافت بر دو نوع است۔ خلافت کبری و خلافت صغری۔ خلافت کبری خلافتِ باطنی است و خلافتِ صغری خلافتِ ظاهریست۔ خلافتِ کبری مخصوص بامیر المؤمنین علی بود باجماعِ امت۔ و خلافتِ صغری میان امت مختلف فیه است سنیاں باجماع گویند ابو بکر راست شیعه و روافض باصناف و بانواع گویند علی راست

خلافت کی دو قسمیں ہیں۔ خلافت کبری اور خلافتِ صغری۔ خلافتِ کبری باطنی خلافت ہے اور خلافتِ صغری ظاہری خلافت ہے۔خلافتِ کبری باجماعِ امت

امیر المؤمنین مولا علی کے ساتھ خاص ہے۔اور خلافتِ صغری امت کے بیچ مختلف فیہ ہے۔ سنی باجماع کہتے ہیں کہ حضرت ابو بکر صدیق کے لیے ہے۔ اور شیعہ وروافض کی تمام اقسام کہتے ہیں کہ مولا علی کے لیے ہے۔

(جوامع الکلم چہار شنبہ18 شعبان 802ھ ص 98،99)

شاہ ولی اللہ کی رائے

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی متوفی1176ھ لکھتے ہیں:

والخلافة ظاهرة وباطنة فالخلافة الظاهرة إقامة الجهاد والقضاء والحدود وجباية العشور والخراج وقسمتها على مستحقيها وقد حمل أعباءها العادلون من ملوك الإسلام والخلافة الباطنة تعليم الكتاب والحكمة وتزكيتهم بالنور الباطن بقوارع الوعظ وجواذب الصحبة

یعنی خلافت (کی دو قسمیں ہیں) ظاہرہ اور باطنہ۔ خلافتِ ظاہرہ: جہاد، فیصلے اور حدوں کو قائم کرنا۔ عشر وخراج کو جمع کرنا اور ان کے مستحقین پر اس کو تقسیم کرنا۔ اس کا وزن شاہانِ اسلام میں سے اربابِ عدل نے اٹھایا۔ اور خلافتِ باطنہ: کتاب وحکمت کی تعلیم۔ لوگوں کو نورِ باطنی کے ذریعے تزکیہ۔۔۔ وعظ کی دستک اور صحبت کی کشش کے ذریعہ سے۔

(تفہیمات الٰہیہ 1/ 13)

علامہ آلوسی کی رائے

علامہ شہاب الدین سید محمود بن عبد اللہ آلوسی متوفی1270ھ نے سورہ

مائدہ کی آیہ مقدسہ 55 کے تحت طویل گفتگو کی۔ فائدہ کے پیشِ نظر ہدیہ قارئین کی جاتی ہے۔ فرمایا:

والآية عند معظم المحدثين نزلت في عليّ كرم الله تعالى وجهه، والإمامية- كما علمت- يستدلون بها على خلافته بعد رسول الله صلّى الله عليه وسلّم بلا فصل، وقد علمت منا ردهم- والحمد لله سبحانه-

یہ آیہ مقدسہ اکثر محدثین کے نزدیک حضرت علی کرم اللہ تعالی وجہہ الکریم کی شان میں نازل ہوئی۔ اور امامی شیعے، جیسا کہ تم جان چکے، اس آیہ مقدسہ سے مولا علی کی رسول اللہ ﷺ کی ذاتِ والا کے بعد خلافت بلا فصل پر استدلال کرتے ہیں۔ اور تم ہماری جانب سے ان کا رد جان چکے۔ والحمد الله سبحانه وتعالى

فرمایا:

وكلام كثير من الصوفية قدس الله تعالى أسرارهم يشير إلى القول بخلافته كرم الله تعالى وجهه بعد الرسول عليه الصلاة والسلام بلا فصل أيضا إلا أن تلك الخلافة عندهم هي الخلافة الباطنة التي هي خلافة الإرشاد والتربية والإمداد والتصرف الروحاني لا الخلافة الصورية التي هي عبارة عن إقامة الحدود الظاهرة وتجهيز الجيوش والذب عن بيضة الإسلام ومحاربة أعدائه بالسيف والسنان، فإن تلك عندهم على الترتيب الذي وقع كما هو مذهب أهل السنة

اور کثیر صوفیہ کی گفتگو بھی مولائے کائنات کی رسول اللہ ﷺ کے بعد بلا فصل خلافت کی جانب اشارہ کرتی ہے۔ لیکن صوفیہ کے ہاں یہ خلافت وہ خلافتِ باطنہ ہے جو خلافتِ ارشاد و تربیت و امداد و تصرفِ روحانی ہے۔ نہ کہ خلافتِ صوریہ جو ظاہری حدیں جاری کرنے، لشکر روانہ کرنے، اسلام کے دفاع، دشمنانِ اسلام سے تیر و تلوار کے ذریعے جنگ سے عبارت ہے۔ کیونکہ یہ خلافت صوفیہ کے نزدیک اسی ترتیب کے مطابق ہے جیسی واقع ہوئی جیسا کہ اہلِ سنت کا مذہب ہے۔

مزید فرمایا:

والفرق عندهم بين الخلافتين كالفرق بين القشر واللب، فالخلافة الباطنة لب الخلافة الظاهرة، وبها يذب عن حقيقة الإسلام، وبالظاهرة يذب عن صورته، وهي مرتبة القطب في كل عصر، وقد تجتمع مع الخلافة الظاهرة كما اجتمعت في علي كرم الله تعالى وجهه أيام إمارته، وكما تجتمع في المهدي أيام ظهوره، وهي والنبوة رضيعا ثدي، وإلى ذلك الإشارة بما يروونه عنه عليه الصلاة والسلام من قوله: « خلقت أنا وعلي من نور واحد» وكانت هذه الخلافة فيه كرم الله تعالى وجهه على الوجه الأتم.

صوفیہ کے نزدیک دونوں خلافتوں کے بیچ فرق ایسا ہی ہے جیسے چھلکے اور مغز کے بیچ فرق ہے۔ باطنی خلافت ظاہری خلافت کا مغز ہے اور اسی کے ذریعے اسلام کی حقیقت کا دفاع کیا جاتا ہے اور خلافتِ ظاہرہ کے ذریعے اسلام کی صورت کا دفاع ہوتا ہے۔ اور خلافتِ باطنہ ہر دور میں قطب کا مرتبہ ہے۔ اور بعض اوقات خلافتِ باطنہ

خلافتِ ظاہرہ کے ساتھ جمع ہو جاتی ہے جیسا کہ حضرت علی کرم اللہ تعالی وجہ الکریم کے دورِ خلافت میں آپ کی ذات میں جمع ہوئی اور جیسا کہ امام مہدی کے ظہور کے دور میں آپ میں جمع ہو گی۔ خلافتِ باطنہ اور نبوت ایک ہی پستان کے دو شیر خوار ہیں۔ اور رسول اللہ ﷺ سے جو فرمانِ گرامی مروی ہے: "میں اور علی ایک ہی نور سے بنائے گئے۔" اس فرمانِ گرامی سے اسی (خلافتِ باطنیہ کی) طرف اشارہ ہے۔ اور یہ خلافت حضرت علی کرم اللہ تعالی وجہ الکریم میں بطورِ اتم تھی۔

مزید فرمایا:

ومن هنا كانت سلاسل أهل الله عز وجل منتهية إليه إلا ما هو أعز من بيض الأنوق، فإنه ينتهي إلى الصديق رضي الله تعالى عنه كسلسلة ساداتنا النقشبندية نفعنا الله تعالى بعلومهم، ومع هذا ترد عليه كرم الله تعالى وجهه أيضا،

اور یہیں سے اہل اللہ کے سلسلے حضرت علی تک جا پہنچتے ہیں۔ سوائے اس کے جو انتہائی کمیاب ہے۔ بے شک وہ حضرت صدیق رضی اللہ تعالی عنہ تک جا پہنچتا ہے جیسے ہمارے نقشبندی بزرگوں کا سلسلہ۔ اللہ سبحانہ وتعالی ان کے علوم کے ذریعے ہمیں نفع بخشے۔ اور اس کے باوجود یہ سلسلہ حضرت علی کرم اللہ تعالی وجہ الکریم پر بھی وارد ہوتا ہے۔

فرمایا:

وبتقسيم الخلافة إلى هذين القسمين جمع بعض العارفين بين الأحاديث المشعرة أو المصرحة بخلافة الأئمة الثلاثة رضي الله

تعالى عنهم بعد رسول الله صلّى الله عليه وسلّم على الترتيب المعلوم، وبين الأحاديث المشعرة أو المصرحة بخلافة الأمير كرم الله تعالى وجهه بعده عليه الصلاة والسلام بلا فصل، فحمل الأحاديث الواردة في خلافة الخلفاء الثلاثة على الخلافة الظاهرة، والأحاديث الواردة في خلافة الأمير كرم الله تعالى وجهه على الخلافة الباطنة ولم يعطل شيئا من الأخبار، وقال بحقيقة خلافة الأربعة رضي الله تعالى عنهم أجمعين

اور خلافت کی ان دو قسموں کی جانب تقسیم کے ذریعے بعض عارفین نے ان احادیث کے بیچ جمع و تطبیق کی جو رسول اللہ ﷺ کی ذاتِ گرامی کے بعد ترتیبِ معلوم کے مطابق ائمہ ثلاثہ رضی اللہ تعالی عنہم کی خلافت کی مشعر یا اس کی تصریح کر رہی ہیں اور وہ احادیث جو رسول اللہ ﷺ کے بعد بلا فصل مولا علی کی خلافت کی مشعر یا اس خلافت کی تصریح کر رہی ہیں۔ پس خلفائے ثلاثہ کی خلافت بابت وارد احادیثِ طیبہ کو خلافتِ ظاہرہ اور حضرت امیر کرم اللہ تعالی وجہہ الکریم کی خلافت کی بابت وارد احادیث کو خلافتِ باطنہ پر محمول کیا اور احادیث میں سے کسی کو بھی معطل نہیں کیا اور خلفائے اربعہ کی خلافت کے حق ہونے کا قول کیا۔

مزید فرمایا:

وأنت تعلم أن هذا مشعر بأفضلية الأمير كرم الله تعالى وجهه على الخلفاء الثلاثة، وبعضهم يصرح بذلك، ويقول: بجواز خلافة المفضول خلافة صورية مع وجود الفاضل لكن قد قدمنا

عن الشيخ الأكبر قدس الله تعالى سره أنه قال: ليس بين رسول الله صلّى الله عليه وسلّم وبين أبي بكر الصديق رضي الله تعالى عنه رجل، وليس مقصوده سوى بيان المرتبة في الفضل فافهم

اور تم جانتے ہو کہ یہ گفتگو حضرت امیر کرم اللہ تعالی وجہہ الکریم کی خلفائے ثلاثہ پر افضلیت کی مشعر ہے۔ اور بعض صوفیہ اس کی تصریح کرتے ہیں اور فاضل کے ہوتے ہوئے مفضول کی خلافتِ صوریہ کے جواز کا قول کرتے ہیں۔ لیکن ہم اس سے پہلے شیخِ اکبر قدس سرہ سے ذکر کر چکے کہ آپ نے کہا: رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابو بکر صدیق کے بیچ کوئی مرد نہیں۔ اور شیخِ اکبر کا مقصد مرتبۂ فضل ہی کا بیان ہے۔ پس اس کو سمجھ۔

(روح المعانی 3/352)

فاضلِ بریلی کی رائے

بعض غالی حضرات کا وطیرہ ہے کہ پوری امت ایک جانب اور فاضلِ بریلی دوسری جانب ہوں تو پوری امت کو چھوڑ سکتے ہیں لیکن فاضلِ بریلی کو چھوڑنا کفر سے بدتر گمان کرتے ہیں۔ ان حضرات کی قلبی تسکین کے لیے فاضلِ بریلی کی گفتگو نقل کرنا ضروری سمجھا۔ آپ نے مطلع القمرین میں جو گفتگو کی، اس سے بھی خلافت کی تقسیم مذکورہ بالا اور خلافتِ باطنیہ کا منصب مولائے کائنات مولا علی کے ساتھ مختص ہونا بالکل واضح ہے۔ فرماتے ہیں:

تکمیل وارشادِ باطنی کا سہرا اسی نوشاہ بزمِ عرفاں کے سر ٹھہرا۔ غوث قطب

ابدال او تاد اسی سرکار کے محتاج اور طالبانِ وصل الہی کو اسی بارگاہ کی جبیں سائی معراج۔

سلامی جس کے در کا ہر ولی ہے
علی ہے ہاں علی ہے ہاں علی ہے

(مطلع القمرین تبصرہ سابعہ ص30)

چند سطر بعد فرمایا:

پھر حضور کی بارگاہ میں یہ کارِ خطیر و منصبِ جلیل حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ کو مرحمت ہوا۔ تمام اقطابِ عالم اس جناب کے زیرِ حکم مدبرات الامر سروروں پر سروری، افسروں پر افسری، جملہ احکام عزل ونصب وعطاو منع وکن ومکن انہیں کی سرکار والا اقتدار سے شرف امضا پاتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ حاجتِ مندانِ عالم اپنے مطالب ومقاصد میں ان سے استمداد کرتے ہیں اور آستانِ فیض نشان پر سر ارادت دھرتے ہیں۔ یہاں تک کہ عرفِ مسلمانان میں مولا مشکل کشا اس جناب کا نام ٹھہرا اور نادِ علیا مظہر العجائب کا غلغلہ سمک سے سماک تک پہنچا۔

(مطلع القمرین تبصرہ سابعہ ص 31)

شاہ اسماعیل دہلوی کی رائے

برصغیر میں ناصبیت کی کاشت اور پھر اس کی آبیاری میں بیچارے بریلوی تو نومولود ہیں۔ عرصہ طویل سے اس شجرۂ زقوم کی پہرے داری کا ذمہ تو وہابیہ کی روحانی اولاد نے اپنے سر لیا ہوا تھا۔ لہذا ضروری سمجھتا ہوں کہ ایک آدھ حوالہ اس

گھر کا بھی آجائے تاکہ قارئین کے اطمینان میں اضافہ کا باعث ہو۔شاہ اسماعیل دہلوی متوفی 1246ھ نے برصغیر میں وہابیت کی جو خدمت کی وہ اصحابِ علم سے مخفی نہیں۔لیکن خلافت کی تقسیم اور خلافتِ باطنیہ کا مولائے کائنات کے ساتھ اختصاص وہ امر ہے جسے شاہ اسماعیل دہلوی نے بھی اپنے شیخ سید احمد بریلوی متوفی 1246ھ کے ملفوظات کی جمع وترتیب میں درج کیا۔لکھتے ہیں:

حضرت مرتضی را یک نوعِ تفضیل بر حضرات شیخین هم ثابت است و آن تفضیل بجهت کثرت اتباعِ ایشان و وساطت مقامات ولایت بل سائر خدمات است مثل قطبیت و غوثیت و ابدالیت وغیرها همه از عهد کرامت مهد حضرت مرتضی تا انقراضِ دنیا همه بواسطهِ ایشان است۔در سلطنتِ سلاطین و امارت امرا هم همت ایشان را دخل است که بر سیاحین عالم ملکوت مخفی نیست۔

حضرت مرتضی کو یک گونہ فضیلت حضرات شیخین پر بھی ثابت ہے اور وہ فضیلت متبعین کی کثرت اور مقامات ولایت بلکہ تمام خدمات، جیسے قطبیت، غوثیت، ابدالیت وغیرہا، میں وساطت کے لحاظ سے ہے۔یہ سب (مناصبِ عالیہ) حضرت مرتضی کے عہد کریم سے اختتام دنیا تک آپ ہی کے واسطے سے ہیں۔سلطانوں کی سلطنت، امیروں کی امارت میں آپ کی ہمتِ عالیہ کو دخل ہے جو عالمِ ملکوت کے سیاحین پر پوشیدہ نہیں۔

(صراط مستقیم فارسی ہدایت ثانیہ افادہ1 ص 58)

الحاصل: حضرت خواجہ گیسو دراز، شاہ ولی اللہ دہلوی، سید محمود آلوسی،

فاضلِ بریلی اور پھر شاہ اسماعیل دہلوی کی گفتگو سے یہ بات واضح ہو چکی کہ خلافتِ باطنہ کا قول روافض کا نہیں بلکہ صوفیہ کرام کی ایک بڑی تعداد کا ہے۔ لہذا اگر بارہ خلفاء والی احادیث سے باطنی خلفاء، جو بارہ ائمہ اہلبیت ہیں، وہ مراد ہوں تو مذہبِ اہلِ سنت کے مطابق کسی طرح کی کوئی خرابی لازم نہیں آتی۔ لیکن اس قدر ضرور ہے کہ خلافت کے معنی ہرگز وہ نہیں جن کو سامنے رکھ کر شیعہ حضرات خلفائے راشدین کی خلافت کو معاذ اللہ ظلم و غصب قرار دیتے ہیں علیہم ما علیہم

بارہ امامانِ اہلِ بیت سے تکلیف کیوں؟

قارئینِ کرام!

اس گفتگو اور بارہویں صدی ہجری کی وادیٔ مہران کی دو شخصیات اور پھر حضورِ اعلی سیدنا پیر مہر علی شاہ رضی اللہ تعالی عنہ کی گواہیوں سے یہ بات خوب عیاں ہو چکی کہ:

حدیثِ پاک میں مذکور بارہ خلفاء کے معنی بارہ امامانِ اہلِ بیت کرنا درست ہے۔

جب حدیثِ مصطفی ﷺ کے یہ معنی ہو سکتے ہیں۔ بلکہ بہت سے دوسرے احتمالات کی نسبت بہتر ہیں۔ پھر "بارہ ائمہ اہلِ بیت" کے عنوان کو لے کر بعض عمر اور عقل رسیدہ خود ساختہ ملاں و پیر حضرات کو تکلیف کیوں ہے؟

مجرم بولے یا نہ بولے، لیکن اربابِ دانش جانتے ہیں کہ اصل تکلیف ذکرِ اہلِ بیت سے ہے۔ لیکن چونکہ یہ وہ درد ہے کہ دکھائے بنتی نہیں اور چھپائے چھپتا

نہیں۔۔۔بقولِ شاعر:

؎تم سے اب کیا کہیں وہ چیز ہے داغ غم عشق
کہ چھپائے نہ چھپے اور دکھائے نہ بنے

لہذا انتہائی چالاکی کے ساتھ "اہلِ بیت" ہی کے نام سے "اہلِ بیت" ہی کے ذکر پر حملہ کی کوشش کی جارہی ہے۔

لیکن ان شاء اللہ:

﴿وَسَيَعْلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَيَّ مُنْقَلَبٍ يَنْقَلِبُونَ﴾

پہلا باب
اکابرِ اہلِ سنت اور بارہ امام

ہمارے احباب نے کتابوں سے تعلق توڑ کر اپنی دینی معلومات کے لیے تمام تر انحصار من پسند علماء اور خطباء کے خطابات پر کر لیا ہے۔ اس انحصار کا سب سے بڑا نقصان یہ ہوا کہ خطباء حضرات کے لیے دینیات کی من مانی تشریحات کا رستہ آسان ہو گیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آج چند ان پڑھ خطیب کسی بھی بات کو رافضیت یا بد عقیدگی قرار دیتے ہیں تو عوام کی ایک بھاری اکثریت بغیر سوچے سمجھے ان کے پیچھے چل نکلتی ہے۔

اس لیے ضروری سمجھا کہ پیشہ ور خطباء کی گمراہ کن تقریروں سے قطع نظر، اکابرِ اہلِ سنت کی گفتگو کو سامنے رکھا جائے اور دیکھا جائے کہ ان کی نظر میں تصورِ بارہ امامانِ اہلِ بیت کی کیا حیثیت رہی ہے؟

اور جب ہم اکابرِ اہلِ اسلام کی افکار و نظریات پر ایک طائرانہ نظر ڈالتے ہیں تو عقل کو اس خوشگوار حیرت کا احساس ہوتا ہے کہ اکابرِ اہلِ سنت ہمیشہ سے امامانِ اہلِ بیت کی غلامی اور عقیدت کا دم بھرتے نظر آتے ہیں۔ اکابرِ اہلِ سنت نے بارہ ائمہ کی ترتیب مشہور کو تسلیم بھی کیا اور اسی ترتیب کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے اپنے اپنے انداز میں ان نفوسِ قدسیہ و کریمہ کے بارے اپنی اپنی عقیدتوں کا اظہار بھی کیا۔ بارہ امامانِ اہلِ بیت سے اپنی عقیدتوں کا اظہار کرنے والے اکابر تو گنتی و شمار سے باہر ہیں لیکن سطورِ ذیل میں صرف چند مثالیں قارئین کے سامنے پیش کی جاتی ہیں۔

ائمہِ اہلِ بیت کے بارے میں درست نظریہ

لیکن اربابِ علم کے عقیدت بھرے جملوں کے ذکر سے پہلے ائمہ اہلِ بیت کے بارے میں درست نظریہ کی وضاحت اور "امام" کے خصوصی معنی کی نشاندہی ضروری ہے۔

اسے اجمالی طور پر بیان کیا جائے تو یوں کہا جاسکتا ہے کہ:

ائمہ اہلِ بیت اقطابِ ولایت ہیں۔ یہ سب حضرات عین الشریعۃ الکبری تک واصل تھے۔ اللہ سبحانہ وتعالی نے انہیں خلافتِ باطنیہ کے مقام پر فائز فرمایا۔ لیکن نہ کہ اس معنی میں جو روافض کا خانہ ساز ہے۔ لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ بلکہ اسی معنی میں جس معنی میں شیخِ مجدد نے فرمایا۔ جس معنی میں قاضی ثناء اللہ پانی پتی نے ذکر کیا۔ جس معنی کا فاضلِ بریلی نے ذکر کیا۔ اس صاحبِ منصب کو مختصر لفظوں میں "قطبِ ارشاد بالاصالۃ" سے تعبیر کیا جاسکتا ہے۔

قدرے تفصیل کی جائے تو یوں کہا جائے گا کہ:

بارگاہِ خداوندی سے اولیائے کرام پہ نازل ہونے والے فیوض وبرکات پہلے ایک شخص پر اترتے ہیں اور پھر اس سے تقسیم ہو کر باقی اولیائے کرام کو ان کے مرتبہ واستعداد کے مطابق پہنچتے ہیں۔ کسی ولی کو اس شخص کی وساطت کے بغیر کوئی فیض نہیں پہنچتا۔ اہل اللہ میں سے کوئی شخص اس ہستی کے وسیلہ کے بغیر درجہ ولایت نہیں پاتا۔ یہی وہ منصبِ بلند ہے جس پہ ترتیب

وار مولائے کائنات مولا علی پھر سید شبابِ اہل الجنۃ سیدنا امام حسن پھر شہیدِ کربلا سیدنا امام حسین، پھر سیدنا امام علی زین العابدین پھر سیدنا امام محمد باقر پھر سیدنا امام جعفر صادق پھر سیدنا امام موسی کاظم پھر سیدنا امام علی رضا پھر سیدنا امام محمد تقی پھر سیدنا امام علی نقی پھر سیدنا امام حسن عسکری فائز ہوئے اور آخر میں یہ منصب و مقام سیدنا امام محمد مہدی کا حصہ ہے۔علیہم السلام

یحیی بن سلامه اور باره امام

یحیٰی بن سلامہ حصکفی متوفی553ھ کی ولادت 460ھ کے بعد دیارِ بکر کے شہر "طنزہ" میں ہوئی۔ اگر ان کی شخصیت کے بارے میں جاننا ہو تو سبطِ ابنِ جوزی کا یہ جملہ ملاحظہ کریں۔ لکھتے ہیں:

وكان إمامًا في كلِّ فن.

یعنی یحیٰی بن سلامہ ہر فن میں امام تھے۔

(مرآۃ الزمان20/490)

یہ امام ہر فن جب بارہ اماموں کے دربار میں اپنا نذرانۂ عقیدت پیش کرتے ہیں تو بدیں الفاظ گویا ہوتے ہیں:

وَسَائِلِي عَنْ حُبِّ أَهْلِ الْبَيْتِ هَلْ أُقِرُّ إِعْلَانًا بِهِ أَمْ أَجْحَدُ

اور مجھ سے اہلِ بیت کی محبت کے بارے میں سوال کرنے والا۔ آیا میں اس محبت کا کھلے عام اقرار کروں گا یا انکار کر دوں گا؟

هَيْهَاتَ مَمْزُوجٌ بِلَحْمِي وَدَمِي حُبُّهُمْ وَهْوَ الْهُدَى وَالرَّشَدُ

ہر گز نہیں ہو سکتا (کہ میں انکار کروں) اہلِ بیتِ پاک کی محبت میرے خون اور گوشت کے ساتھ رچی بسی ہے اور وہی رشد وہدایت ہے۔

حَيْدَرَةُ وَالْحَسَنَانِ بَعْدَهُ ثُمَّ عَلِيٌّ وَابْنُهُ مُحَمَّدُ

حیدرِ کرار اور آپ کے بعد حسنینِ کریمین۔ پھر امام علی زین العابدین پھر ان کے لختِ جگر امام محمد باقر۔

وَجَعْفَرُ الصَّادِقُ وَابْنُ جَعْفَرٍ مُوسَى وَيَتْلُوهُ عَلِيُّ السَّيِّدُ

اور امام جعفرِ صادق اور امام جعفر کے بیٹے امام موسی کاظم اور ان کے بعد سردار امام علی۔

أَعْنِي الرِّضَا ثُمَّ ابْنُهُ مُحَمَّدٌ ثُمَّ عَلِيٌّ وَابْنُهُ الْمُسَدَّدُ

میری مراد (امام علی) رضا۔ پھر ان کے بیٹے محمد تقی۔ پھر علی نقی اور ان کے بیٹے سیدھے ودرست۔

وَالْحَسَنُ التَّالِي وَيَتْلُو تِلْوَهُ مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ الْمُفْتَقَدُ

اور امام حسن (عسکری) ان کے بعد آنے والے۔ اور ان کے بعد امام محمد بن حسن جو غائب ہیں۔

فَإِنَّهُمْ أَئِمَّتِي وَسَادَتِي وَإِنْ لَحَانِي مَعْشَرٌ وَفَنَّدُوا

بے شک وہ میرے ائمہ وسردار ہیں۔ چاہے لوگ مجھے ملامت کریں اور مجھے مخبوط الحواس گردانیں۔

هُمْ حُجَجُ اللَّهِ عَلَى عِبَادِهِ وَهُمْ إِلَيْهِ مَنْهَجٌ وَمَقْصِدُ

وہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے بندوں پہ اس کریم کی حجتیں ہیں۔ اور وہ اس کریم جل وعلا کی جانب راہ و مقصد ہیں۔

قَوْمٌ لَهُمْ فَضْلٌ وَمَجْدٌ بَاذِخٌ يَعْرِفُهُ الْمُشْرِكُ وَالْمُوَحِّدُ

وہ ایسی قوم ہیں جن کے لیے ایسی بلند فضل وبزرگی ہے جسے کافر ومؤمن ہر ایک پہچانتا ہے۔

قوم أتى في {هل أتى} مديحُهُمْ ما شَكَّ في ذاك إلا مُلْحِدُ

ایسی قوم جن کی شان سورہ "انسان" میں آئی۔ اس میں شک نہ کرے گا مگر بے دین۔

قَوْمٌ لَهُمْ فِي كُلِّ أَرْضٍ مَشْهَدُ لَا بَلْ لَهُمْ فِي كُلِّ قَلْبٍ مَشْهَدُ

ایسی قوم جن کی ہر زمین میں جائے شہادت ہے۔ نہیں بلکہ ہر دل میں ان کی شہادت گاہ ہے۔

قَوْمٌ مِنًى وَالْمَشْعَرَانِ لَهُمْ وَالْمَرْوَتَانِ لَهُمْ وَالْمَسْجِدُ

ایسی قوم کہ منیٰ ان کا، عرفات ومزدلفہ ان کا۔ صفاومروہ انہیں کے اور مسجدِ حرام انہی کی۔

قَوْمٌ لَهُمْ مَكَّةُ وَالأَبْطَحُ وَالْ خَيْفُ وَجَمْعٌ وَالْبَقِيعُ الْغَرْقَدُ

ایسی قوم کہ مکہ مشرفہ انہی کا، ابطح وخیف وجمع وبقیعِ غرقد انہی کا۔

پانچویں صدی میں پیدا ہونے والی شخصیت جنہیں سبطِ ابن الجوزی متوفی 654ھ "امامِ ہر فن" گردان رہے ہیں۔ ان کا ائمہ اہلِ بیت کے دربار میں اسی

ترتیب کے مطابق نذرانۂ عقیدت پیش کرنا جو ترتیب معروف ہے اور انہیں اپنے امام تسلیم کرنا اس بات کا اعلان ہے کہ:

روافض کی جانب سے ان نفوسِ قدسیہ کی محبت وعقیدت کے دعوی اور ان کے ساتھ اپنے کچھ باطل عقائد وابستہ کرلینے سے نہ تو ان ہستیوں کی عظمتیں کم ہوں گی اور نہ ہی وہ روافض کے کھاتے میں جائیں گے۔ "بارہ امامانِ اہلِ بیت" اہلسنت کے ائمہ ہیں اور انہیں ماننا اور ان کی عظمتوں کے سامنے سرِ تسلیم خم کرنا اہلِسنت کا منہج ہے۔

لیکن بارہ امامانِ اہلبیت کی مدح سے کوئی بد باطن یہ سوچ سکتا تھا کہ شاید حضرت یحیی بن سلامہ کا منہج اہلِسنت کے منہج سے مختلف ہے اور وہ شیعہ وروافض والے معتقدات کے حامل ہیں۔ لہذا آپ اسی قصیدہ میں اس وہم کا ازالہ بھی کر دیا اور بد باطن حضرات کے تابوت میں کیل ٹھونکتے ہوئے کہا:

ولستُ أهواكُمْ ببغْضِ غَيركم إنِّي إِذن أَشْقى بكُمْ لَا أسعَدُ

اے خاندانِ رسول ﷺ! میں کسی دوسرے سے بغض کی وجہ سے آپ سے محبت نہیں کرتا۔ اگر میں ایسا کروں تو میں بد بخت ہوں نہ کہ نیک بخت۔

فَلَا يظنُّ رافضيٌّ أنني وافَقْتُهُ أَو خارجيٌّ مفسدُ

پس کوئی رافضی یہ نہ سمجھے کہ میں اس کا موافق ہوں یا خارجی فسادی (ایسے گمانِ بد کا شکار ہو۔)

محمدٌ والخلفاءُ بعدَهُ أفضَلُ خَلقِ اللهِ فِيمَا أَجدُ

سیدِ عالم ﷺ اور آپ ﷺ کے بعد آپ کے خلفائے راشدین، جو (دلائل) میں پاتا ہوں (ان کے مطابق)، یہ ہستیاں مخلوقِ خدا میں سب سے افضل ہیں۔

هُمْ أسَّسُوا قَوَاعِدِ الدّين لنا وهُمْ بَنَوا أركانَهُ وشَيَّدوا

انہی ہستیوں نے ہمارے لیے دین کی بنیادیں رکھیں اور انہوں نے ہی دین کے ارکان کو تعمیر کیا اور بلند کیا۔

ومَنْ يخُنْ أحمَدَ فِي أصحابِهِ فخَصْمُهُ يومَ المعادِ أحمَدُ

اور جو شخص سیدِ عالم ﷺ کے صحابہ رضی اللہ تعالی عنہم کے معاملے میں آپ ﷺ سے خیانت کرے گا۔ پس قیامت کے روز اس کے مقابل جنابِ احمد ﷺ ہوں گے۔

هَذَا اعتقادي فالزمُوهُ تفلحُوا هَذَا طريقي فاسلُكُوهُ تَهْتَدُوا

یہ میرا عقیدہ ہے تو اس کو تھام لو کامیاب ہو جاؤ گے۔ یہ میرا رستہ ہے اس پہ چلو ہدایت پا جاؤ گے۔

والشافِعِيُّ مذهبي مذهَبُهُ لِأَنَّهُ فِي قَوْلِهِ مؤيَّدُ

اور امام شافعی، میرا مذہب انہی کا مذہب ہے۔ کیونکہ وہ اپنی رائے میں تائید یافتہ ہیں۔

إِنِّي بإذْنِ الله ناجٍ سابقٌ إذا أتَى الظالمُ والمفَنّدُ

اللہ سبحانہ وتعالی کے اذن سے، جب ظالم وحواس باختہ آئے تو، میں نجات والا، سبقت کر جانے والا ہوں۔

(المنتظم فی تاریخ الملوک والامم لابن الجوزی 18/ 130، 131، مرآۃ الزمان فی تواریخ الاعیان لسبط ابن الجوزی 20/ 491، 492، البدایۃ والنہایۃ لابن کثیر 16/ 388، 389، سمط النجوم العوالی للعصامی 2/ 408، 409)

اس بات میں کوئی شک نہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کے معاملے میں خیانت در حقیقت اسلام میں خیانت ہے۔ کیونکہ شجرِ اسلام کی آبیاری میں جن ہستیوں کا خون شامل ہوا ہے وہ یہی اصحابِ رسول ﷺ ہیں۔ اور پھر دینِ اسلام کو حقیقی صورت میں امت مسلمہ تک پہنچانے والے بھی یہی نفوسِ قدسیہ ہیں۔۔!!

لیکن حبِ اصحابِ رسول ﷺ کے نام پہ بغضِ آلِ رسول ﷺ کو عام کرنا۔۔ یہ کہاں کا انصاف ہے؟ نواصب نے اصحابِ رسول ﷺ کی محبت کے نام پر ہمیشہ بغضِ آلِ رسول ﷺ کا سودا بیچا۔ اور جس بابائے نواصب کی زہریلی گفتگو کی وجہ سے یہ چند کلمات لکھنا پڑے، وہ تو ایسا شاطر انسان ہے کہ وہ تو بغضِ آلِ رسول ﷺ کا سودا بھی "حبِ آلِ رسول ﷺ " کے عنوان سے فروخت کر رہا ہے۔

فإلى الله المشتكى

شیخ فرید الدین عطار اور بارہ امام

شیخ فرید الدین محمد بن ابراہیم بن مصطفی عطار متوفی 627ھ کی شخصیت وہ ہستی ہے کہ بچہ جب مدرسہ میں داخلہ لیتا ہے تو اس کی بالکل صاف تختی پر نقشِ

اولین ثبت کرنے کے لیے جن کتابوں کا انتخاب کیا جاتا ہے ان میں سے ایک کتاب شیخ فرید الدین عطار رحمہ اللہ تعالی کی بھی ہے۔"پند نامہ"

کسی کتاب کا تعلیمی نصاب کا حصہ ہونا الگ امر ہے اور بالکل نئے طلبہ کی ذہنی تربیت کے لیے نقشِ اولین کی طرح پڑھایا جانا الگ امر۔ شیخ فرید الدین کی کتاب پند نامہ صرف درسِ نظامی کے نصاب کا حصہ نہیں بلکہ بالکل پہلے درجے میں ابتدائی طلبہ کو کی جانی والی پند و نصائح کے لیے اسے سامنے رکھا جاتا ہے۔

وہ شیخ فرید الدین عطار مظہر عجائب نامی اپنی کتاب میں بارہ ائمہ کی شان بیان کرنے لگتے ہیں تو لگاتار 130 اشعار بارہ ائمہ کی شان میں کہہ دیتے ہیں۔ آپ کا مکمل قصیدہ تو مظہر عجائب میں ملاحظہ کیا جا سکتا ہے، یہاں ازراہِ برکت واختصار چند اشعار ذکر کرنا چاہوں گا۔

عنوان ملاحظہ کیجیے:

"در مدحِ امیرِ مؤمناں علیہ السلام"

"وائمہ اطہار صلواۃ اللہ علیہم"

یعنی: امیر المؤمنین سیدنا مولا علی اور ائمہ اطہار کی مدح میں۔

مسئلہ علیہ السلام:

جن حضرات کو حضراتِ اہلِ بیت علیہم السلام کے ناموں کے ساتھ "علیہ السلام" بولنے پر تکلیف شروع ہو جاتی ہے وہ بغور دیکھیں کہ جس شخصیت کی کتاب

کو طلباء کے ذہنوں کی بالکل صاف ستھری تختی پر بطورِ نقش اولین کندہ کرنے کی کوشش کرتے ہو، وہ تو اہلِ بیتِ پاک کو "علیہ السلام" کہنے میں کوئی ہچکچاہٹ محسوس نہیں کر رہے۔ پھر نہ جانے کب اور کیسے اس اصطلاح کا دعوی کر لیا گیا کہ انبیائے کرام اور ملائکہ عظام کے علاوہ "علیہ السلام" کا استعمال اہلِ سنت کے طریقہ کے بر خلاف ہے۔

قارئینِ کرام!

دوسرے باب میں ہم اس کی وضاحت کریں گے کہ بابائے ناصبیت نے درسِ نظامی نام کی کوئی چیز پڑھی ہی نہیں۔ اس لیے اس بیچارے کو کچھ خبر نہیں کہ درسِ نظامی کے نصاب میں کون کون سی کتابیں ہیں اور کس کس کی لکھی ہوئی ہیں۔ اس کے ہمنواؤں سے گزارش ہے کہ کوئی جا کر اسے پند نامہ بھی دکھا دے اور اس کے مصنف کا نام بھی یاد کروا دے۔ تا کہ اسے معلوم ہو جائے کہ جسے وہ سازش اور گیم قرار دے رہا ہے، اس سازش اور گیم کا حصہ شیخ فرید الدین عطار بھی ہیں جن کی کتاب درسِ نظامی کے طلبہ کو پہلے درجے میں پڑھائی جاتی ہے۔

شیخ عطار نے مولائے کائنات مولا علی کی شان میں یکے بعد دیگرے کئی اشعار کہے۔ گفتگو کی ابتدا بدیں الفاظ فرماتے ہیں:

دین اگر خواھی سخن را راستگو

باش تابع بر امام راست گو

اگر دین چاہتے ہو تو بات سچی کرو۔ اور سچے امام کے پیروکار بنو۔

مصطفی سرّ خدا با او بگفت

از حقایق ذرّہ ای کی او نهفت

رسول اللہ ﷺ نے رازِ خداوندی آپ کو بتایا ہے۔ اور حقائق کا کوئی ذرہ آپ سے پوشیدہ نہیں۔

حق نخواهی دید الاّ با علی

رهبر کلّ جهانست آن ولیّ

تم حق کو علی کے بغیر نہیں دیکھ سکتے۔ سارے جہان کے رہبر وہ ولی ہیں۔

مصطفی ختم رسل شد در جهان

مرتضی ختم ولایت در عیان

مصطفی کریم ﷺ جہان میں ختمِ رسل ہیں اور علی المرتضی عالمِ شہود میں ختمِ ولایت ہیں۔

جمله فرزندان حیدر ز اولیا

جمله یک نورند حق کرد این ندا

حیدرِ کرار علیہ السلام کے تمام بیٹے اولیاء ہیں۔ سبھی ایک نور ہیں۔ حق نے یہ اعلان کیا۔

پاک و معصوم و مطّهر چون نبی

این سخن را می نداند هر صبی

نبی ﷺ کی مانند پاک، معصوم اور مطہر۔ ہر بچہ اس بات کو نہیں جان سکتا۔

ای ز تو هم آسمان و هم زمین
رحمت حقّ نور ربّ العالمین

اے وہ ہستی کہ آسمان و زمین آپ ہی سے ہیں۔ حق کی رحمت آپ ہیں، رب العالمین کا نور آپ ہیں۔

ای ز تو دو نور مشتق آمده
هر دو عالم زآن برونق آمده

اے وہ ہستی جن سے دو نور بر آمد ہوئے۔ اسی نور سے دونوں جہاں میں رونق ہوئی۔

این دو نور از نور حقّ پیدا شده
عالمی زآن نور ها شیدا شده

یہ دونوں نور حق کے نور سے ظاہر ہوئے ہیں۔ اِک جہاں ان نوروں پر قربان۔

از حسن میپرس سرّ اوّلین
وز حسین از اولین و آخرین

حضرت امام حسن سے اولین کا راز پوچھ سکتے ہو۔ اور امام حسین سے، اولین و آخرین سے۔

ای دو چشم مصطفی و مرتضی
وی دو نور انبیا و اولیا

یہ دونوں ہستیاں مصطفی کریم و مرتضی شیر خدا کی آنکھیں ہیں۔ یہی دو ہستیاں انبیاء و اولیاء کا نور ہیں۔

آن یکی راز ہر مقبول آمدہ
و آن دگر از تیغ مقتول آمدہ

ان میں سے ایک ہستی نے زہر کو قبول کر لیا۔ اور دوسری ہستی تلوار سے شہید ہو گئی۔

آنکہ کرد این جملہ باشد لعنتی
تا ابد در نار باشد محنتی

جس شخص نے یہ سب کیا وہ لعنتی ہے۔ ہمیشہ کے لیے جہنم میں مشقت میں رہے گا۔

چون بظاہر این چنین ہا کردہ اند

خویشتن را خود بدوزخ بردہ اند

جب انہوں نے (یعنی حسنینِ کریمین علیہما السلام کو شہید کرنے والوں نے) ظاہر میں ایسا کیا ہے۔ اپنے آپ کو دوزخ میں ڈال دیا ہے۔

لیک ایشان را چہ نقصان از کمال
نور حقّ را کی بود آخر زوال

لیکن اِن ہستیوں (یعنی حسنینِ کریمین علیہما السلام) کے کمال میں کوئی کمی نہیں۔ حق کے نور کو زوال کہاں سے آتا ہے؟

ای تو نور ذات یزدان آمدہ
ای تو عین کلّ عرفان آمدہ

اے وہ ہستی کہ آپ ذاتِ باری تعالی کا نور بن کر آئے۔ عرفانِ کامل کا عین بن کر تشریف لائے۔

از شما یک نور دیگر شد پدید
زین عباد آن در دریای دید

آپ سے ایک دوسرا نور ظاہر ہوا۔ امام زین العابدین نے اس نور کو دریا میں دیکھا۔

اوست باب اولیا عین الیقین
اوست اسرار معانی را معین

اولیاء کا دروازہ، عین الیقین وہی ہیں۔ معانی کے رازوں کے معین وہی ہیں۔

اوست عالم بر علوم اوّلین
اوست ظاهر بر ظهور آخرین

آپ علومِ اولین کو جاننے والے ہیں۔ آخرین کے ظہور پر ظاہر بھی آپ ہیں۔

ای ز تو سرّ الهی آشکار
وز محمد وز علی تو یادگار

اے وہ ذات جن سے رازِ خداوندی ظاہر ہوا۔ جنابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور جنابِ مولا علی کی آپ یادگار ہیں۔

باز نقد اوست سرّ اولیا
بوده نام او محمد ز اتقیا

پھر آپ کا پرکھنا اولیاء کا راز ہے۔ آپ کا نام (امام) محمد (باقر) ہوا۔ آپ اتقیاء سے ہوئے۔

نام او نام محمد آمده
خلق او چون خلق احمد آمده

آپ کا نام رسول اللہ ﷺ کے نام پہ ہوا اور آپ کی تخلیق تخلیقِ احمدی جیسی ہوئی۔

باقر و صادق دو گوهر بوده اند

که علوم حیدری بر بوده اند

امام محمد باقر اور امام جعفر صادق دو گوہر تھے۔ حیدری علوم کا صحرا تھے۔

هر که او از دید شان آگاه نیست
گمره است او بر یقین در راه نیست

جو شخص ان کی دید سے آگاہ نہیں ہے۔ گمراہ ہے۔ راہِ حق میں یقین پر نہیں ہے۔

جعفر صادق امام خاص و عام
چون ندانستی چه گویم و السلام

امام جعفر صادق خاص و عام کے امام ہیں۔ اگر تو نہیں جانتا تو میں کیا کہوں؟ والسلام!

ای تو خاص کبریای ذو الجلال
وز تو روشن گشته خود نور کمال

اے وہ ہستی جو کبریائے ذوالجلال کے خاص ہو! کمال کا نور خود آپ ہی سے روشن ہوا ہے۔

هست فرزندتو ماه آسمان
موسی کاظم امام راستان

آپ کے فرزند آسمان کے چاند ہیں۔ امام موسیٰ کاظم ہدایت والوں کے امام ہیں۔

ای تو راہ و رہبر و رہ بین شدہ
خویشتن را پیشوای دین شدہ

اے وہ ہستی جو راہ، رہبر اور رہ بیں ہوئے۔ خود ہی دین کے پیشوا ہوئے۔

راہ تو راہ محمد بیشکی
از علی نور تو آمد بیشکی

بے شک آپ کا رستہ رسول اللہ ﷺ کا رستہ ہے۔ بے شک آپ کا نور مولا علی سے آیا ہے۔

ہر کہ راہ تو نرفت او عور بود
کور رفت و کور دید و کور بود

جو شخص آپ کے رستے پر نہ چلا وہ کثر چشم ہے۔ بن دیکھے چلا۔ بن دیکھے دیکھا۔ اندھا ہو گیا۔

پس علی موسی الرضا ہست او سلیم
ملک عالم زوست جنات النعیم

پھر امام علی (بن) موسیٰ رضا ہیں۔ آپ سلیم القلب ہیں۔ آپ کی برکت سے جہان کی بادشاہی جناتِ نعیم ہے۔

ہست امام جن و انس و وحش و طیر
این سخن باور ندارد مرد غیر

آپ جن وانس، وحوش وطیور کے امام ہیں۔ (لیکن) غیر بندہ اس بات کو برداشت نہیں کر سکتا۔

یاعلی عطّار را اسرار گو
از زبان خود ورا انوار گو

اے امام علی رضا! عطار سے راز کہہ دیجیے۔ انوار کے پیچھے سے اپنی زبان سے فرما دیجیے۔

تا شود روشن دل و اسرار دان
نعرۂ مستان بر آرد در جهان

تا کہ عطار دل کا روشن اور رازوں کو جاننے والا ہو جائے۔ دنیا میں مستوں کا نعرہ لگا دے۔

وصف تو هم از زبان تو کند
گفت تو هم با کسان تو کند

آپ کی خوبی آپ ہی کی زبان سے کرے۔ آپ کی کہی ہوئی بات دوسروں کو بتائے۔

ای تو اسرافیل در صور آمده
همچو عزرائیل منصور آمده

اے وہ ہستی جو اسرافیلِ صور کی مانند ہو۔ عزرائیل کی مانند مدد کیے ہوئے ہو۔

ای تو چون جبریل امین مؤمنان
همچو میکائیل صاحب سرّ جان

اے وہ ہستی کہ آپ اہلِ ایمان کے جبریلِ امین ہیں۔ حضرت میکائیل کی مانند جان کے راز ہیں۔

ای تو خود نور الهی آمده
واقف سرّ کماهی آمده

اے وہ ہستی کہ خود نورِ خداوندی بن کر آئے ہیں۔ راز کی حقیقت پر واقف ہوئے ہیں۔

ہم تقیّ و ہم نقی دان نور ذات
ذات ایشان جامع آمد بر صفات

امام (محمد) تقی اور امام (علی) نقی کو نورِ ذات جان۔ آپ کی ذاتیں صفات کی جامع ہیں۔

گر تو حقّ خواھی از ایشان می طلب
تا بیابی راہ حقّ رابی تعب

اگر تم حق چاہتے ہو تو انہی سے مانگو۔ تا کہ تم حق کو بلا مشقت حاصل کر لو۔

بو الحسن دان عسکری را در جھان
بو الحکم دان مھر او در جان جان

اس جہان میں امام عسکری کو ابو الحسن جان۔ آپ کی مہربانی کو جانِ جاں میں ابو الحکم سمجھ۔

ای بمحشر تو شفاعت خواہ من
قرّۃ العین رسول و شاہ من

اے وہ ہستی جو محشر میں میرے شفاعت گزار ہو۔ رسول اللہ ﷺ کی آنکھ کی ٹھنڈک اور میرے بادشاہ ہو۔

صد ھزاران اولیاء روبر زمین
از خدا خواھند مھدی را یقین

روئے زمین پر ہزاروں لاکھوں اولیائے کرام اللہ سبحانہ وتعالی سے حضرت امام مہدی کے معاملے میں یقین کے خواہاں ہیں۔

یاالٰہی مھدیی ازغیب آر
تاجہان عدل گرددآشکار

یاالٰہی! امام مہدی کو غیب سے لے آ۔ تاکہ جہانِ عدل واضح ہو جائے۔

ای توختم اولیااندرجہان
درھمہ جانہانہان چون جان جان

اے وہ ہستی جو جہان میں ختمِ اولیاء ہیں۔ ساری جانوں میں ایسے پوشیدہ جیسے جانِ جاں۔

دست ماودامن توای امیر
این فقیرمبتلارادستگیر

اے امیر! میرا ہاتھ اور آپ کا دامن ہے۔ اس مصیبت زدہ فقیر کا ہاتھ تھام لو۔

من پناہ خودبتوآوردہ ام
حب توباشیرمادرخوردہ ام

میں نے اپنی پناہ آپ کے حوالے کی ہے۔ آپ کی محبت ماں کے دودھ میں پی ہے۔

ہرکراحبّ توباشدپیشوا
خلق راباشدیقین اورھنما

آپ کی محبت جس کے لیے پیشوا بن گئی۔ اس کا یقین مخلوق کے لیے رہنما ہو گیا۔

(مظہر عجائب از شیخ فرید الدین عطار ص5 تا 11)

شیخ فرید الدین کے اس منفرد نذرانۂ عقیدت کے ملاحظہ کے بعد نواصب سوچ لیں کہ انہوں نے کس شجر کے ساتھ جڑنا ہے؟ جس کے بارے میں فرمایا:

﴿أَصْلُهَا ثَابِتٌ وَفَرْعُهَا فِي السَّمَاءِ﴾

یا جس کے بارے میں فرمایا:

﴿اجْتُثَّتْ مِنْ فَوْقِ الْأَرْضِ مَا لَهَا مِنْ قَرَارٍ﴾

اگر انتخاب شجرہ اولی ہے تو وہ وہی ہے جس کی آبیاری وپروان بارہ امامانِ اہلِ بیت کی محبت وعقیدت پر ہوئی۔ اور اگر انتخاب دوسری قسم ہے تو:

﴿لَا إِكْرَاهَ فِي الدِّينِ قَدْ تَبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ﴾

شیخِ اکبر اور بارہ امام

امام المکاشفین شیخِ اکبر محیی الدین ابن عربی متوفی 638ھ کی شخصیت کسی تعارف کی محتاج نہیں۔ آپ کی گفتگو میں جس منفرد انداز میں بارہ ائمہ کا تذکرہ اور ان مقدس ہستیوں کے دربار میں نذرانۂ عقیدت کا ذکر ملتا ہے، وہ اپنی مثال آپ ہے۔ ازراہِ اختصار علامہ عبد الوہاب شعرانی متوفی 973ھ پھر علامہ ابو العرفان محمد بن علی صبان متوفی 1206ھ کا نقل کردہ ایک اقتباس ہدیۂ قارئین کرنا چاہوں گا۔

حضرت سیدنا امام مہدی کا ذکر کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:

واعلموا أنه لا بد من خروج المهدي عليه السلام لكن لا يخرج حتى تمتلئ الأرض جورا وظلما فيملؤها قسطا وعدلا ولو لم يكن من الدنيا إلا يوم واحد طول الله تعالى ذلك اليوم حتى يلي

ذلك الخليفة وهو من عترة رسول الله صلى الله عليه وسلم من ولد فاطمة رضي الله تعالى عنها جده الحسين بن علي بن أبي طالب ووالده الإمام حسن العسكري بن الإمام علي النقي بالنون ابن الإمام محمد التقي بالتاء ابن الإمام علي الرضا ابن الإمام موسى الكاظم ابن الإمام جعفر الصادق ابن الإمام محمد الباقر ابن الإمام زين العابدين علي بن الإمام الحسين بن الإمام علي بن أبي طالب رضي الله تعالى عنهم يواطئ اسمه اسم رسول الله صلى الله عليه وسلم يبايعه المسلمون بين الركن والمقام يشبه رسول الله صلى الله عليه وسلم في الخلق بفتح الخاء وينزل عنه في الخلق بضمها إذ لا يكون أحد مثل رسول الله صلى الله عليه وسلم في أخلاقه

جان لو کہ حضرت مہدی کا نکلنا ضروری ہے۔ لیکن آپ اس وقت تک نہ نکلیں گے جب تک زمین ظلم و جفا سے بھر نہ جائے۔ پس آپ اسے عدل و انصاف سے بھر دیں گے۔ اور اگر دنیا سے ایک دن کے سوا کچھ باقی نہ ہو تو اللہ سبحانہ وتعالی اس دن کو لمبا فرمائے گا حتی کہ یہ خلیفہ والی بن جائیں۔ اور آپ رسول اللہ ﷺ کی عترتِ پاک سے، سیدہ فاطمہ زہراء علیہا السلام کی اولاد سے ہیں۔ آپ کے دادا سیدنا امام حسین بن علی بن ابی طالب ہیں۔ آپ کے والد امام حسن عسکری بن امام علی نقی بن امام محمد تقی بن امام علی رضا بن امام موسی کاظم بن امام جعفر صادق بن امام محمد باقر بن امام زین العابدین علی بن امام حسین بن امام علی بن ابی طالب ہیں۔ آپ کا نام نامِ

مصطفی ﷺ کے نامی گرامی کے موافق ہو گا۔ مسلمان رکن و مقام کے درمیان ان کی بیعت کریں گے۔ خَلق میں رسول اللہ ﷺ کے مشابہ ہوں گے اور اخلاق میں برابری نہ ہو گی کیونکہ اخلاق میں کوئی بھی رسول اللہ ﷺ کی مثل نہیں ہو سکتا۔
(الیواقیت والجواہر 2/562، اِسعاف الراغبین ص 151)

قارئین ملاحظہ کر سکتے ہیں کہ شیخ ابنِ عربی رحمہ اللہ تعالی نے کس اسلوب میں سیدنا امام مہدی سے سیدنا مولائے کائنات تک کی تمام شخصیات کو "امام" کے لقب کے ساتھ ملقب کیا۔

اور فقط یہی نہیں، بلکہ آپ کی جانب منسوب کتب میں سے ایک کتاب "دواز دہ امام" بھی ہے۔اس کتاب میں شیخ محیی الدین ابنِ عربی رحمہ اللہ تعالی نے جس اسلوب میں ائمہ اہلبیت کا ذکر کیا، وہ اسلوبِ یکتا ابنِ عربی علیہ الرحمۃ ہی کا حصہ ہے۔" دوازدہ امام" کے خطبہ میں حمد و ثنائے خالقِ کل ومالک کل سبحانہ وتعالی اور پھر رسول اللہ ﷺ کی ذاتِ گرامی پہ ہدیہ صلوۃ وسلام کے بعد بالترتیب:

مولائے کائنات۔ سیدۂ کائنات۔ امام حسن۔ امام حسین۔ امام زین العابدین۔ امام باقر۔ امام جعفر صادق۔ امام موسی کاظم۔ امام علی رضا۔ امام محمد تقی۔ امام علی نقی۔ امام حسن عسکری۔ امام محمد مہدی علیہم السلام پر ان کے شایانِ شان القاب وآداب کے ساتھ اسلوبِ یگانہ میں درود کا نذرانہ پیش کیا۔

حمد وثنا:

حمد وثنائے مالکِ کل وخالقِ کل جل وعلا کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

الحمد لله رب العالمين حمدا أزليا بأبديته وأبديا بأزليته سرمدا باطلاقه متجليا في مرايا آفاقه حمد الحامدين ودهر الداهرين

درود بر مصطفی ﷺ:

پھر رسول اللہ ﷺ کی ذاتِ عالی پہ ہدیۂ صلاۃ پیش کرتے ہوئے کہا:

صلوات الله وملائكته وحملة عرشه وجميع خلقه من أرضه وسمائه على سيدنا ونبينا أصل الجود وعين الشاهد والمشهود أول الأوائل وأدل الدلائل مبدأ الأنوار الأزلي ومنتهى العروج الكمالي غاية الغايات المتعين بالنشئات أب الأكوان بفاعليته وأم الامكان بقابليته المثل الأعلى الإلهي هيولى العوالم الغير المتناهي روح الأرواح ونور الأشباح فالق إصباح الغيب دافع ظلمة الريب محتد التسعة والتسعين رحمة للعالمين سيدنا في الوجود صاحب لواء الحمد والمقام المحمود المبرقع بالعماء حبيب الله محمد المصطفى صلوات الله عليه .

بر مولا مرتضی:

پھر مولائے کائنات مولا علی کی ذاتِ اقدس کا ذکر کیا:

وعلى سر الأسرار ومشرق الأنوار المهندس في الغيوب اللاهوتية

والسياح في الفيافي الجبروتية المصور للهيولي الملكوتية والوالي للولاية الناسوتية أنموذج الواقع وشخص الإطلاق المنطبع في مرايا الأنفس والآفاق سر الأنبياء والمرسلين سيد الأوصياء والصديقين صورة الأمانة الإلهية مادة العلوم الغير المتناهية الظاهر بالبرهان والباطن بالقدرة والشأن بسملة كتاب الموجود فاتحة مصحف الوجود حقيقة نقطة البائية المتحقق بالمراتب الإنسانية حيدر آجام الإبداع الكرار في معارك الاختراع السر الجلي والنجم الثاقب إمام الأئمة علي بن أبي طالب عليه السلام .

بر سیدۂ کونین:

پھر جگر گوشۂ رسول ﷺ سیدۂ کائنات علیہا السلام کے دربار میں حاضری لگواتے ہوئے رقمطراز ہیں:

وعلى الجوهرة القدسية في تعين الإنسية صورة النفس الكلية جوادة العوالم العقلية بضعة الحقيقة النبوية مطلع الأنوار العلوية عين عيون الأسرار الفاطمية الناجية لمحبيها عن النار ثمرة شجرة اليقين سيدة نساء العالمين المعروفة بالقدر والمجهولة بالقبر قرة عين الرسول الزهراء البتول عليها الصلوة والسلام

بر امام حسن مجتبی:

سید شباب اہل الجنۃ امام ثانی سیدنا امام حسن کی ذاتِ اقدس پہ ہدیہ درود بھیجتے ہوئے لکھتے ہیں:

وعلى الثاني من شروط لا إله إلا الله ريحانة محمد رسول

الله رابع الخمسة العبائية عارف الأسرار العمائية موضع سر الرسول حاوي كليات الأصول حافظ الدين وعيبة العلم ومعدن الفضائل وباب السلام كهف المعارف وعين الشهود روح المراتب وقلب الوجود فهرس العلوم اللدني لؤلؤ صدف أنت مني النور اللامع من شجرة الأيمن جامع الكمالين أبي محمد الحسن عليه الصلوة والسلام

بر امام حسین شہید کربلا:

راکبِ دوشِ مصطفیٰ ﷺ ، شہیدِ کربلاء سیدنا امام حسین کے دربارِ اقدس میں بدیں الفاظ حاضری لگوائی:

وعلى المتوحد بالهمة العلياء المتوسد بالشهود والرضا مركز عالم الوجود سر الواجد والموجود شخص العرفان وعين العيان نور الله وسره الأتم المتحقق بالكمال الأعظم ونقطة دائرة الأزل والأبد المتشخص بألف الأحد فاتحة كتاب الشهادة والي ولاية السيادة الأحدية الجمع الوجودي الحقيقة الكلية الشهودي كهف الإمامة صاحب العلامة كفيل الدين الوارث بخصوصيات سيد المرسلين الخارج عن محيط الاين وللوجود إنسان العين مضمون الإبداع مذوق الأذواق ومشوق الأشواق مطلب المحبين ومقصد العشاق المقدس عن الشين أبي عبد الله الحسين عليه الصلوة والسلام

بر امام زین العابدین:

امام رابع، امام بن امام بن امام سیدنا امام علی زین العابدین علیہ السلام پر بدین الفاظ ہدیہ درود بھیجا:

وعلى آدم أهل البيت المنزه عن كيت وكيت روح جسد الإمامة شمس فلك الشهامة مضمون كتاب الإبداع حل تعمية الاختراع سر الله في الوجود إنسان عين الشهود خازن كنوز الغيوب مطلع نور الإيمان كاشف ستور العرفان الحجة القاطعة والدرة اللامعة ثمرة شجرة طوبى القدسية أزل الغيب وأبد الشهادة السر الإلهي في سر العبادة وتد الأوتاد زين العباد وإمام العالمين ومجمع البحرين علي بن الحسين صلوات الله وسلامه عليه

بر امام باقر:

باقر العلوم سیدنا امام محمد باقر علیہ السلام کا ذکر ان الفاظ میں کیا:

وعلى باقر العلوم شخص العالم والمعلوم ناطقة الوجود نسخة الموجود ضرغام آجام المعارف المنكشف لكل كاشف الحياة السارية في المجاري النور المنبسط على الذراري حافظ معارج اليقين وارث علوم المرسلين حقيقة الحقايق الظهورية دقيقة الدقائق النورية الفلك الجارية في اللجج الغامرة المحيط علمه بالزبر الغابرة النبأ العظيم الصراط المستقيم المستند لكل ولي محمد بن علي عليه الصلوة والسلام

بر امام صادق:

چھٹے امام سیدنا امام جعفر صادق علیہ السلام کا ذکر بدیں الفاظ کیا:

وعلى أستاذ العلوم وسيد الوجود مرتقى المعارج ومنتهى الصعود البحر المواج الأزلي والسراج الوهاب الأبدي ناقد خزائن المعارف والعلوم محتد العقول ونهاية الفهوم عالم تعليم الأسماء دليل طرق السماء الكون الجامع الحقيقي والعروة الوثقى الوثيقى برزخ البرازخ وجامع الأضداد نور الله بالهداية والإرشاد المستمع القرآن من قائله الكاشف لأسراره ومسائله مطلع الشمس الأبد جعفر بن محمد عليه صلوات الله الملك الأحد

بر امام کاظم:

امام بن امام بن امام بن امام بن امام بن امام سیدنا امام موسیٰ کاظم کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

وعلى شجرة الطور والكتاب المسطور والبيت المعمور والسقف المرفوع والسر المستور والرق المنشور والبحر المسجور وآية النور كليم أيمن الإمامة منشأ الشرف والكرامة نور مصباح الأرواح جلاء زجاجة الأشباح ماء التخمير الأربعيني غاية معارج اليقيني اكسير فلزات العرفاء معيار نقود الأصفياء مركز الأئمة العلوية محور فلك المصطفوية الآمر للصور والأشكال بقبول الاصطبار والانتقال النور الأنور موسى بن جعفر عليه صلوات الملك العلي الأكبر

بر امام رضا:

امام ہشتم سیدنا امام علی رضا کی ذاتِ اقدس پہ بدیں الفاظ ہدیہ درود پیش کرتے ہیں:

وعلى السر الإلهي الرائي للحقايق كما هي النور اللاهوتي والإنسان الجبروتي والأصل الملكوتي والعالم الناسوتي مصداق العلم المطلق والشاهد الغيبي المحقق روح الأرواح حياة الأشباح هندسة الموجود الطيار في منشئات الوجود كهف النفوس القدسية غوث الأقطاب الإنسية الحجة القاطعة الربانية محقق الحقايق الإمكانية أزل الأبديات وأبد الأزليات الكنزالغيبي والكتاب اللاريبي قرآن المجملات الأحدية فرقان المفصلات الواحدية إمام الورى بدر الدجى علي بن موسى الرضا عليه وعلى آبائه وأولاده الصلوة والثناء

بر امام تقی:

نویں امام سیدنا امام محمد تقی کے دربار میں یوں حاضری پیش کرتے ہیں:

وعلى باب الله المفتوح وكتابه المشروح ماهية الماهيات مطلق المقيدات وسر سريات الوجود ظل الله الممدود المنطبع في مرآت العرفان المنقطع من نيله حبل الوجدان غواص بحر القدم محيط الفضل والكرم حامل سر الرسول مهندس الأرواح والعقول أديب معلمة الأسماء والشئون قهرمان الكاف والنون غاية الظهور والايجاد محمد بن علي الجواد عليه الصلوة والسلام

بر امام نقی:

امام عاشر سیدنا امام علی نقی کا ذکرِ مبارک ان الفاظ میں کیا:

وعلى الداعي إلى الحق أمين الله على الخلق لسان الصدق وباب السلام أصل المعارف وعين منبت العلم منجي أرباب المعادات منقذ أصحاب الضلالات والبدعات إنسان عين الإبداع أنموذج أصول الاختراع مهجة الكونين ومحجة الثقلين مفتاح خزائن الوجوب حافظ مكامن الغيوب طيار جو الأزل والأبد علي بن محمد عليه صلوات الله الملك الأحد

بر امام عسکری:

امام یازدہم امام حسن عسکری کے دربار میں اس انداز میں حاضری پیش کی:

وعلى البحر الزاخر زين المفاخر الشاهد لأرباب الشهود والحجة على ذوي الجحود معرف حدود حقايق الربانية منوع أجناس عوالم السبحانية عنقاءقاف القدم طاووس روضة الفضل والكرم العالم بما جرى به اللوح والقلم القائم مرقاة الهمم وعاء الأمانة محيط الأمامة مطلع النور المصطفوي الحسن بن علي العسكري عليه صلوات الله الملك الأكبر

بر امام مہدی:

امام بن امام بن امام بن امام بن امام بن امام بن امام بن امام بن امام بن امام سیدنا مہدی کا ذکر ان الفاظ میں کیا:

وعلى سر السرائر العلية وحفي الأرواح القدسية معراج

العقول مؤصل الأصول قطب رحى الوجود مركز دائرة الشهود كمال النشأة ومنشأ الكمال جمال الجمع ومجمع الجمال الوجود المعلوم والعلم الموجود السائل نحوه الثابت في الابود المحاذي للمرآت المصطفوية المتحقق بالأسرار المرتضوية المترشح بالأنوار الإلهية المربي بالأستار الربوبية فياض الحقايق بوجوده قسام الدقايق بشهوده الاسم الأعظم الإلهي الحاوي للنشأت الغير المتناهي غواص يم الرحمانية مسلك الآية الرحمية طور تجلى الألوهية نار شجرة الناسوتية ناموس الله الأكبر غاية البشر أبي الوقت مولى الزمان الذي هو للخلق أمان ناظم مناظم السر والعلن أبي القاسم محمد بن الحسن صلوات الله وسلامه عليهم أجمعين.

(دوازدہ امام ص 01 تا 09)

شیخ محی الدین ابنِ عربی رحمہ اللہ تعالی کی بارہ امامانِ اہلِ بیتِ رسول ﷺ کے دربارِ اقدس میں ایسے منفرد انداز میں حاضری کے بعد بھی اگر کسی **بوڑھے بوبک** کو دوازدہ امام علیہم السلام کی فکر سازش مسورس ہوتی ہے تو اسے چاہیے کہ اپنے دماغ کا علاج کروائے۔ نیز اپنا یہ خانہ ساز دین اپنی قوم میں جا کر پھیلائے۔ اگر **پیر فرتوت** نام تو اہلِسنت کا لے، اہلِسنت کے اسٹیجوں پر آکر، اہلسنت کا بھیس اپنا کر اپنی زہریلی سوچ کو سنی اذہان میں گھولنے کی ناپاک سعی کرتا ہے تو اسے ہرگز اس سازش کی اجازت نہیں دی جائے گی۔

ابنِ طلحہ شافعی اور بارہ امام

کمال الدین ابو سالم محمد بن طلحہ شافعی متوفی 652ھ کا شمار بھی ان اہلِ علم میں ہوتا ہے جنہوں نے بارہ ائمہ کی شان میں مستقل کتابیں لکھیں۔ آپ کی اس باب میں تالیف کا نام ہے "مطالب السوٴول فی مناقب آل الرسول ﷺ"

پہلا باب [1] مولائے کائنات کی شان و عظمت کے بیان میں۔ دوسرا [2] سیدنا امام حسن۔ تیسرا [3] سیدنا امام حسین۔ چوتھا [4] سیدنا امام زین العابدین۔ پانچواں [5] سیدنا امام محمد باقر۔ چھٹا [6] سیدنا امام جعفر صادق۔ ساتواں [7] سیدنا امام موسی کاظم۔ آٹھواں [8] سیدنا امام علی رضا۔ نواں [9] سیدنا امام محمد تقی۔ دسواں [10] سیدنا امام علی نقی۔ گیارہواں [11] سیدنا امام حسن عسکری۔ بارھواں [12] سیدنا امام محمد مہدی کی شان و عظمت کے بیان میں۔

آپ نے اس باب میں لگ بھگ تین سو صفحات پہ گفتگو کی اور ظاہر ہے کہ اس مکمل گفتگو کو یہاں ذکر نہیں کیا جاسکتا۔ لیکن ازراہِ افادہ مقدمہ میں سے صرف ایک اقتباس ذکر کیا جاتا ہے۔ لکھتے ہیں:

القسم الثاني في ذكر المعاني التي ذكر اختصاصهم بها و هي الإمامة الثابتة لكل واحد منهم و كون عددهم منحصرا في اثني عشر إماما، و أما ثبوت الإمامة لكل واحد منهم فإنه حصل ذلك لكل واحد بمن قبله فحصلت للحسن التقي عليه السلام من أبيه علي بن أبي طالب عليه السلام و حصلت بعده لأخيه الحسين الزكي منه، و حصلت بعد الحسين لابنه علي زين العابدين عليه السلام

منه، و حصلت بعد زين العابدين لولده محمد الباقر عليه السلام منه، و حصلت بعد الباقر لولده جعفر الصادق عليه السلام منه، و حصلت بعد الصادق لولده موسى الكاظم عليه السلام منه، و حصلت بعد الكاظم لولده علي الرضا عليه السلام منه، و حصلت بعد الرضا لولده محمد القانع منه، و حصلت بعد القانع لولده عليّ المتوكل منه، و حصلت بعد المتوكل لولده الحسن الخالص منه، و حصلت بعد الخالص لولده محمد الحجة المهدي منه.

دوسری قسم ان معانی کے ذکر میں جو ائمہ اہلِ بیت کے خواص سے ذکر کیے گئے۔ اور وہ "امامت" ہے جو ان میں سے ہر ایک کے لیے ثابت ہے اور ان کا عدد بارہ ائمہ میں منحصر ہے۔ ان ہستیوں میں سے ہر ایک کے لیے امامت کے ثبوت (کی تفصیل یہ ہے کہ) یہ مقام ہر ہستی کو اپنے پیشرو سے حاصل ہوا۔ امام حسن تقی مجتبی کو آپ کے والدِ گرامی حضرت علی بن ابی طالب سے حاصل ہوا۔ اور آپ کے بعد آپ کے بھائی امام حسین زکی کو امام حسن سے ملا۔ امام حسین کے بعد آپ کے بیٹے امام علی زین العابدین کو امام حسین سے ملا۔ امام زین العابدین کے بعد آپ کے بیٹے امام محمد باقر کو امام زین العابدین سے ملا۔ اور امام محمد باقر کے بعد آپ کے بیٹے امام جعفر صادق کو امام باقر سے ملا۔ امام جعفر صادق کے بعد آپ کے بیٹے امام موسی کاظم کو امام جعفر صادق سے ملا۔ امام کاظم کے بعد آپ کے بیٹے امام علی رضا کو امام کاظم سے ملا۔ امام رضا کے بعد آپ کے بیٹے امام محمد تقی قانع کو امام رضا سے ملا۔ امام محمد قانع کے بعد آپ کے بیٹے امام علی نقی متوکل کو امام محمد تقی سے ملا۔ امام متوکل علی

نقی کے بعد آپ کے بیٹے امام حسن خالص عسکری کو امام علی نقی سے ملا۔ اور امام حسن خالص کے بعد آپ کے بیٹے امام محمد حجت مہدی کو امام حسن خالص سے ملا۔

(مطالب السؤول فی مناقب آل الرسول ص41)

سِبُط ابن جوزی اور بارہ امام

محدث ابنِ جوزی کے نواسے ابو المظفر شمس الدین یوسف بن قِزِاُو غِلی حنفی متوفی 654ھ صاحبِ تصانیف کثیرہ نے ائمہ اہلبیت کی شان میں مستقل کتاب تصنیف فرمائی۔ موسوم بہ "تذکرۃ خواص الامۃ بذکر خصائص الائمۃ" اس کتاب میں آپ نے ائمہ اہلِ بیت کے احوال و مناقب کو مفصل انداز میں بیان کیا۔ ائمہ اثنا عشر کے ذکر کے بعد فرمایا:

وقد جمع الأئمة أبو الفضل يحيي بن سلامة الحصكفي قصيدته المشهورة التي أنشدنيها جماعة من مشائخنا ببغداد

یعنی ابو الفضل یحیٰ بن سلامہ حصکفی نے اپنے قصیدہ مشہورہ، جو مجھے ہمارے بعض مشائخ نے بغداد مقدس میں سنایا، اس میں ائمہ کو جمع کیا۔

بعد ازاں علامہ سبطِ ابنِ جوزی نے حصکفی کا وہی قصیدہ ذکر کیا جو سطورِ بالا میں مذکور ہو چکا۔

(تذکرۃ الخواص 2/515)

چند صفحات بعد کہا:

وقال آخر:

بأربعة أسماء كل محمد وأربعة أسماء كلهم علي

وبالحسنين السيدين وجعفر وموسى أجرني إنني لهم ولي

یعنی ایک دوسرے شاعر نے کہا:

چار ناموں کے صدقے جن میں سے ہر ایک "محمد" ہیں۔ اور چار ناموں کے صدقے جو سارے کے سارے "علی" ہیں۔ اور سیدین حسنین اور جعفر اور موسی کے صدقے مجھے پناہ عطا فرما۔ بے شک میں ان سے محبت کرنے والا ہوں۔ (تذکرۃ الخواص 2/519)

حافظ ابو عبد عبد اللہ شافعی اور بارہ امام:

حافظ ابو عبد اللہ محمد بن یوسف گنجی شافعی متوفی 658ھ کا شمار بھی ان مصنفین میں سے ہے جنہوں نے خانداں رسول ﷺ کی شان و عظمت کے بارے میں قلم اٹھایا۔ آپ نے مولائے کائنات کی شان میں "كفاية الطالب في مناقب علي بن أبي طالب" تالیف کی۔ اس کتاب میں جہاں مولا علی کے مناقب کو ضبطِ تحریر میں لائے وہیں مولائے کائنات کی آلِ پاک میں ہونے والے ائمہ اطہار کا ذکر خصوصی طور پر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"فرع فی ذکر الائمة (علیهم السلام)" و هم من نسل سیدنا و

مولانا (زين العابدين و منار القانتين) أبي محمد علي ابن الحسين بن علي

فرع: ائمہ اطہار کے ذکر کے بیان میں۔ اور ائمہ اطہار سیدنا و مولانا امام زین العابدین و منارِ قانتین ابو محمد علی بن حسین بن علی علیہم السلام کی اولاد سے ہیں۔

(کفایۃ الطالب ص447)

امام زین العابدین کا ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

و الامام بعده ولده الباقر محمد بن على بن الحسين (عليه السلام)

امام زین العابدین کے بعد امام آپ کے بیٹے باقر محمد بن علی بن حسین ہیں۔

(کفایۃ الطالب ص454، 455)

پھر فرمایا:

و الامام بعده ولده أبو عبد اللّه جعفر بن محمد الصادق

امام باقر کے بعد امام آپ کے بیٹے ابو عبد اللہ جعفر بن محمد صادق علیہ السلام ہیں۔

(کفایۃ الطالب ص455)

امام جعفر صادق کا ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

و الامام بعده ولده أبو الحسن موسى الكاظم (عليه السلام)

امام جعفر صادق کے بعد امام آپ کے بیٹے ابو الحسن موسی کاظم ہیں۔

(کفایۃ الطالب ص456، 457)

امام موسی کاظم کے احوال و مناقب کا ذکر کرنے کے بعد فرمایا:

و الامام بعده أبو الحسن على بن موسى الرضا (عليه السلام)

امام کاظم کے بعد امام آپ کے بیٹے ابو الحسن علی بن موسی رضا علیہم السلام ہیں۔

(کفایۃ الطالب ص457)

امام علی رضا کا تذکرہ کیا اور بعد ازاں فرمایا:

و لم یذکر له ولد سوی الامام بعده الجواد محمد المرتضی

امام علی رضا کی اولاد میں صرف امام جواد محمد مرتضی علیہ السلام، جو امام علی رضا کے بعد امام ہوئے، ہی کا ذکر ملتا ہے۔

(کفایۃ الطالب ص 458)

امام محمد تقی کے تذکرہ کے بعد کہا:

و خلف من الولد الہادی علیا (علیه السلام) و هو الامام بعده

امام محمد تقی نے اولاد میں سے امام ہادی علی نقی علیہ السلام کو چھوڑا اور وہ امام محمد تقی کے بعد امام ہیں۔

(کفایۃ الطالب ص458)

امام علی نقی کا ذکر کرنے کے بعد کہا:

و خلف من الولد أبا محمد الحسن (العسکری) ابنه (علیه السلام) و هو الامام بعده

امام علی نقی نے اولاد میں سے امام ابو محمد حسن عسکری جو آپ کے بیٹے ہیں، انہیں چھوڑا اور وہ امام علی نقی کے بعد امام ہیں۔

(کفایۃ الطالب ص458)

امام حسن عسکری کے تذکرہ کے بعد لکھتے ہیں:

و خلف ابنه و هو: الإمام المنتظر صلوات اللّه علیه و نختم الکتاب و نذکره مفردا.

امام حسن عسکری نے اپنے بیٹے کو خلیفہ بنایا اور وہ امام منتظر صلوات اللہ علیہ ہیں اور ہم کتاب کا اختتام (انہی کے ذکر پر) اور ان کا انفرادی ذکر کریں گے۔

(کفایۃ الطالب ص458)

علامہ جلال الدین رومی اور بارہ امام

علامہ جلال الدین رومی متوفی 672ھ کو اہلِسنت کی نظر میں انتہائی قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ آپ دیوانِ کبیر میں، جیسا کہ صاحبِ ینابیع وغیرہ نے کہا، بارہ امامانِ اہلِ بیت کے دربار میں بدیں الفاظ ہدیہ سلام پیش کرتے ہیں:

ای سرور مردان علی، مستان سلامت می کنند

وی صفدر میدان علی، مستان سلامت می کنند

اے جواں مردوں کے سردار مولا علی! مست آپ کو سلام پیش کرتے ہیں۔ اے میدان میں صفوں کو پھاڑنے والے مولا علی! مست آپ کو سلام پیش کرتے ہیں۔

مولائے کائنات کے دربار میں سلامی پیش کرنے کے بعد کہتے ہیں:

با قاتل کفّار گو، با دین و بادیندار گو

باحیدرکرّارگو، مستان سلامت می کنند

قاتلِ کفار سے کہو۔ دین اور دین والے سے کہو۔ حیدرِ کرار سے کہو۔

مست آپ کو سلام پیش کرتے ہیں۔

باعارف تقدیرگو، باآیت تطهیرگو

باشبّروشبّیرگو، مستان سلامت می کنند

تقدیر جاننے والے سے کہو۔ آیۂ تطہیر سے کہو۔ شبر و شبیر (امامین حسنینِ

کریمین) سے کہو۔ مست آپ کو سلام پیش کرتے ہیں۔

بازین دین عابدبگو، بانوردین باقربگو

باجعفرصادق بگو، مستان سلامت می کنند

دین کی زینت جنابِ عابد (امام زین العابدین) سے کہو۔ دین کے نور امام

باقر سے کہو۔ امام جعفر صادق سے کہو۔ مست آپ کو سلام پیش کرتے ہیں۔

باموسی کاظم بگوباطوسی عالم بگو

باتقی قائم بگومستان سلامت می کنند

امام موسی کاظم سے کہو۔ طوسی عالم سے کہو۔ امام تقی قائم سے کہو۔ مست

آپ کو سلام پیش کرتے ہیں۔

هم باتقی گو، ونقی باسیّدان متّقی

کای شاه تونورحقی مستان سلامت می کنند

امام محمد تقی سے بھی کہو۔ اور امام علی نقی متقیوں کے سردار سے۔ اے شاہ

آپ نورِ حق ہیں۔ مست آپ کو سلام پیش کرتے ہیں۔

بامیردین هادی بگو، باعسکری و مهدی بگو

باآن ولی عهدی بگو، مستان سلامت می کنند

دین کے سردار ہادی سے کہو۔ امام حسن عسکری اور امام مہدی سے کہو۔

ان ولیِ عہد سے کہو۔ مست آپ کو سلام پیش کرتے ہیں۔

(مناقبِ مرتضوی ص208،209، ینابیع المودۃ 3/194)

ابنِ خلکان اور بارہ امام

احمد بن محمد بن ابراہیم ابن خلکان متوفی 681ھ کی شخصیت اہلِ علم کے ہاں کسی تعارف کی محتاج نہیں۔ آپ کی گفتگو پر اطلاع رکھنے والے حضرات ابنِ خلکان کی گفتگو میں جابجا "فکرِ بارہ امام" کی جلوہ گری محسوس کریں گے۔

حضرت سیدنا امام زین العابدین کے تذکرہ میں کہتے ہیں:

زين العابدين: أبو الحسن علي بن الحسين بن علي بن أبي طالب، رضي الله عنهم أجمعين، المعروف بزين العابدين، ويقال له علي الأصغر، وليس للحسين، رضي الله عنه عقب إلا من ولد زين العابدين هذا؛ وهو أحد الأئمة الاثني عشر ومن سادات التابعين، قال الزهري: ما رأيت قرشياً أفضل منه

امام زین العابدین: ابو الحسن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب۔ رضی اللہ تعالی عنہم اجمعین۔ معروف بہ "زین العابدین" آپ کو علی اصغر بھی کہا جاتا تھا۔ امام

حسین کی نسلِ پاک انہی امام زین العابدین ہی سے ہے۔ اور آپ بارہ ائمہ میں سے ایک اور تابعین کے سرداروں سے ہیں۔ زہری نے کہا: میں نے اہلِ قریش میں ان سے افضل کوئی نہ دیکھا۔

(وفیات الاعیان 3/ 267)

امام محمد تقی کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

محمد الجواد: أبو جعفر محمد بن علي الرضا بن موسى الكاظم بن جعفر الصادق بن محمد الباقر المذكور قبله، المعروف بالجواد، أحد الأئمة الاثني عشر أيضا

امام محمد جواد: امام ابو جعفر محمد بن امام علی رضا بن امام موسی کاظم بن امام جعفر صادق بن امام محمد باقر جن کا پہلے ذکر ہو چکا۔ معروف بہ "جواد"۔ آپ بھی بارہ ائمہ میں سے ایک ہیں۔

(وفیات الاعیان 4/ 175)

سیدنا امام موسی کاظم کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

موسى الكاظم: أبو الحسن موسى الكاظم بن جعفر الصادق بن محمد الباقر بن علي زين العابدين ابن الحسين بن علي بن أبي طالب، رضي الله عنهم، أحد الأئمة الاثني عشر، رضي الله عنهم أجمعين

امام موسی کاظم: ابو الحسن امام موسی کاظم بن امام جعفر صادق بن امام محمد باقر بن امام علی زین العابدین بن امام حسین بن امام علی بن سیدنا ابو طالب رضی اللہ

تعالی عنہم۔ ائمہ اثنا عشر میں سے ایک ہیں۔ رضی اللہ تعالی عنہم اجمعین۔

(وفیات الاعیان 5/ 308)

ہم اس بات کے انکاری نہیں کہ بارہ امامانِ اہلِ بیت کی فکر شیعہ حضرات میں بھی موجود ہے اور جس سوچ کے ساتھ موجود ہے وہ اہلِ سنت کے ہاں قابلِ قبول نہیں۔ لیکن علمائے اہلِ سنت کی مذکورہ بالا اور آئندہ گواہیاں صاف اعلان کر رہی ہیں کہ بارہ امامانِ اہلِ بیت کی فکر اہلِ سنت کی افکار کا اہم ترین حصہ ہے۔

ناانصافی کا نشانہ آلِ پاک ہی کیوں؟

یہود اگر خود کو توحیدی سمجھیں تو ہم ان کی ضد میں توحید کا انکار نہیں کر سکتے۔ عیسائی اگر حضرت عیسی علی نبینا وعلیہ السلام کے تقدس کے قائل ہوں تو ہم ضد میں حضرت عیسی کے تقدس کا انکار نہیں کر سکتے۔ تو پھر کیا وجہ ہے کہ اس ناانصافی کا نشانہ رسول اللہ ﷺ کے خاندان ہی کو کیوں بنایا جاتا ہے کہ شیعہ حضرات نے انہیں مان لیا تو، **نام نہاد سنی حضرات**، رد شیعہ میں خاندانِ رسول ﷺ کے کمالات کا انکار کرنا ضروری سمجھتے ہیں؟؟؟

شیعہ حضرات کے اعتقادات میں جہاں جو خرابی ہے اس کا انکار اور رد وابطال ضروری ہے۔ لیکن حضرات شیعہ کی وجہ سے خاندانِ رسول ﷺ کی مخالفت اور انکارِ کمالات عین ناصبیت اور راہِ جہنم کا سفر ہے۔

حافظ ذہبی اور بارہ امام

حافظ شمس الدین ذہبی متوفی 748ھ کو جاننے والے حضرات حافظ ذہبی کے فکری میلان سے ناواقف نہیں۔ لیکن اس کے باوجود جب بارہ امامانِ اہلِ بیت کی بات آئی تو حافظ ذہبی بھی اپنی عقیدتوں کا نذرانہ پیش کیے بغیر نہ رہ سکے۔ حضرت سیدنا امام مہدی کا ذکر آیا تو لکھتے ہیں:

المُنْتَظَرُ أَبُو القَاسِمِ مُحَمَّدُ بنُ الحَسَنِ العَسْكَرِيُّ: الشَّرِيْفُ، أَبُو القَاسِمِ مُحَمَّدُ بنُ الحَسَنِ العَسْكَرِيُّ ابنِ عَلِيٍّ الهَادِي بنِ مُحَمَّدٍ الجَوَادِ بنِ عَلِيِّ الرِّضَى بنِ مُوْسَى الكَاظِمِ بنِ جَعْفَرٍ الصَّادِقِ بنِ مُحَمَّدٍ البَاقِرِ بنِ عَلِيِّ زَيْنِ العَابِدِيْنَ بنِ الحُسَيْنِ الشَّهِيْدِ ابنِ الإِمَامِ عَلِيِّ بنِ أَبِي طَالِبٍ العَلَوِيُّ الحُسَيْنِيُّ. خَاتِمَةُ الاثْنَي عَشَرَ سَيِّداً، الَّذِيْنَ تَدَّعِي الإِمَامِيَّةُ عِصْمَتَهُم - وَلَا عِصْمَةَ إِلاَّ لِنَبِيٍّ -

حضرت منتظر ابو القاسم محمد بن حسن عسکری: سید ابو القاسم محمد بن حسن عسکری بن علی ہادی بن محمد جواد بن علی رضا بن موسی کاظم بن جعفر صادق بن محمد باقر بن علی زین العابدین بن حسین شہید بن امام علی بن ابی طالب علوی حسینی۔ بارہ سرداروں کے آخری۔ وہ بارہ سردار، امامی شیعہ، جن کی عصمت کے دعوے دار ہیں حالانکہ نبی ﷺ کے علاوہ کسی کے لیے عصمت نہیں۔

مزید لکھتے ہیں:

وَمُحَمَّدٌ هَذَا هُوَ الَّذِي يَزْعُمُوْنَ أَنَّهُ الخَلَفُ الحُجَّةُ، وَأَنَّهُ صَاحِبُ الزَّمَانِ، وَأَنَّهُ صَاحِبُ السِّرْدَابِ بِسَامَرَّاءَ، وَأَنَّهُ حَيٌّ لَا يَمُوتُ

حَتَّى يَخْرُجَ، فَيَمْلأَ الأَرْضَ عَدْلاً وَقِسْطاً، كَمَا مُلِئَتْ ظُلْماً وَجُوراً. فَوَدِدْنَا ذَلِكَ -وَاللهِ- وَهُم فِي انْتِظَارِهِ مِنْ أَرْبَعِ مائَةٍ وَسَبْعِيْنَ سَنَةً، وَمَنْ أَحَالَكَ عَلَى غَائِبٍ لَمْ يُنْصِفْكَ، فَكَيْفَ بِمَنْ أَحَالَ عَلَى مُسْتَحِيلٍ؟! وَالإِنْصَافُ عَزِيْزٌ - فَنَعُوذُ بِاللهِ مِنَ الجَهْلِ وَالهَوَى

اور یہ محمد وہی ہیں جن کے بارے میں امامی شیعہ سمجھتے ہیں کہ وہ خلف وحجت ہیں اور صاحبِ زمان ہیں۔ اور وہ سامراء کے صاحبِ سرداب ہیں۔ اور وہ زندہ ہیں اور اس وقت تک فوت نہ ہوں گے جب تک باہر تشریف نہ لائیں۔ پس زمین کو عدل وانصاف سے بھر دیں گے جیسے ظلم وجور کے ساتھ بھر گئی ہے۔ پس اللہ کی قسم ہم بھی یہ چاہتے ہیں۔ وہ لوگ اِن کے انتظار میں 470 سال سے ہیں۔ اور جو تمہیں غائب کے حوالے کر دے اس نے تم سے انصاف نہیں کیا تو وہ شخص منصف کیسے ہو سکتا ہے جس نے تجھے محال کے حوالے کر ڈالا؟ اور انصاف غالب ہے۔ پس ہم جہالت اور ہوا پرستی سے اللہ سبحانہ وتعالی کی پناہ چاہتے ہیں۔

حضرت امام محمد مہدی کے بارے میں اس قدر ذکر کرنے کے بعد حافظ ذہبی نے بارہ ائمہ اہل بیت کا تذکرہ چھیڑ دیا اور کہنے لگے:

فَمَوْلَانَا الإِمَامُ عَلِيٌّ: مِنَ الخُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ، المَشْهُوْدِ لَهُم بِالجَنَّةِ - رَضِيَ اللهُ عَنْهُ- نُحِبُّهُ أَشَدَّ الحُبِّ، وَلَا نَدَّعِي عِصْمَتَهُ، وَلَا عِصْمَةَ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ.

پس ہمارے مولا امام علی خلفائے راشدین سے ہیں۔ جن کے لیے جنت کی گواہی ہے۔ رضی اللہ تعالی عنہ۔ ہم ان سے شدت سے محبت کرتے ہیں اور ان کی

عصمت کا دعوی نہیں کرتے اور نہ ہی حضرت ابو بکر صدیق کی عصمت کا دعوی کرتے ہیں۔

پھر حسنین کریمین کا ذکر کرتے ہوئے کہا:

وَابْنَاهُ الحَسَنُ وَالحُسَيْنُ: فَسِبْطَا رَسُوْلِ اللهِ -صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- وَسَيِّدَا شَبَابِ أَهْلِ الجَنَّةِ، لَوْ اسْتُخْلِفَا لَكَانَا أَهْلاً لِذَلِكَ.

مولا علی کے بیٹے حسن و حسین۔ پس رسول اللہ ﷺ کے نواسے اور جنتی جوانوں کے سردار۔ اگر خلیفہ بنائے جاتے تو خلافت کے اہل تھے۔

پھر بالترتیب امام زین العابدین پھر امام محمد باقر پھر امام جعفر صادق پھر امام موسی کاظم پھر امام علی رضا پھر امام محمد تقی پھر امام علی نقی اور پھر امام حسن عسکری کا مختصر الفاظ میں تذکرہ کیا۔

(سیر اعلام النبلاء 13/ 119، 120، 121)

شیخ حمد اللہ مستوفی اور بارہ امام:

شیخ احمد بن اتابک قزوینی معروف بہ حمد اللہ مستوفی متوفی 750ھ "تاریخ گزیدہ" میں خلفائے راشدین سیدنا ابو بکر صدیق، سیدنا عمرِ فاروق، سیدنا عثمانِ غنی، سیدنا مولا علی، سیدنا امام حسن کے ذکر کے بعد بارہ امامانِ اہلِ بیت میں سے باقی ائمہ اطہار یعنی سیدنا امام حسین شہیدِ کربلا تا سیدنا امام مہدی کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

فصلِ سیوم از باب سیوم در ذکر تمامی ائمه معصومین رضوان الله علیهم اجمعین که حجة الحق علی الخلق بودند۔ مدت اقامتشان از

رابع صفر سنه تسع واربعین تا رمضان سنه اربع وستین ومائتین دو ویست وپانزده سال وهفت ماه۔ ائمه معصوم اگرچه خلافت نکردند اما چون مستحق ایشان بودند تبرک را از احوال ایشان شمه ای بر سبیل ایجاز ایراد می رود

تیسرے باب کی تیسری فصل تمام ائمہ معصومین رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین، جو مخلوق پر حجتِ خداوندی ہیں، ان کے ذکر میں۔ ان ہستیوں کے قیام کی مدت چار صفر 49ھ سے رمضان 264ھ تک، دوسو پندرہ سال اور سات مہینے ، ہے۔ ائمہ معصومین نے اگرچہ خلافت نہیں کی لیکن چونکہ آپ حضرات خلافت کے مستحق تھے۔ لہذا ازراہِ تبرک ان کے احوال کو بالاختصار وارد کیا جائے گا۔

پھر امام حسین سے گفتگو کا آغاز کرتے ہوئے کہا:

الامام الشهید: حسین بن علی المرتضی وهو حافد رسول اللّٰه سیوم امام است۔ یازده سال ویازده ماه وشش روز امام بود۔

امام شہید: امام حسین بن امام علی المرتضی۔ آپ رسول اللہ ﷺ کے نواسے ہیں۔ تیسرے امام ہیں۔ گیارہ سال گیارہ ماہ چھ روز امام رہے۔

(تاریخِ گزیدہ ص201)

سیدنا امام حسین کے تذکرہ کے بعد سیدنا امام زین العابدین کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

زین العابدین: علی بن حسین بن علی المرتضی روز دو شنبه نهم شعبان سنه ست واربعین هجری بمدینه متولد شد۔ چهارم امام است۔ سی وسه سال ودو ماه و بیست وهفت روز امام بود۔

امام زین العابدین: امام علی بن امام حسین بن امام علی المرتضی۔ بروز پیر 09 شعبان46ھ کو مدینہ طیبہ میں پیدا ہوئے۔ چوتھے امام ہیں۔33 سال02 ماہ27 روز امام رہے۔

(تاریخِ گزیدہ ص202)

سیدنا امام محمد باقر کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

الباقر: محمد بن علی بن حسین بن علی المرتضی پنجم امام است۔ بیست ودو سال وھفت ماہ وھشت روز امام بود۔

امام باقر: امام محمد بن امام علی بن امام حسین بن امام علی المرتضی۔ پانچویں امام ہیں۔ 22 سال07 ماہ 08 دن امام رہے۔

(تاریخِ گزیدہ ص203)

امام محمد باقر کے تذکرہ کے بعد لکھتے ہیں:

الصادق: جعفر بن محمد بن علی بن حسین بن علی المرتضی، ششم امام است۔ سی ویک سال وھشت روز امام بود۔

امام جعفر صادق: امام جعفر بن امام محمد بن امام علی بن امام حسین بن امام علی المرتضی۔ چھٹے امام ہیں۔31 سال 08 روز امام رہے۔

(تاریخِ گزیدہ ص203)

امام موسی کاظم کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

الکاظم: موسی بن جعفر بن محمد بن علی بن حسین بن علی المرتضی، ھفتم امامست۔۔۔۔۔۔۔ موسی کاظم سی وچھار سال وشش ماہ

وبیست ویک روز امام بود۔

امام کاظم: امام موسی بن امام جعفر بن امام محمد بن امام علی بن امام حسین بن امام علی المرتضی۔ساتویں امام ہیں۔امام موسی کاظم 34 سال 06 ماہ 21 دن امام رہے۔

(تاریخِ گزیدہ ص204)

امام علی رضا کے تذکرہ میں لکھتے ہیں:

الرضا: علی بن موسی بن جعفر بن محمد بن علی بن حسین بن علی المرتضی، امام هشتم است بیست سال وهفت ماه وسه روز امام بود۔

امام رضا: امام علی بن امام موسی بن امام جعفر بن امام محمد بن امام علی بن امام حسین بن امام علی المرتضی۔ آٹھویں امام ہیں20 سال07 ماہ03 روز امام تھے۔

(تاریخِ گزیدہ ص205)

امام محمد تقی کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

الجواد التقی: محمد بن علی بن موسی بن جعفر بن محمد بن علی بن حسین بن علی مرتضی۔نهم امام است۔شانزده سال وهشت ماه وبیست وشش روز امام بود۔

امام جواد تقی: امام محمد بن امام علی بن امام موسی بن امام جعفر بن امام محمد بن امام علی بن امام حسین بن امام علی المرتضی۔ نویں امام ہیں۔16 سال08 ماہ26 روز امام رہے۔

(تاریخِ گزیدہ ص205)

امام محمد تقی کا تذکرہ کرنے کے بعد امام علی نقی کا ذکر بدیں الفاظ کرتے ہیں:

النقی: علی بن محمد بن علی بن موسی بن جعفر بن محمد بن علی بن حسین بن علی دھم امام است۔ سی وسہ سال امام بود۔

امام نقی: امام علی بن امام محمد بن امام علی بن امام موسی بن امام جعفر بن امام محمد بن امام علی بن امام حسین بن امام علی المرتضی۔ علیہم السلام۔ دسویں امام ہیں۔ 33 سال امام رہے۔

(تاریخِ گزیدہ ص206)

امام حسن عسکری کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

العسکری: حسن بن علی بن محمد بن علی بن موسی بن جعفر بن محمد بن علی بن حسین بن علی المرتضی یازدھم امام است۔ پنج سال وھشت ماہ وپنج روز امام بود۔

امام عسکری: امام حسن بن امام علی بن امام محمد بن امام علی بن امام موسی بن امام جعفر بن امام محمد بن امام علی بن امام حسین بن امام علی المرتضی۔ گیارہویں امام ہیں۔05 سال 08 ماہ 05 روز امام رہے۔

(تاریخِ گزیدہ ص206)

حضرت امام مہدی کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

المھدی: محمد بن حسن العسکری بن علی نقی بن محمد بن علی بن موسی بن جعفر بن محمد بن علی بن حسین بن علی المرتضی دوازدھم امام است وخاتم ائمہ معصومین۔

امام مہدی: امام محمد بن امام حسن بن امام علی بن امام محمد بن امام علی بن امام

موسیٰ بن امام جعفر بن امام محمد بن امام علی بن امام حسین بن امام علی المرتضیٰ۔
بارھویں امام ہیں اور ائمہ معصومین میں سے آخری ہیں۔

(تاریخ گزیدہ ص206،207)

قارئینِ کرام!

ان اربابِ علم و دانش کی گفتگو کو دیکھ کر کوئی بھی عقل مند بخوبی اندازہ کر سکتا ہے کہ "بارہ امامانِ اہلِ بیت" کا تصور ایک ایسی فکر ہے جس کا تسلسل صدیوں پر محیط ہے۔ جس کو تعبیر کرنے کے لیے ہم نے سطورِ بالا میں اس آیہ مقدسہ سے اقتباس کیا تھا: ﴿أَصْلُهَا ثَابِتٌ وَفَرْعُهَا فِي السَّمَاءِ﴾

جبکہ اس ترتیب اور اس فکر کو سازش اور گیم قرار دینا ایک ایسے نظریہ کی بنیاد ڈالنے کی کوشش ہے جس کا نہ سر نہ پیر۔ یعنی: ﴿كَشَجَرَةٍ خَبِيثَةٍ اجْتُثَّتْ مِنْ فَوْقِ الْأَرْضِ مَا لَهَا مِنْ قَرَارٍ﴾

محدثِ حرم نبوی اور بارہ امام

محدثِ حرم نبوی شمس الدین محمد بن یوسف زرندی حنفی متوفی757ھ کا شمار بھی ان اہلِ علم و محبت میں ہوتا ہے جنہوں نے بارہ ائمہ کی شان میں مستقل تصنیف کی سعادت حاصل کی۔ معارج الوصول صفحہ20 پہ لکھتے ہیں:

وقد قلت متشفعا بهم ومؤملا لهم:

شفيعي نبيي والبتول وحيدر

وسبطاه والسجاد والباقر المجد

میں نے ان ہستیوں سے شفاعت مانگتے ہوئے اور ان کے ساتھ امید باندھتے ہوئے کہا:

میرے شفیع میرے نبی ﷺ ہیں اور بتول وحیدر۔ نبی ﷺ کے دونوں نواسے اور سجاد اور باقرِ مجد۔

وجعفر والثاوي ببغداد والرضا

ونجل الرضا والعسكريان والمهدي

اور امام جعفر اور مقیمِ بغداد اور امام علی رضا۔ اور فرزندِ امام رضا اور امام علی عسکری و امام حسن عسکری اور امام مہدی۔

(معارج الوصول الی معرفۃ فضل آل الرسول والبتول ص20)

پھر بالترتیب سیدنا[1] امام مولا علی کو امام اول، [2] امام حسن کو امام ثانی، [3] امام حسین کو امام ثالث، [4] امام زین العابدین کو امام رابع، [5] امام محمد باقر کو امام خامس، [6] امام جعفر صادق کو امام سادس، [7] امام موسیٰ کاظم کو امام سابع، [8] امام علی رضا کو امام ثامن، [9] امام محمد تقی کو امام تاسع، [10] امام علی نقی کو امام عاشر، [11] امام حسن عسکری کو امام حادی عشر، [12] امام محمد مہدی کو امام ثانی عشر شمار کرتے ہوئے ان ائمہ اطہار کی عظمت وشان کے بیان میں تقریباً ڈھائی سو صفحات سپرد قلم کیے۔

حضرت خواجہ محمد پارسا اور بارہ امام

حضرت خواجہ محمد پارسا رحمہ اللہ تعالی متوفی 822ھ کی حیثیت جانی ہو تو سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کی پہچان رکھنے والوں سے معلوم کی جائے۔ آپ کا شمار اکابرِ نقشبندیہ میں ہوتا ہے اور آپ حضرت سیدنا خواجہ بہاؤالدین شاہِ نقشبند کے خاص خلفاء سے ہیں۔ آپ نے اپنی کتاب مستطاب "فصل الخطاب" میں جابجا ائمہ اہلِ بیت کا ذکر کیا۔

پھر ص 416 سے ائمہ اہلِ بیت کا بالخصوص ذکر شروع کیا۔ سیدنا امام علی زین العابدین کا تذکرہ شروع کیا۔ امام محمد باقر۔ امام جعفر صادق۔ امام موسی کاظم۔ امام علی رضا۔ امام محمد تقی۔ امام علی نقی۔ یکے بعد دیگرے امام حسن عسکری اور پھر امام محمد مہدی تک پہنچے۔ متفرق ذکر کے علاوہ لگ بھگ پچاس صفحات ائمہ اہلِ بیت کے ذکر پر مشتمل ہیں۔ امام محمد مہدی کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

وقد وصل الی رتبة القطبية محمد بن العسکری رضی اللہ عنه وعن آبائه الکرام العظام ائمة اہل بیت الطہارة وہو اذا اختفی دخل فی دائرة الابدال وترقی متدرجا طبقة طبقة الی ان صار سید الافراد

حضرت محمد بن حسن عسکری، اللہ سبحانہ وتعالی آپ سے اور آپ کے عظمت وکرامت والے آباء جو ائمہِ اہلِ بیتِ طہارت ہیں، ان سے راضی ہو، آپ مرتبہ قطبیت تک پہنچے۔ آپ جب پوشیدہ ہوئے تو دائرۂِ ابدال میں داخل ہوئے اور

طبقہ در طبقہ رفتہ رفتہ ترقی کرتے رہے یہاں تک کہ سید الافراد بن گئے۔

(فصل الخطاب ص 277، 278، 449)

پھر صفحہ 463، 464 پہ، اعتماد کرتے ہوئے، متعدد ایسی روایات جن میں ائمہ اثنا عشر سے متعلق نبوی تصریحات موجود ہیں، نقل کیں۔ انہی میں ہے کہ:

مولائے کائنات مولا علی سے "کِتَابَ اللّٰہِ، وَعِتْرَتِي" والی مبارک حدیث کے بارے میں سوال کیا گیا کہ:

عترت کون ہے؟

مولائے کائنات نے فرمایا:

أنا والحسن والحسين والأيمة إلى المهدي رضي الله تعالى عنهم لا يفارقون كتاب الله عزوجل ولا يفارقهم حتى يردوا على رسول الله صلى الله تعالى عليه ولآله وسلم حوضه

میں اور حسن اور حسین اور مہدی تک ائمہ۔ نہ وہ اللہ سبحانہ وتعالی کی کتاب کو چھوڑیں گے اور نہ ہی کتابِ الہی ان کو چھوڑے گی یہاں تک کہ حوض پہ رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوں گے۔

ایک روایت یہ نقل کی کہ:

مولائے کائنات مولا علی فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

الأئمة بعدي اثنا عشر أولهم أنت يا علي وآخرهم المهدي الذي يفتح الله سبحانه على يده مشارق الأرض مغاربها

میرے بعد بارہ امام ہیں۔ اے علی ان میں سے پہلے تم ہو اور ان میں سے آخری مہدی ہیں جن کے ہاتھ پہ اللہ سبحانہ وتعالی زمین کے مشرق ومغرب فتح فرمائے گا۔

(فصل الخطاب ص463)

تنبیہ:

ان روایات کو ذکر کرنے کا مقصد ہر گز یہ نہیں کہ ان کی اسناد کی بابت اہلِ علم کی کلام کو نامعتبر سمجھا جائے۔ مقصد صرف اس امر کا اظہار ہے کہ:

سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کی عظیم ہستی حضرت خواجہ محمد پارسا رحمہ اللہ تعالی نے ان روایات اور ان جیسی دیگر متعدد روایات پر اعتماد کرتے ہوئے انہیں بیان کیا۔ اور اس بیان سے ان روایات کا ثبوت متحقق ہو یا نہ ہو، کم از کم حضرت خواجہ محمد پارسا رحمہ اللہ تعالی کی نظر میں "نظریہ بارہ امام" کی حیثیت واہمیت کا اندازہ ضرور کیا جا سکتا ہے۔

اگر اس کے باوجود کوئی بڈھا کھوسٹ اس کو سازش اور گیم قرار دے تو یقینا اس کا یہ زہریلا نظریہ اس کے منہ پر مارا جائے گا۔ گلستانِ اہلِ سنت میں اس زہریلی گفتگو کی کوئی گنجائش نہیں۔

ابنِ صباغ مالکی اور بارہ امام

ابنِ صباغ مالکی متوفی 855ھ کا شمار بھی ان لوگوں میں ہوتا ہے جنہوں نے ائمہ اہلِ بیت کی شان میں مستقل کتب تصنیف کیں۔ ابنِ صباغ کی تصنیف "الفصول المہمۃ فی معرفۃ احوال الائمۃ" کے نام سے مشہور و مطبوع ہے۔

علامہ جامی اور بارہ امام

برصغیر پاک وہند میں علومِ دینیہ سے معمولی وابستگی رکھنے والا وہ کونسا شخص ہوگا جو علامہ نور الدین عبد الرحمن جامی متوفی 898ھ کی شخصیت سے ناواقف ہو؟ علماء وطلباء تو اپنی جگہ، عوامِ اہلِسنت کی اکثریت بھی علامہ جامی رحمہ اللہ تعالی کی شخصیت کو کسی نا کسی حوالے سے ضرور جانتی ہے۔

آپ کی گفتگو میں بھی بارہ ائمہ کا ذکر، ترتیب اور عقیدت انتہائی واضح الفاظ میں موجود ہے۔ شواہد النبوۃ میں لگ بھگ ڈیڑھ ہزار سطریں جو بڑے سائز کے تقریبا ساٹھ صفحات پہ پھیلی ہوئی ہیں۔ بطورِ نذرانہ دوازدہ ائمہ کے دربار میں پیش کیں اور ان ائمہ حضرات کے ترتیب وار امام ہونے کی تصریح بھی کی۔

پہلے امام:

صفحہ 159 سے بارہ ائمہ کا ذکر شروع کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

امیر المؤمنین علی بن ابی طالب کرم اللہ تعالی وجهه وی امام اول است از ائمه اثنا عشر

یعنی مولائے کائنات مولا علی بارہ اماموں میں سے پہلے امام ہیں۔

(شواہد النبوۃ ص159)

دوسرے امام:

مولائے کائنات کے تذکرہ کے بعد امام ثانی امام حسن مجتبی کا ذکر بدیں الفاظ شروع کرتے ہیں:

امیر المؤمنین حسن رضی اللّٰہ تعالی عنه وے امام دوم است از ائمه اثنا عشر رضی اللّٰہ تعالی عنهم کنیت وے ابو محمد ست ولقب وی تقی وسید

امیر المؤمنین حسن۔ آپ بارہ ائمہ میں سے دوسرے امام ہیں۔ آپ کی کنیت ابو محمد اور لقب تقی اور سید ہے۔

(شواہد النبوۃ ص171)

تیسرے امام:

امام ثانی کے دربار میں اپنا نذرانۂ عقیدت پیش کرنے کے بعد فرمایا:

امیر المؤمنین حسین رضی اللّٰہ تعالی عنه وی امام سیم است وابو الائمه ست کنیت وی ابو عبد اللّٰہ ولقب وی شهید وسید

امیر المؤمنین حسین رضی اللہ تعالی عنہ۔ تیسرے امام اور ابو الائمہ ہیں۔ آپ کی کنیت ابو عبد اللہ اور لقب شہید وسید ہے۔

(شواہد النبوۃ ص173)

چوتھے امام:

امام چہارم کا ذکر کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:

علی بن الحسین رضی اللہ تعالی عنہما وی امام چهارم است وکنیت وی ابو محمد است وابو الحسن وابو بکر نیز گفته اند ولقب وی سجاد وزین العابدین ست

علی بن حسین رضی اللہ تعالی عنہما۔ چوتھے امام ہیں اور آپ کی کنیت ابو محمد ہے۔ ابو الحسن اور ابو بکر بھی کہا گیا ہے۔ آپ کا لقب سجاد اور زین العابدین ہے۔

(شواہد النبوۃ ص176)

پانچویں امام:

امام خامس کا ذکر بدیں الفاظ شروع کیا:

محمد بن علی بن الحسین رضی اللہ تعالی عنهم وی امام پنجم است کنیت وی ابو جعفر است ولقب وی باقر سمی بذلک لتبقره فی العلم وهو توسعه فيه

محمد بن علی بن حسین رضی اللہ تعالی عنہم۔ پانچویں امام ہیں اور آپ کی کنیت ابو جعفر اور لقب باقر ہے۔ آپ کے علم میں وسعت کی وجہ سے۔

(شواہد النبوۃ ص180، 181)

چھٹے امام:

امام سادس کا تذکرہ بدیں الفاظ شروع کیا:

جعفر بن محمد بن علی بن الحسین بن ابی طالب رضی اللہ تعالی

عنهم وی امام ششم است وکنیت وی ابو عبد الله است وقیل ابو اسماعیل وله القاب اشهرها الصادق

جعفر بن محمد بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب۔ آپ چھٹے امام ہیں اور آپ کی کنیت ابو عبد اللہ ہے۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ: ابو اسماعیل۔ آپ کے کئی القاب ہیں اور ان میں سب سے زیادہ مشہور صادق ہے۔

(شواہد النبوۃ ص186)

ساتویں امام:

امام ہفتم کے ذکر کا ان الفاظ میں آغاز کیا:

موسی بن جعفر رضی الله تعالی عنهما وی امام هفتم است لقب وی کاظم وانما لقب بالکاظم لفرط حلمه وتجاوزه عن المعتدین علیه

موسی بن جعفر رضی اللہ تعالی عنہما۔ ساتویں امام ہیں۔ آپ کا لقب کاظم ہے۔ کاظم لقب کی وجہ آپ کا آپ پر ظلم وزیادتی کرنے والوں سے درگزر اور کمالِ حلم ہے۔

(شواہد النبوۃ ص192)

آٹھویں امام:

امام ثامن کا تذکرہ بدیں الفاظ شروع کیا:

علی بن موسی بن جعفر رضی الله تعالی عنهم وی امام هشتم است وکنیت وی ابو الحسن است چون کنیت پدر وی کاظم رضی الله تعالی عنه وازکاظم رضی الله تعالی عنه آرندکه فرموده است که ویرا اعطا دادم کنیت

خود ولقب وی رضا است

علی بن موسی بن جعفر رضی اللہ تعالی عنہم۔ آپ آٹھویں امام ہیں اور آپ کی کنیت ابو الحسن ہے جیسا کہ آپ کے والدِ گرامی امام موسی کاظم کی یہی کنیت تھی۔ حضرت امام موسی کاظم سے مروی ہے، فرمایا: "امام علی رضا کو میں نے اپنی کنیت دی ہے۔" آپ کا لقب رضا ہے۔

(شواہد النبوۃ ص197)

نو یں امام:

امام محمد تقی کے مبارک تذکرہ کی شروعات ان الفاظ سے کرتے ہیں:

محمد بن علی بن موسی بن جعفر رضی اللہ تعالی عنهم وی امام نهم است وکنیت وی ابو جعفر ست در کنیت ونام موافق باقر است رضی اللہ تعالی عنه ولهذا ویرا ابو جعفر ثانی گفته اند ولقب وی تقی وجواد است۔

محمد بن علی بن موسی بن جعفر رضی اللہ تعالی عنہم۔ آپ نویں امام ہیں۔ آپ کی کنیت ابو جعفر ہے۔ کنیت میں اور نام میں امام باقر کے موافق ہیں، اسی وجہ سے آپ کو ابو جعفر ثانی کہا جاتا ہے۔ آپ کا لقب تقی اور جواد ہے۔

(شواہد النبوۃ ص204)

دسو یں امام:

امام علی نقی کا ذکرِ مبارک ان الفاظ سے شروع کیا:

علی بن محمد بن علی بن موسی بن جعفر رضی اللہ تعالی عنهم

وی امام دھم است کنیت وی ابو الحسن است و ویرا ابو الحسن ثالث گفتندے ولقب وی ھادی و بعسکری مشھور است

علی بن محمد بن علی بن موسی بن جعفر رضی اللہ تعالی عنہم اجمعین۔ آپ دسویں امام ہیں۔ آپ کی کنیت ابو الحسن ہے اور آپ کو ابو الحسن سوم کہتے ہیں۔ آپ کا لقب ہادی ہے اور آپ عسکری کے نام سے مشہور ہیں۔

(شواہد النبوۃ ص207)

گیارہویں امام:

امام یازدہم کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

حسن بن علی بن محمد بن علی الرضا رضی اللہ تعالی عنھم وی امام یازدھم است وکنیت وی ابو محمد است ولقب وی زکی است وخالص وسراج ووی نیز چون پدر خود بعسکری مشھور است

حسن بن علی بن محمد بن علی رضا رضی اللہ تعالی عنہم۔ آپ گیارہویں امام ہیں۔ آپ کی کنیت ابو محمد اور لقب زکی، خالص، سراج ہے۔ آپ بھی اپنے والدِ گرامی کی طرح عسکری کے نام سے مشہور ہیں۔

(شواہد النبوۃ ص210)

بارہویں امام:

امام دوازدہم امام مہدی کا ذکر بدیں الفاظ شروع کیا:

محمد بن حسن بن علی بن محمد بن علی الرضا رضی اللہ تعالی عنھم وی امام دوازدھم است وکنیت وی ابو القاسم است۔

محمد بن حسن بن علی بن محمد بن علی رضا رضی اللہ تعالی عنہم۔ آپ بارہویں امام ہیں اور آپ کی کنیت ابو القاسم ہے۔

(شواہد النبوۃ ص212)

چند صفحات بعد فرمایا:

ومی باید که فضیلت وکمال وولایت وکرامت اهلِ بیت را منحصر درین دوازده تن ندانی۔ واگرچه ایشان بمزید فضیلت وکمال اختصاص اشتهار یافته اند زیرا که اهلِ فضیلت وکمال از اهلِ بیت بسیار بوده اند

اور چاہیے کہ اہلِ بیت پاک کی فضیلت، کمال، ولایت وکرامت کو ان بارہ تن میں منحصر نہ جانے، اگرچہ یہ ہستیاں اضافی فضیلت وکمال کے ساتھ خاص ہیں، کیونکہ اہلِ بیت پاک میں اربابِ فضل وکمال بکثرت ہیں۔

(شواہد النبوۃ ص217)

اختصار کے پیشِ نظر ہم نے علامہ جامی کی گفتگو کے صرف پہلے پہلے جملے ذکر کیے۔ ورنہ، جیسا کہ سطورِ بالا میں ہم بتا چکے، علامہ جامی نے لگ بھگ ڈیڑھ ہزار سطور بارہ ائمہ کے دربار میں اظہارِ عقیدت کی خاطر صرف اپنی اس ایک کتاب "شواہد النبوۃ" میں سپردِ قلم کی ہیں۔

ہمیں ان بڈھے کھوسٹوں پر حیرت بھی ہے اور افسوس بھی۔ جو اکابرِ اہل

سنت کی ایسی تصریحات اور تحریرات کے ہوتے ہوئے فکرِ بارہ امام کا" گیم " اور "سازش" ہونا بک رہے ہیں۔ ان عطائی ملاؤں سے کوئی پوچھے کہ:

یہ سازش کس کی ہے؟

حضرت خواجہ محمد پارسا کی یا علامہ عبد الرحمن جامی کی؟

ابنِ عربی کی یا جلال رومی کی؟

شیخ فرید عطار کی یا شیخ مجدد کی؟

یا ان اہلِ علم کی جن کا سطورِ بالا میں ذکر گزرا اور سطورِ ذیل میں مزید تذکرہ آرہا ہے؟

اور اگر ساری امت ہی اس سازش اور گیم کا حصہ بن چکی ہے تو پھر بڈھا کھوسٹ بتائے کہ جس فکر کو یہ عطائی ملاں پیش کرنا چاہ رہا ہے اور اس کو سازش اور گیم سے معصوم بتلا رہا ہے، اس فکر کی حقانیت کی کیا دلیل ہے؟

فضل اللہ بن روزبھان اور بارہ امام:

علامہ شمس الدین سخاوی متوفی 902ھ نے شیخ فضل اللہ بن روزبھان شافعی متوفی927ھ کا ذکر الضوء اللامع میں بہت اچھے پیرائے میں کیا۔ آپ نے ابن مطہر شیعہ کی کتاب نہج الحق کے رد میں " ابطال نہج الباطل " تحریر کی۔ اور یہی وہ مقام ہے جہاں بہت سوں کے قدم لڑکھڑا جاتے ہیں۔ رد شیعہ میں رد اہلِ بیت شروع کر دیتے ہیں۔ لیکن شیخ فضل اللہ نے رد شیعہ کے باوجود ائمہ اہلِ بیت کے

دربار میں اپنی حاضری لگوائی۔ لکھتے ہیں:

ما ذكر من فضائل فاطمة صلوات الله على أبيها وعليها وعلى سائر آل محمد والسلام أمر لا ينكر فإن الإنكار على البحر برحمته وعلى البر بسعته وعلى الشمس بنورها وعلى الأنوار بظهورها وعلى السحاب بجوده إنكار لا يزيد المنكر إلا الاستهزاء به ومن هو قادر على أن ينكر على جماعة هم أهل السداد وخزان معدن النبوة وحفاظ آداب الفتوة صلوات الله وسلامه عليهم

مصنف نے سیدۃ نساء العالمین سیدہ فاطمہ زہراء، اللہ سبحانہ وتعالی کی رحمتیں اور سلام ہوں آپ کے والدِ گرامی پہ، آپ پہ اور باقی آلِ رسول ﷺ پہ، آپ کے جو فضائل ذکر کیے۔ وہ ایک ایسا امر ہے جس کا انکار نہیں کیا جا سکتا۔ کیونکہ سمندر کی رحمتوں، خشکی کی وسعتوں، سورج کی روشنی، روشنیوں کے ظہور، بادل کی سخاوت کا انکار، انکار کرنے والے کے ساتھ استہزاء کے اضافے ہی کا باعث بنتا ہے۔ اور کس کو قدرت ہے کہ وہ ایک ایسی جماعت پر انکار کرے جو اہلِ سداد، کانِ نبوت کی راز گاہ، آدابِ فتوت کے حفاظت کرنے والے ہیں۔ ان پہ اللہ سبحانہ وتعالی کی رحمتیں اور سلام ہوں۔

اس کے بعد شیخ فضل اللہ جنابِ رسالت مآب ﷺ، سیدۃ نساء العالمین علیہا السلام اور بارہ امامانِ اہلِ بیت کی شان و عظمت کے بارے میں اپنا منظوم سلام پیش کرتے ہوئے کہتے ہیں:

ونعم ما قلت فيهم منظوما:

میں نے ان ہستیوں کی شان میں نظم کی صورت میں بہت اچھی گفتگو کی:

سلام علی المصطفی المجتبی　　　سلام علی السید المرتضی

مصطفی مجتبی پہ سلام۔ سید مرتضی پہ سلام۔

سلام علی ستنا فاطمة　　　مَن اختارها الله خير النسا

سیدہ فاطمہ زہراء پہ سلام۔ جنہیں اللہ سبحانہ تعالی نے سب عورتوں میں سے منتخب کر لیا۔

سلام من المسك أنفاسه　　　على الحسن الألمعي الرضا

سلام اس ہستی پر جن کی سانسیں مشک ہیں۔ سیدنا امام حسن، انتہائی عقل مند، عینِ رضا۔

سلام على الأورعي الحسين　　　شهيد ثوى جسمه كربلا

انتہائی پارسا امام حسین شہید پہ سلام۔ جن کا جسدِ اقدس کربلا میں جا گزیں ہوا۔

سلام على سيد العابدين　　　علي أبي الحسن المجتبى

عبادت گزاروں کے سردار (سیدنا امام علی زین العابدین) پر سلام۔ ابو الحسن مجتبی پر۔

سلام على الباقر المهتدي　　　سلام على الصادق المقتدى

امام باقر مہتدا پر سلام۔ امام جعفر صادق مقتدا پر سلام۔

سلام على الكاظم الممتحن　　　رضي السجايا إمامِ التقى

آزمائشوں پر پورے اترنے والے، طبیعتوں کے پسندیدہ، متقین کے امام، امام موسی کاظم پر سلام۔

سلام على الثامن المؤتمن علي الرضا سيد الأصفيا

آٹھویں امانت دار، امام علی رضا اصفیاء کے سردار پر سلام۔

سلام على المتقي التقي محمد الطيب المرتجى

متقی و تقی، امام محمد (بن علی تقی) پاکیزہ و امید گاہ پہ سلام۔

سلام على الاريحي النقي علي المكرم هادي الورى

سخی، نقی، امام علی (بن محمد نقی) عزت والے، مخلوق کے ہادی پر سلام۔

سلام على السيد العسكري إمام يجهز جيش الصفا

سید (امام حسن) عسکری پر سلام۔ وہ امام جو جیشِ صفا کو تیار کریں گے۔

سلام على القائم المنتظر أبي القاسم القرم نور الهدى

قائم منتظر ابو القاسم، سید، نورِ ہُدی پر سلام۔

سيطلع كالشمس في غاسق ينجيه من سيفه المنتقى

عنقریب رات میں سورج کی مانند طلوع ہوں گے۔ اپنی چنیدہ تلوار کے ساتھ انہیں نجات دیں گے۔

ترى يملأ الأرض من عدله كما ملئت جور أهل الهوى

تم دیکھو گے زمین کو اپنے عدل سے بھر دیں گے جیسے اہلِ ہوا کے ظلم سے بھر جائے گی۔

سلام عليه وآبائه وأنصاره ما تدوم السما

آپ پر، آپ کے آباؤ واجداد پر اور آپ کے مددگاروں پر سلام۔ جب تک آسمان کو دوام ہے۔

(ابطال نہج الباطل ص304،305)

واضح رہے کہ یہ کتاب ردِ شیعہ میں لکھی گئی ہے۔ رد شیعہ میں قلم اٹھانے کے باوجود بارہ ائمہ اہلِ بیت کے نظریہ کی ترجمانی سمجھا رہی ہے کہ:

روافض کے عقائدِ باطلہ کے ردو قدح کے لیے کمالاتِ خاندانِ نبوت کا انکار نہ کیا جائے۔ اور حقیقی سنی وہی ہے جو روافض کی تمام گمراہیوں سے اجتناب کرتے ہوئے نظریہ وفکر کو آلِ رسول ﷺ کے قدموں کے حوالے کر دے۔

ابن طولون اور بارہ امام

شمس الدین محمد بن علی ابن طولون حنفی متوفی953ھ کثیر التصانیف عالم ہیں۔ آپ نے ساڑھے سات سو سے زائد کتب تصنیف کی۔ آپ کی تصانیف میں ایک نام "الشذور الذهبية" کا بھی ہے جس میں علامہ ابن طولون نے بارہ ائمہ اہلبیت کا تذکرہ کیا۔ ص118 پہ لکھتے ہیں:

وقد نظمتهم على ذلك فقلت:

میں نے بارہ ائمہ کو نظم میں بیان کیا تو کہا:

علیك بالأئمة الإثنى عشر من   آل بيت المصطفى خير البشر

مصطفی ﷺ خیر البشر کی آل سے بارہ اماموں (کا دامن) تھام لے۔

ابو تراب حسن حسين وبغض زين العابدين شين

امام ابو تراب، امامان حسن و حسین۔ اور زین العابدین کا بغض عیب ہے۔

محمد الباقر كم علم درى والصادق ادع جعفراً بين الورى

محمد باقر کتنا ہی علم جانتے ہیں۔ اور امام جعفر کو مخلوق کے بیچ صادق گن۔

موسى هو الكاظم وابنه علي لقّبه بالرضا وقدره عليّ

امام موسیٰ اور وہی کاظم ہیں۔ اور آپ کے بیٹے امام علی جن کا لقب رضا اور مرتبہ بلند ہے۔

محمد التقي قلبه معمور عليّ النقي درّه منثور

امام محمد تقی، آپ کا دل بھرپور ہے۔ امام علی نقی، آپ کا موتی بکھرا ہے۔

والعسكري الحسن المطهّر محمد المهدي سوف يظهر

اور امام عسکری حسن مطہر، امام محمد مہدی عنقریب ظاہر ہوں گے۔

(الائمۃ الاثنا عشر لابن طولون ص118)

علامہ شعرانی اور بارہ امام

علامہ عبد الوہاب شعرانی متوفی 973ھ کی شخصیت علم و عمل، دانش و معرفت کے اعتبار سے کسی تعارف کی محتاج نہیں۔ آپ کا شمار بھی ان اربابِ علم و تقویٰ میں ہوتا ہے جنہوں نے اپنی گفتگو میں جابجا ائمہ اہلِ بیت کا ذکر کیا اور ان کے

ذکر کو برکت جانا۔ یہاں صرف ایک مثال پہ اکتفا کیا جاتا ہے۔ سیدنا امام موسی کاظم کے تذکرہ میں یوں لکھتے ہیں:

ومنهم موسى الكاظم رضي الله تعالى عنه أحد الأئمة الاثني عشر

یعنی ان ائمہ اہلِ بیت میں سے امام موسی کاظم ہیں اور آپ بارہ اماموں میں سے ایک ہیں۔

(الطبقات الکبری للشعرانی 1/ 33)

بابائے نواصب بتائے کہ کیا علامہ شعرانی بھی اس سازش کا حصہ بنے اور ان کا نام بھی گیم رچانے والوں میں آئے گا یا نہیں؟ اور اگر یہ سب اربابِ علم و تقوی سازش کا حصہ ہیں تو ان کے مقابل وہ کونسے لوگ ہیں جنہیں پیرِ فرتوت اپنے اکابر میں شمار کرتا ہے؟

أُولَئِكَ سَادَاتِيْ فَجِئْنِي بِمِثْلِهِمْ ... إِذَا جَمَعَتْنَا يَا جَرِيرُ المَجَامِعُ

علامہ علی قاری اور بارہ امام

علامہ علی قاری متوفی 1014ھ کی شخصیت بھی اہلِ علم کے ہیچ محتاجِ تعارف نہیں۔ آپ بارہ خلفاء والی حدیث کے تحت رقمطراز ہیں:

قُلْتُ: وَقَدْ حَمَلَ الشِّيعَةُ الِاثْنَيْ عَشَرَ عَلَى أَنَّهُمْ مِنْ أَهْلِ بَيْتِ النُّبُوَّةِ مُتَوَالِيَةً أَعَمُّ مِنْ أَنْ تَكُونَ لَهُمْ خِلَافَةٌ حَقِيقَةً أَوِ اسْتِحْقَاقًا، فَأَوَّلُهُمْ عَلِيٌّ، فَالْحَسَنُ، فَالْحُسَيْنُ، فَزَيْنُ الْعَابِدِينَ، فَمُحَمَّدٌ الْبَاقِرُ، فَجَعْفَرٌ الصَّادِقُ، فَمُوسَى الْكَاظِمُ، فَعَلِيٌّ الرِّضَا، فَمُحَمَّدٌ التَّقِيُّ،

فَعَلِيٌّ التَّقِيُّ، فَحَسَنٌ الْعَسْكَرِيُّ، فَمُحَمَّدٌ الْمَهْدِيُّ - رِضْوَانُ اللَّهِ عَلَيْهِمْ أَجْمَعِينَ - عَلَى مَا ذَكَرَهُ زُبْدَةُ الْأَوْلِيَاءِ خَوَاجَهْ مُحَمَّدُ يَارْسَا فِي كِتَابِ (فَصْلِ الْخِطَابِ) مُفَصَّلَةً، وَتَبِعَهُ مَوْلَانَا نُورُ الدِّينِ عَبْدُ الرَّحْمَنِ الْجَامِيُّ فِي أَوَاخِرِ شَوَاهِدِ النُّبُوَّةِ، وَذِكْرِ فَضَائِلِهِمْ وَمَنَاقِبِهِمْ وَكَرَامَاتِهِمْ وَمَقَامَاتِهِمْ مُجْمَلَةً، وَفِيهِ رَدٌّ عَلَى الرَّوَافِضِ حَيْثُ يَظُنُّونَ بِأَهْلِ السُّنَّةِ أَنَّهُمْ يُبْغِضُونَ أَهْلَ الْبَيْتِ لِاعْتِقَادِهِمُ الْفَاسِدِ وَوَهْمِهِمُ الْكَاسِدِ، وَإِلَّا فَأَهْلُ الْحَقِّ يُحِبُّونَ جَمِيعَ الصَّحَابَةِ، وَكُلَّ أَهْلِ الْبَيْتِ لَا كَالْخَوَارِجِ الْأَعْدَاءِ لِأَهْلِ بَيْتِ النُّبُوَّةِ وَلَا كَالرَّوَافِضِ الْمُعَادِينَ لِجُمْهُورِ الصَّحَابَةِ وَأَكَابِرِ الْأُمَّةِ

میں کہتا ہوں: اثنا عشری شیعوں نے اس حدیث کو اس پہ محمول کیا کہ بارہ خلفاء لگاتار اہلِ بیتِ نبوت سے ہیں۔ عام ازیں ان کے لیے حقیقۃً خلافت ہو یا (حقیقۃً تو نہ ہو لیکن) ان کا استحقاق ہو۔

ان بارہ ائمہ میں سے پہلے مولا علی پھر امام حسن پھر امام حسین پھر امام زین العابدین پھر امام محمد باقر پھر امام جعفر صادق پھر امام موسی کاظم پھر امام علی رضا پھر امام محمد تقی پھر امام علی نقی پھر امام حسن عسکری پھر امام محمد مہدی رضی اللہ تعالی عنہم اجمعین ہیں۔ جیسا کہ زبدۃ الاولیاء خواجہ محمد پارسا نے فصل الخطاب میں ان کا تفصیلی ذکر کیا اور مولانا نور الدین عبد الرحمن جامی نے شواہد النبوۃ کے اواخر میں خواجہ محمد پارسا رحمہ اللہ تعالی کی پیروی کی اور ائمہ اثنا عشر کے فضائل، ان کے مناقب، ان کی کرامات اور اجمالی طور پر ان کے مقامات کا ذکر کیا۔

اور اس ذکرِ ائمہ اہلِ بیت میں روافض کا رد ہے۔ کیونکہ وہ اہلِسنت کے بارے میں اپنے فاسد اعتقاد اور کھوٹے وہم کی وجہ سے گمان کرتے ہیں کہ یہ لوگ اہلِ بیت سے بغض رکھتے ہیں۔ ورنہ اہلِ حق تمام صحابہ اور تمام اہلِ بیت کے حامی ہیں۔ نہ کہ خوارج اہلِ بیتِ نبوت کے دشمنوں کی مانند اور نہ ہی روافض جمہور صحابہ واکابرِ امت سے عداوت رکھنے والوں کی طرح۔

(مرقاۃ المفاتیح 9/3864)

واضح رہے کہ علامہ علی قاری رحمہ اللہ تعالی نے سطر اول میں اثنا عشری شیعوں کا حوالہ صرف ان کے عقیدہ کے بیان کے لیے دیا ہے۔ نہ یہ کہ بارہ اماموں کو بھی مکمل طور پر شیعوں کے کھاتے میں ڈال دیا ہو۔

اگر بارہ امام بھی شیعوں ہی کے کھاتے میں ڈالے ہیں تو اپنی گفتگو کے آخر میں روافض کا رد کیسے کر سکتے ہیں جن کی تہمت یہ ہے کہ اہلِ سنت اہلِ بیت کو نہیں مانتے؟؟

نیز حضرت خواجہ محمد پارسا اور پھر علامہ عبد الرحمن جامی کا حوالہ بھی اس بات کی دلیل ہے کہ بارہ ائمہ کو مکمل طور پر اثنا عشری شیعوں کے حوالے نہیں کیا۔ کیونکہ ہم سطورِ بالا میں بتا چکے کہ قدوۃ الاولیاء خواجہ محمد پارسا رحمہ اللہ تعالی نے اور پھر علامہ عبد الرحمن جامی نے بارہ ائمہ کا تفصیلی ذکر کیا ہے۔ انہی امام مانا اور ترتیب بھی وہی مقرر رکھی جو ترتیبِ مشہور ہے۔

لہٰذا شیعوں کی بد عقیدگی ان کے ساتھ۔۔۔ باقی "بارہ ائمہ" اہلِسنت کے بھی امام ہیں اور اسی ترتیب کے ساتھ جو مشہور ہے اور امام کے معنی وہ نہیں جو روافض کے خود ساختہ ہیں بلکہ وہ معنی جن کا سطورِ بالا میں ذکر ہو چکا۔

شیخِ مجدد اور بارہ امام

مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی متوفی 1034ھ بلاشبہ وہ ہستی ہیں کہ آپ کے بعد چشمِ فلک نے ایسی ہستی نہ دیکھی۔ حقائق شناس، مقاماتِ اولیاء و صلحاء کے راز داں۔ آپ نے جن الفاظ میں بارہ ائمہ کا ذکر کیا وہ انداز بالکل منفرد اور یکتا ہے۔ آپ کی رائے ہے کہ:

رسول اللہ ﷺ کے بلا فصل باطنی خلیفہ سرتاجِ اولیاء شاہ مشکل کشا مولائے کائنات مولا علی کرم اللہ تعالی وجہہ الکریم تھے۔ اس مقام پہ مولا علی کی رسول اللہ ﷺ کے ساتھ صورت یوں بنتی ہے جیسے مولا علی کے سرِ اقدس پہ رسول اللہ ﷺ کے قدمین شریفین ہوں۔ اور اس مقام پہ مولائے کائنات کے ساتھ سیدۂ کونین سیدہ فاطمہ زہراء علیہا السلام اور حسنینِ کریمین بھی شریک ہیں۔ حضرت آدم سے لے کر مولا علی کی نشاۃِ عنصری سے پہلے اور بعد میں بھی جس کو ولایت ملی وہ مولا

علی ہی کے توسل و توسط سے ملی۔ پھر یہ مرتبہ قطبیت امام حسن، پھر امام حسین، پھر امام زین العابدین، پھر امام محمد باقر، پھر امام جعفر صادق، پھر امام موسی کاظم، پھر امام علی رضا، پھر امام محمد تقی، پھر امام علی نقی، پھر امام حسن عسکری کو ملا۔ امام حسن عسکری کے بعد حضور غوثِ اعظم اور پھر قربِ قیامت میں امام مہدی۔ علیھم السلام۔

شیخِ مجدد رحمہ اللہ تعالی کی گفتگو ملاحظہ ہو۔ فرماتے ہیں:

و راهی است که بقربِ ولایت تعلق دارد اقطاب و اوتادو بدلا و نجباءو عامۂ اولیاءالله بهمین راه واصل اندو راه‌سلوک عبارت ازین راه است بلکه جذبۂ متعارفه نیز داخل همین است و توسط و حیلولت درین راه کائن است و پیشوائے واصلان این راه و سرگروه اینهاو منبع فیض این بزرگواران حضرت علی مرتضی است کرم الله تعالے وجهه الکریم و این منصب عظیم الشان بایشان تعلق دارد

اور ایک رستہ وہ ہے جو قربِ وِلایت سے تعلق رکھتا ہے۔ اقطاب ، اوتاد، بدلا، نجبا اور عام اولیاء اللہ اِسی رستہ کے ذریعے واصل ہیں۔ اور راہِ سلوک اِسی رستہ سے عبارت ہے۔ بلکہ جذبِ متعارف بھی اسی میں داخل ہے۔ اس راہ میں وسائط ووسائل پائے جاتے ہیں۔ اس رستہ کے واصلین کے پیشوا ، ان کے سردار ، ان بزرگوں کے فیض کا سرچشمہ مولائے کائنات مولا علی ہیں اور اس

منصب کا تعلق آپ سے ہے۔

فرمایا:

درین مقام گوئیا هر دو قدم مبارک آن سرور علیه و علی آله الصلوة والسلام بر فرق مبارک اوست کرم الله تعالی وجهه حضرت فاطمه وحضرات حسنین رضی الله عنهم درین مقام با ایشان شریک اند

اس مقام پہ گویا رسول اللہ ﷺ کے قدمینِ شریفین مولائے کائنات کے سرِ انور واقدس کے اوپر ہیں۔ جگر گوشۂ رسول سیدہ فاطمہ زہراء علیہا السلام اور حضراتِ حسنین کریمین اس مقام میں مولائے کائنات کے ساتھ شریک ہیں۔

فرمایا:

انگارم که حضرت امیر قبل از نشاۃ عنصرے نیز ملاذ و ملجا این مقام بوده اند چنانچه بعد از نشاۃ عنصرے و هر کرا فیض و هدایت ازین راه میرسید بتوسط ایشان میرسید چه ایشان نزد نقطۂ منتهائے این راه اند و مرکز این مقام با ایشان تعلق دارد

میں سمجھتا ہوں کہ مولائے کائنات نشاۃِ عنصری سے پہلے بھی اس مقام کے ایسے ہی ملجا و جائے پناہ تھے جیسے نشاۃِ عنصری کے بعد۔ اور جس شخص کو اس رستے فیض وہدایت ملتی ہے، مولا علی کے واسطے سے ملتی ہے۔ کیونکہ آپ اس رستے کے نقطۂِ انتہاء کے پاس ہیں اور اس مقام کا مرکز مولا علی سے تعلق رکھتا ہے۔

فرمایا:

وچون دورۂ حضرت امیر تمام شد این منصب عظیم القدر

بحضرات حسنین ترتیبا مفوض و مسلم گشت و بعد از ایشان همان منصب بهر یکے از ائمه اثنا عشر علے الترتیب و التفصیل قرار گرفت و در اعصار این بزرگواران و همچنیں بعد از ارتحال ایشان هر کرا فیض و هدایت میر سید بتوسط این بزرگواران بوده و بحیلولة ایشانان هر چند اقطاب و نجبای وقت بوده باشند ملاذ و ملجاءِ همه ایشان بوده اند چه اطراف را غیر از لحوق بمرکز چاره نیست۔

اور جب حضرت مولا علی کا دورِ اقدس مکمل ہوا تو یہ منصبِ عظیم حضراتِ حسنینِ کریمین کو ترتیب وار سونپ دیا گیا۔ اور ان کے بعد اس منصب نے ائمہ اثنا عشر میں سے ہر ایک کے ساتھ بالترتیب والتفصیل قرار پکڑا۔ ان بزرگوں کے دور میں اور یونہی ان کے وصال کے بعد جس کسی کو فیض وہدایت پہنچتی ہے، انہی بزرگوں کے توسط اور انہی کے وسیلے سے پہنچتی ہے۔ ہر چند وقت کے اقطاب و نجباء ہوں، ان سب کے ملجا وماوی یہی ہستیاں ہیں۔ کیونکہ اطراف کو مرکز سے جڑے بغیر چارہ نہیں۔

(مکتوباتِ امام ربانی دفتر سوم مکتوب123 2 /584)

بابائے ناصبیت اور پھر بابائے ناصبیت کو اپنی اسٹیجوں کی زینت بنانے والوں سے سوال ہے کہ:

کیا شیخِ مجدد بھی اس سازش کا حصہ ہیں؟

کیا حضرت مجدد الف ثانی بھی اہلِسنت کے ساتھ گیم کر رہے ہیں؟

ہمیں بتاؤ تو سہی کہ تم کس مذہب کو متعارف کروانا چاہتے ہو؟

تم کس گمراہی اور بددینی کو اہلسنت کا غلاف چڑھا کر بیچنا چاہتے ہو؟؟؟
کچھ شرم کرو!!!
اگر بارہ ائمہ کی ترتیب سازش ہے۔۔۔ گیم ہے۔۔۔ تو پھر بتاؤ کہ اس سازش میں کون کون شریک ہے؟ کون کون اس گیم کا حصہ ہے؟
اگر ابنِ عربی نے یہ گیم کی۔۔۔ خواجہ محمد پارسا نے کھیل کھیلا۔۔۔ علامہ جامی نے سازش کی۔۔۔ جلال رومی نے گیم کی۔۔۔ فرید الدین عطار نے سازش رچی۔۔۔ شیخِ مجدد نے سازش کی۔۔۔ تو پھر ہمیں سازش کا شکار ہی رہنے دو۔ ہم اس سازش میں ہی جینا مرنا پسند کرتے ہیں۔

شیخ عبد الرحمن چشتی اور بارہ امام

حضرت شیخ عبد الرحمن چشتی دہلوی متوفی 1045ھ بھی ان شخصیات سے ہیں جنہوں نے بارہ امامانِ اہلِ بیت کے تذکرہ اور اس فکر کی ترویج واشاعت میں اپنا حصہ شامل کیا۔ مراۃ الاسرار میں لکھتے ہیں:

طبقه دوم در بیان مجملی از احوال اسد الله الغالب کرم الله وجهه وذکر ائمه معصومین علیهم السلام

دوسرا طبقہ: اسد اللہ الغالب کرم اللہ تعالی وجہ الکریم اور ائمہ معصومین علیہم السلام کے اجمالی ذکر کے بیان میں۔

(مراۃ الاسرار ص87)

مولائے کائنات اور حسنینِ کریمین کا ذکر کرنے کے بعد سیدنا امام علی زین العابدین کا تذکرہ ان الفاظ سے شروع کرتے ہیں:

ذکر آن یادگارِ نبوت آن پروردۂ صورت آن پیشوای دین امام زین العابدین رضی اللّٰہ تعالی عنه امام چهارم است از ائمه اهلبیت

اس یادگارِ نبوت، اس پروردۂِ صورت، اس پیشوائے دین امام زین العابدین کا ذکر۔ آپ ائمہ اہلِ بیت میں سے چوتھے امام ہیں۔

(مراۃ الاسرار ص95)

امام باقر کا ذکر کرتے ہوئے کہتے ہیں:

ذکر امام محمد باقر آن عالم بعلوم فضیلت و وارثِ ولایت مرتضی آن پیشوائے اهلِ یقین امام محمد باقر بن امام زین العابدین رضی اللّٰہ تعالی عنهما وی امام پنجم است از ائمه اهلِبیت

امام محمد باقر کا ذکر۔ آپ علومِ فضیلت کے عالم اور مولا علی کی ولایت کے وارث۔ آپ اہلِ یقین کے پیشوا امام محمد باقر بن امام زین العابدین رضی اللہ تعالی عنہما۔ ائمہ اہلِ بیت میں سے پانچویں امام ہیں۔

(مراۃ الاسرار ص96)

امام جعفر صادق کے تذکرہ میں لکھتے ہیں:

ذکر امام جعفر صادق رضی اللّٰہ تعالی عنه وی امام ششم است از ائمه اهلبیت

امام جعفر صادق رضی اللہ تعالی عنہ کا ذکر۔ آپ ائمہ اہلِ بیت علیہم السلام

میں سے چھٹے امام ہیں۔

(مراۃ الاسرار ص97)

امام موسیٰ کاظم کا ذکر بدیں الفاظ شروع کیا:

ذکر امام موسی کاظم وی امام هفتم است از ائمه اهلبیت

امام موسیٰ کاظم کا ذکر۔ آپ ائمہ اہلبیت میں سے ساتویں امام ہیں۔

(مراۃ الاسرار ص98)

امام محمد تقی کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

ذکر امام محمد بن علی رضا وی امام نهم اسست از ئمه اهل بیت

امام محمد بن علی رضا کا ذکر۔ آپ ائمہ اہلِ بیت میں سے نویں امام ہیں۔

(مراۃ الاسرار ص100)

امام علی نقی کے بارے میں کہا:

ذکر امام ابو الحسن علی نقی بن محمد تقی رضی اللّٰہ تعالی عنه وی امام دهم است

امام ابو الحسن علی نقی بن محمد تقی رضی اللہ تعالی عنہ۔ آپ دسویں امام ہیں۔

(مراۃ الاسرار ص100)

امام حسن عسکری کا تذکرہ ان الفاظ سے شروع کیا:

وی امام یازدهم از ائمه اهلبیت است

آپ ائمہ اہلِ بیت میں سے گیارہویں امام ہیں۔

(مراۃ الاسرار ص102)

امام مہدی کا ذکر ان الفاظ میں کرتے ہیں:

ذکر آن آفتاب دین وملت امام برحق ابو القاسم بن حسن مہدی رضی اللہ تعالی عنہ وی امام دوازدھم است از ائمہ اھلبیت

اس آفتابِ دین وملت امام برحق ابو القاسم بن حسن مہدی رضی اللہ تعالی عنہ کا ذکر۔ ائمہ اہلِ بیت کے بارہویں امام۔

(مراۃ الاسرار ص103)

شیخِ محقق اور بارہ امام

شیخِ محقق حضرت شاہ عبد الحق محدث دہلوی 1052ھ رحمۃ اللہ تعالی علیہ نہ تو اہلِ علم کے ہاں کسی تعارف کی محتاج ہیں اور نہ ہی آپ کے بعد آپ کی کوئی نظیر ملتی ہے۔ آپ کی نظر میں "ائمہ اثنا عشر" کی شخصیات کس اہمیت کی حامل تھیں؟

اس کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ حضرت شیخِ محقق رحمہ اللہ تعالی نے حضرت خواجہ محمد پارسا رحمہ اللہ تعالی کی کتاب مستطاب "فصل الخطاب" سے خاص ائمہ اثنا عشر کے ذکر کو نکال کر مستقل تصنیف کی صورت دے دی۔

اس مستقل تصنیف میں ان عربی عبارات کا ترجمہ کر دیا جنہیں حضرت خواجہ محمد پارسا رحمہ اللہ تعالی نے درج کیا تھا۔ اپنے رسالہ کے پہلے صفحہ پر لکھتے ہیں:

این چند فصل سخن است در بیان احوال وسیرت دوازدہ امام پاک سلام اللہ علیہم اجمعین منقول از کتاب مستطاب فصل الخطاب بی زیادت ونقصان

یہ چند فصلیں بارہ پاک ائمہ سلام اللہ علیہم اجمعین کی سیرت اور احوال کے بیان میں گفتگو ہے۔ کتاب مستطاب فصل الخطاب سے بغیر کسی کمی بیشی کے منقول ہے۔

(احوالِ ائمہ اثنا عشر ص01)

قارئینِ کرام!

بارہ ائمہ کے ذکر کو اہلِ اسلام نے برکت کا ذریعہ سمجھا ہے۔ ان کے ناموں کو امراض کی شفا کا سبب اعتقاد کیا ہے۔ ہمارے اکابر نے بارہ اماموں کے قصیدے لکھے ہیں۔ آپ شیخِ محقق ہی کے انداز کو دیکھ لیجیے۔ کیا حضرت خواجہ محمد پارسا رحمہ اللہ تعالی کی کتاب کے باقی مندرجات کی کوئی حیثیت نہ تھی؟ کیا ان کی افادیت و اہمیت کم تھی؟ پھر کیا وجہ ہے کہ حضرت شیخِ محقق نے پوری کتاب چھوڑ کر صرف بارہ ائمہ کے ذکر ہی کو الگ کر کے مستقل تصنیف کی صورت کیوں دی؟

شیخِ محقق تو ائمہ اہلِ بیت کے تذکرہ کو ایسا باعثِ برکت اور اہلِ اسلام کے لیے اس قدر ضروری سمجھیں کہ جو لوگ حضرت خواجہ محمد پارسا رحمہ اللہ تعالی کی مکمل کتاب نہ پڑھ سکیں۔ کوتاہ ہمتی کے سبب پوری کتاب سے استالدہ نہ کر پائیں تو کم از کم بارہ ائمہ اہلِ بیت کے ذکر سے محروم نہ ہوں۔ لہذا شیخِ محقق رحمہ اللہ تعالی نے اس مبارک ذکر کو مستقل تصنیف کی صورت دے دی اور عوام کی آسانی کی خاطر عربی عبارات کا ترجمہ بھی درج کر دیا۔

لیکن آج نہ جانے کس نئے دین کی تبلیغ شروع کر دی گئی ہے۔۔۔ کس ناپاک فکر کے ذریعے اہلِ اسلام کے قلوب واذہان کو پراگندہ کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے اور بڑی بڑی تنظیمیں اور تحریکیں پانی کی طرح پیسہ بہا کر بارہ ائمہ کے ذکر اور اس ترتیب کو سازش اور گیم قرار دینے کی سعیِ مذموم میں مصروف ہیں۔

یقینا اس نئی فکر اور نئی سوچ کا اکابر اہلِ اسلام کی فکر وروش سے کوئی تعلق نہیں۔ یہ وہ درخت ہے جو زمین کے اوپر سے اگا ہے۔ ان شاء اللہ برقرار نہ رہے گا۔

میر محمد صالح اور بارہ امام

میر محمد صالح حسین ترمذی متوفی 1060ھ نے اپنی کتاب مناقبِ مرتضوی کو بارہ ابواب پر تقسیم کیا۔ بارہ ابواب کی بارہ مناسبتیں بیان کرتے ہوئے بارہویں مناسبت یوں درج کی:

دوازدهم: انحصار ائمه معصومین علیهم السلام نیز در عدد اثنی عشر است۔ به حسبِ احادیث نبوی۔ چنانچه در صحیحین از جابر بن سمره رضی الله تعالی عنه مروی است که گفت:

سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: «**يَكُونُ اثْنَا عَشَرَ أَمِيرًا**. فَقَالَ كَلِمَةً لَمْ أَسْمَعْهَا، فَقَالَ أَبِي: إِنَّهُ قَالَ: **كُلُّهُمْ مِنْ قُرَيْشٍ**

یعنی شنیدم که رسول ﷺ که می گفت: بعد از من خواهند بود دوازده امیر۔ پس گفت کلمه ای که نشنیدم آن را۔ پدر من گفت: رسول فرمود: آن دوازده نفر امیر از قریش خواهند بود۔

بارہویں وجہ: ائمہ معصومین علیہم السلام کا انحصار بھی، احادیثِ نبویہ کے مطابق، بارہ کے عدد میں ہے۔ چنانچہ صحیح بخاری و مسلم میں حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا:

سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: «يَكُونُ اثْنَا عَشَرَ أَمِيرًا. فَقَالَ كَلِمَةً لَمْ أَسْمَعْهَا، فَقَالَ أَبِي: إِنَّهُ قَالَ: كُلُّهُمْ مِنْ قُرَيْشٍ

یعنی میں نے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "میرے بعد بارہ امیر ہوں گے۔" پھر آپ ﷺ نے کوئی کلمہ ارشاد فرمایا جسے میں نہ سن سکا۔ میرے والد گرامی نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "وہ بارہ امیر قریش سے ہوں گے۔"

(مناقب مرتضوی ص27)

قارئینِ کرام!

ہم کتاب کے مقدمہ میں بیان کر چکے کہ رسول اللہ ﷺ کی مبارک حدیث جس میں بارہ خلفاء کا ذکر فرمایا، ایک رائے کے مطابق ان بارہ خلفاء سے مراد بارہ امامانِ اہلِ بیت ہیں۔ اور میر محمد صالح حسینی ترمذی کی مذکورہ بالا گفتگو بھی اس مطلب میں بالکل واضح ہے اور آپ نے نہ صرف تجویز کی حد تک اس معنی کی بات کی بلکہ اس کے مرادی معنی کی نشاندہی بارہ امامانِ اہلِ بیت ہی کی صورت میں کی۔

دارا شکوہ اور بارہ امام

شہزادہ محمد دارا شکوہ متوفی 1069ھ نے اپنی کتاب "سفینۃ الاولیاء" میں واشگاف الفاظ میں بارہ امام کا تصور پیش کیا۔ حضرت مولائے کائنات مولا علی مشکل کشا علیہ السلام کے تذکرہ کے دوران لکھتے ہیں:

حضرت امیر امام اول انداز ائمه اثنا عشر رضی اللّٰه عنهم وسلسله هائے جمیع اولیا بایشان منتهی میشود

حضرت امیر بارہ اماموں میں سے پہلے امام ہیں اور تمام اولیاء کا سلسلہ آپ پر مکمل ہوتا ہے۔(سفینۃ الاولیاء ص22)

دوسرے امام:

مولائے کائنات مولا علی کے تذکرہ کے بعد بالترتیب بارہ امامانِ اہل بیت کا تذکرہ کیا۔ سیدنا امام حسن کے تذکرہ میں لکھتے ہیں:

حضرت امیر المؤمنین حسن رضی اللّٰه تعالی عنه کنیت ایشان ابو محمد است ولقب نقی وسید ونام حسن

حضرت امیر المؤمنین حسن رضی اللہ تعالی عنہ۔ آپ کی کنیت ابو محمد اور لقب نقی اور سید ہے اور نامِ مبارک حسن ہے۔(سفینۃ الاولیاء ص23)

تیسرے امام:

سیدنا امام حسین کا ذکر کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:

امیر المؤمنین حسین رضی اللّٰه عنه کنیت ایشاں ابو عبد اللّٰه ولقب شهید وسید ونام حسین

امیر المؤمنین حسین رضی اللہ تعالی عنہ۔ آپ کی کنیت ابو عبد اللہ اور لقب شہید اور سید ہے۔ نامِ نامی حسین۔

(سفینۃ الاولیاء ص24)

چوتھے امام:

چوتھے امام سیدنا امام علی زین العابدین کے تذکرہ میں لکھتے ہیں:

حضرت امام زین العابدین رضی اللہ تعالی عنہ کنیت ایشاں ابو محمد است و ابو الحسن و ابو بکر نیز گفتہ اند ولقب سجاد و زین العابدین و نام علی وھو ابن حسین بن علی مرتضی رضی اللہ تعالی عنھم ایشان امام چھارم اند

حضرت امام زین العابدین رضی اللہ تعالی عنہ۔ آپ کی کنیت ابو محمد ہے اور ابو الحسن بھی۔ اور ابو بکر بھی کہا گیا ہے۔ اور لقب سجاد اور زین العابدین اور نامِ مبارک علی ہے۔ آپ امام حسین بن علی مرتضی کے بیٹے ہیں اور چوتھے امام ہیں۔

(سفینۃ الاولیاء ص25)

پانچویں امام:

امام باقر کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

امیر المؤمنین امام محمد باقر رضی اللہ تعالی عنہ کنیت ایشان ابو جعفر است ولقب باقر و نام محمد وھو ابن علی بن حسین رضی اللہ تعالی عنھم و ایشان امام پنجم اند

امیر المؤمنین امام محمد باقر رضی اللہ تعالی عنہ۔ آپ کی کنیت ابو جعفر ہے اور لقب باقر۔ نام محمد ہے اور آپ حضرت علی بن حسین کے بیٹے ہیں۔ اور پانچویں امام ہیں۔

(سفینۃ الاولیاء ص26)

چھٹے امام:

چھٹے امام سیدنا امام جعفر صادق کے تذکرہ میں لکھا:

امام جعفر صادق رضی اللّٰہ تعالی عنہ کنیت ایشان ابو عبد اللّٰہ است یا ابو اسماعیل ولقب صادق جعفر نام وھو ابن محمد بن علی بن حسین بن علی مرتضی رضی اللّٰہ تعالی عنھم ایشان امام ششم اند

امام جعفر صادق رضی اللہ تعالی عنہ۔ آپ کی کنیت ابو عبد اللہ ہے یا ابو اسماعیل۔ اور لقب صادق۔ جعفر نام ہے۔ آپ حضرت محمد بن علی بن حسین بن علی کے بیٹے ہیں۔ آپ چھٹے امام ہیں۔

(سفینۃ الاولیاء ص27)

ساتویں امام:

امام موسی کاظم کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

حضرت امام موسی کاظم کنیت ایشان ابو الحسن است وابو ابراھیم ولقب کاظم نام موسی وھو ابن جعفر الصادق رضی اللّٰہ تعالی عنھما وایشان امام ھفتم اند از ائمہ اثنا عشر

حضرت امام موسی کاظم۔ آپ کی کنیت ابو الحسن ہے اور ابو ابراہیم۔ لقب کاظم اور نام موسی۔ آپ جنابِ جعفر صادق کے بیٹے ہیں۔ اور آپ بارہ ائمہ میں سے ساتویں امام ہیں۔

(سفینۃ الاولیاء ص28)

آٹھو یں امام:

حضرت امام علی رضا کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

امام علی رضا رضی اللّٰہ تعالی عنہ کنیت ایشان ابو الحسن است چون کنیت پدر واز امام موسی کاظم رضی اللّٰہ تعالی عنہ آرندکہ فرمودہ اند ویرا اعطا کردم کنیت خود ولقب رضا است ونام علی وھو ابن موسی بن جعفر رضی اللّٰہ تعالی عنھم وایشان امام ھشتم اند

امام علی رضا رضی اللہ تعالی عنہ۔ آپ کی کنیت ابو الحسن ہے جیسے آپ کے والدِ گرامی کی کنیت۔ امام موسی کاظم سے روایت کیا ہے کہ آپ نے فرمایا: حضرت علی رضا کو میں نے اپنی کنیت عطا کی ہے۔ لقب رضا ہے اور نامِ گرامی علی۔ آپ حضرت موسی بن جعفر کے بیٹے ہیں اور آٹھویں امام ہیں۔

(سفینۃ الاولیاء ص29)

نو یں امام:

حضرت امام محمد تقی کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

حضرت امام محمد تقی رضی اللّٰہ تعالی عنہ کنیت ایشان ابو جعفر است ایشانرا ابو جعفر ثانی نیز گفتہ اند ولقب تقی وجواد ونام

محمد وھو ابن علی بن موسی بن جعفر صادق رضی اللّٰہ تعالی عنھم ایشان امام نھم اند۔

حضرت امام محمد تقی رضی اللہ تعالی عنہ۔ آپ کی کنیت ابو جعفر ہے اور آپ کو ابو جعفر ثانی بھی کہتے ہیں۔ لقب تقی اور جواد اور نام مبارک محمد۔ آپ امام علی بن موسی بن جعفر صادق کے بیٹے ہیں۔ آپ نویں امام ہیں۔

(سفینۃ الاولیاء ص32)

دسو یں امام:

دسویں امام حضرت امام علی نقی کا ذکر کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:

حضرت امام علی نقی رضی اللّٰہ تعالی عنه کنیت ایشان ابو الحسن است وایشانرا ابی الحسن ثالث گفتندے ولقب ھادی وزکی وعسکری وبه نقی مشھور اند ونام علی بن محمد بن علی بن موسی بن جعفر صادق رضی اللّٰہ تعالی عنه وایشان امام دھم اند

حضرت امام علی نقی رضی اللہ تعالی عنہ۔ آپ کی کنیت ابو الحسن ہے اور آپ کو ابو الحسن ثالث کہتے ہیں۔ لقب ہادی، زکی، عسکری۔ اور نقی کے ساتھ مشہور ہیں۔ نامِ مبارک علی بن محمد بن علی بن موسی بن جعفر صادق۔ اور آپ دسویں امام ہیں۔

(سفینۃ الاولیاء ص33)

گیارہو یں امام:

حضرت امام حسن عسکری کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

امام حسن عسکری رضی اللّٰہ تعالی عنه کنیت ایشان ابو محمد

است ولقب زکی وخالص وسراج وبعسکری مشھور اند ونام حسن وھو بن علی بن محمد بن علی رضا رضی اللّٰہ تعالی عنھم وایشان امام یازدھم از ایمہ اثنا عشر

امام حسن عسکری۔ آپ کی کنیت ابو محمد ہے اور لقب زکی، خالص، سراج اور عسکری کے ساتھ مشہور ہیں۔ نامِ مبارک حسن اور آپ امام علی بن محمد بن علی رضا کے بیٹے ہیں۔ اور آپ بارہ اماموں میں سے گیارہویں امام ہیں۔

(سفینۃ الاولیاء ص34)

بارہویں امام:

حضرت امام محمد مہدی کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

حضرت امام محمد۔کنیت ایشان ابو القاسم است ونام محمد وھو ابن حسن بن علی بن محمد بن علی الرضا رضی اللّٰہ تعالی عنھم وایشان امام دوازدھم از ائمہ اثنا عشر بقول اھلِ سنت وجماعت

حضرت امام محمد رضی اللہ تعالی عنہ۔ آپ کی کنیت ابو القاسم ہے۔ نام مبارک محمد اور آپ امام حسن بن علی بن محمد بن علی رضا کے بیٹے ہیں۔ اور آپ اہلِ سنت کے قول کے مطابق بارہ ائمہ میں سے بارہویں امام ہیں۔

(سفینۃ الاولیاء ص35)

قارئینِ کرام!

شہزادہ محمد داراشکوہ کا آخری جملہ خصوصی توجہ چاہتا ہے۔ لکھتے ہیں:

وایشان امام دوازدھم از ائمہ اثنا عشر بقول اھلِ سنت وجماعت

یعنی حضرت امام محمد مہدی اہلسنت کے قول کے مطابق بارہ ائمہ میں سے بارہویں ہیں۔

قارئینِ کرام!

حق یہی ہے کہ بارہ امامانِ اہلِ بیت کو اہلِ سنت نے سلفا خلفا اپنا امام مانا۔ اور بارہ ائمہ کی مشہور ترتیب بھی تسلیم کی۔ اور جس معنی میں یہ بارہ ائمہ "امام" قرار دیئے جاتے ہیں، اس معنی کے اعتبار سے "امام" ان ہستیوں کا طرۂِ امتیاز بھی تسلیم کیا۔

لیکن برا ہو اس لعنتی فرقے کا جو اپنے آپ کو اہلِ سنت کے لبادے میں چھپا کر پھرتا ہے لیکن منہ کھولتے ہیں تو بغضِ آلِ رسول کے تعفن سے سارا ماحول بدبودار کر کے رکھ دیتے ہیں۔ قَاتَلَهُمُ اللّٰهُ أَنَّىٰ يُؤْفَكُونَ

علامہ علی رضا قادری اور بارہ امام

قارئینِ کرام!

جو بوڑھا بوبک ان سطور کے حیطۂِ تحریر میں لانے کا سبب بنا وہ علومِ دینیہ سے بالکل بے بہرہ شخص ہے۔ اس کی مثال اس چوہے جیسی ہے جس کو ہریڑ ملنے پر اس نے دکان کھول لی اور دکان پہ جلی حروف کے ساتھ لکھوایا: "چوہا پنسار اسٹور" کچھ ایسا ہی مسئلہ اس بوڑھے بوبک کا بھی ہے۔ اگر بابائے ناصبیت کو درسیات سے تھوڑا سا بھی تعلق ہوتا بلکہ وہ مدرسہ میں صرف پہلا درجہ ہی پڑھا ہوتا تو اس کو معلوم

ہوتا کہ درسِ نظامی کے پہلے درجہ میں پڑھائی جانے والی کتاب "بدائع منظوم" کے ناظم نے حمد وثنائے باری عزاسمہ کے بعد بلا تاخیر طلباء کو جو تصور دیا اور جس فکر سے روشناس کروانے کی کوشش کی وہ امامانِ اہلِ بیت کی محبت وعقیدت ہے۔ دربارِ رسالت میں درود وسلام عرض کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

گویم اکنوں بصد نیاز سلام

بر امامانِ اہلِ بیتِ کرام

اب میں اہلِ بیتِ کرام کے اماموں پر بصد نیاز سلام عرض کرتا ہوں۔

(بدائع منظوم ص06)

قارئینِ کرام!

واضح رہے کہ علامہ علی رضا قادری کی یہ تالیف 1113ھ کی ہے۔ جیسا کہ مصنف نے خود دورانِ نظم اس کی جانب اشارہ بھی کیا ہے۔

شاہ ولی اللہ اور بارہ امام

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی متوفی 1176ھ کی گفتگو خلافتِ ظاہری وباطنی کے حوالے سے مقدمہ میں بھی مذکور ہو چکی۔ آپ اپنے مکاشفات کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

ومنها أني رأيت أرواح أئمة أهل البيت في حظيرة القدس بأتم وجه وأكمل وضع وعلمت أن منكرهم والمشاحن لهم في خطر عظيم لكن وجوههم منصرفة إلى الباطن والخلافة لا يتسبب إلا

لمن كان وجهه منصرفا إلى الظاهر فبهذا السبب طلبو االخلافة وما نالوها على وجهها

انہی میں سے ہے کہ: میں نے ائمہ اہلِ بیت کی ارواحِ مقدسہ کو جنت میں اتم واکمل حالت میں دیکھا۔ اور میں نے جان لیا کہ ان ہستیوں کا منکر اور ان سے کینہ رکھنے والا بڑے خطرے میں ہے۔ لیکن ان کے چہرے باطن کی جانب گھومے ہوئے تھے۔ اور اسبابِ خلافت اسی کے لیے ہوتے ہیں جس کا چہرہ ظاہر کی جانب ہو۔ پس اسی وجہ سے انہوں نے خلافت کو طلب کیا مگر جیسی چاہیے ویسی انہیں نہ مل سکی۔ (تفہیمات الہیہ 1/ 107)

علامہ معین سندھی اور بارہ امام

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے شاگرد علامہ محمد معین بن محمد امین سندھی متوفی1161ھ کی گفتگو ہم مقدمۂ کتاب میں بھی ذکر کر چکے اور بتا چکے کہ آپ نے بارہ خلفاء والی حدیث سے مراد کی نشاندہی کے سلسلے میں مستقل تصنیف موسوم بہ "مواہب سید البشر فی حدیث الائمۃ الاثنی عشر " سپردِ قلم کی۔ مختلف احتمالات پہ گفتگو کرنے اور ان کا مالہ اور ماعلیہ بیان کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

فالأئمةالاثنى عشرخلفاء جدهم صلوات الله عليه وسلامه وتمت خلافتهم بمثل هذه البيعة

بارہ امامانِ کرام اپنے جد علیہ الصلوۃ والسلام کے خلفاء ہیں اور ان کی خلافت

اسی بیعت (روحانی) کی مانند قرار پائی۔

(مواہب سید البشر فی حدیث الائمۃ الاثنی عشرص 52)

کتاب کے خاتمہ کی ابتداء میں کہا:

الخاتمة في ذكر أسماء الأئمة الاثني عشر وكناهم وألقابهم وأسماء آبائهم وأمهاتهم وتعداد أولادهم ونقول خواتيمهم ومحال ولادتهم وأيام ولادتهم وأشهر ولادتهم ومدة أعمارهم ومدة إرشادهم الخلق إلى الله سبحانه وذكر ملوك زمان ولادتهم وأسباب وفاتهم وأيام وفاتهم وأعوام وفاتهم وأشهر وفاتهم وبلاد المقابر ومواضع المقابر

کتاب کا خاتمہ بارہ اماموں کے ناموں، ان کی کنیات، ان کے القاب، ان کے آباء کے نام، ان کی امہات کے نام، ان کی اولاد کی تعداد، ان کی انگوٹھیوں کے نقش، ان کی پیدائش کی جگہوں، ان کی پیدائش کے ایام، ان کی پیدائش کے مہینے، ان کی عمروں کی مدتیں، ان کے مخلوقِ خداوندی کی اللہ سبحانہ وتعالی کی جانب رہنمائی کی مدت، ان کی پیدائش کے دور میں بادشاہوں کا ذکر، ان کی وفات کے اسباب، ان کی وفات کے دن اور مہینے، مزارات کے شہر اور مزارات کی جگہوں کے بیان میں۔

(مواہب سید البشر فی حدیث الائمۃ الاثنی عشرص 155)

بابائے نواصب کو صرف ترتیب سن کر موت آرہی ہے اور شاہ ولی اللہ کے تلمیذِ رشید تو ائمہِ اہلِ بیت کی زندگی کے ہر پہلو کا ذکر کر کے برکتیں سمیٹنا چاہتے ہیں۔

بابائے نواصب کو چاہیے کہ کسی سید زادے کے قدموں میں بیٹھ کر باقی زندگی گزار دے۔ ہو سکتا ہے بوبک کو اس بہانے اچھا خاتمہ نصیب ہو جائے۔

سید عبد اللہ میر غنی اور بارہ امام

امام عارف باللہ سید شریف ابو السیادة عبد اللہ بن ابراہیم میر غنی طائفی متوفی 1207ھ شیخ مرتضی زبیدی کے شیخ ہیں۔ آپ کا شمار بھی ان اہلِ علم وصلاح میں ہوتا ہے جنہوں نے بارہ ائمہ کی شان میں مستقل کتب تصنیف فرمائیں۔ آپ کی اس باب میں تصنیف کا نام "الفروع الجوہریۃ فی الائمۃ الاثنی عشریۃ" ہے۔

قاضی ثناء اللہ پانی پتی اور بارہ امام

حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی متوفی 1225ھ کی شخصیت بھی ان چند بزرگوں میں سے ایک ہے جن کی کتب نہ صرف درسِ نظامی کے نصاب کا حصہ بلکہ طلبائے درسِ نظامی کی لوحِ جدید پر نقشِ اولین کے لیے چنی گئی ہیں۔ آپ کی کتاب "ما لا بد منہ" درسِ نظامی کے پہلے سال میں پڑھائی جاتی ہے۔ آپ نے اپنی مختلف کتب میں جابجا بارہ امامانِ اہلِ بیت کا ذکر جس عقیدت واحترام کے ساتھ کیا، اس عقیدت واحترام کو لاکھوں سلام۔

تفسیرِ مظہری میں فرماتے ہیں:

ان عليّا رضى الله عنه والائمة من أولاده كانوا اقطابا

لكمالات الولاية ومن أجل ذلك قال رسول الله صلى الله عليه وسلم

انا مدينة العلم وعلى بابها

بے شک مولا علی اور آپ کی اولاد کے ائمہ کمالاتِ ولایت کے قطب تھے۔ اور اسی لیے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں علم کا شہر ہوں اور علی اس کا دروازہ ہے۔

پھر اس حدیث کی قدرے تحقیق اور شواہد کی طرف اشارہ کے بعد فرمایا:

ومن أجل ذلك ترى كثيرا من سلاسل المشائخ تنتهى الى ائمة اهل البيت ومضى كثير من الأولياء فى السادات العظام منهم غوث الثقلين محى الدين عبد القادر الجيلي الحسنى الحسيني وبهاء الدين النقشبندي والسيد السند مودود الچشتى والسيد معين الدين الچشتى وابو الحسن الشاذلى وغيرهم ومن أجل ذلك قال رسول الله ﷺ انى تارك فيكم الثقلين كتاب الله وعترتى

یہی وجہ ہے کہ تم مشائخ کے بیشتر سلاسل کو دیکھو گے جو ائمہ اہلِ بیت پہ جا کر مکمل ہوتے ہیں۔ اور ساداتِ عظام میں کثیر اولیاء گزرے۔ ان میں سے: غوث الثقلین محی الدین عبد القادر جیلانی حسنی حسینی، حضرت بہاؤ الدین نقشبند، حضرت سید سند مودود چشتی، حضرت خواجہ سید معین الدین چشتی، حضرت ابو الحسن شاذلی وغیر ہم ہیں۔ اسی وجہ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں تمہارے بیچ دو بیش قیمت چیزیں چھوڑنے والا ہوں: اللہ سبحانہ وتعالی کی کتاب اور اپنی عترت۔

(تفسیر مظہری 8/ 320)

تفسیرِ مظہری کی دوسری جلد میں اس حدیث کو ذکر کیا اور فرمایا:

وروى الترمذي عن جابر قال رايت رسول الله صلى الله عليه وسلم فى حجته يوم عرفة وهو على ناقته القصواء يخطب فيقول **يا ايها الناس انى تركت فيكم ما ان أخذتم به لن تضلوا كتاب الله وعترتى اهل بيتي** قلت أشار النبي صلى الله عليه وسلم الى اهل البيت لانهم اقطاب الإرشاد فى الولايات أولهم على عليه السلام ثم ابناؤه الى الحسن العسكري وآخرهم غوث الثقلين محى الدين عبد القادر الجيلي رضى الله عنهم أجمعين لا يصل أحد من الأولين والآخرين الى درجة الولاية الا بتوسطهم كذا قال المجدد رضى الله تعالى عنه

اور ترمذی نے حضرت جابر سے روایت کی۔ فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو آپ ﷺ کے حج میں عرفہ کے روز آپ ﷺ کی اونٹنی قصواء پر خطبہ ارشاد فرماتے دیکھا۔ آپ ﷺ فرمارہے تھے: اے لوگو! بے شک میں نے تمہارے بیچ وہ چیز چھوڑی، اگر تم اس کو پکڑ لوگے تو گمراہ نہ ہوگے۔ اللہ سبحانہ وتعالی کی کتاب اور میری عترت، میرے اہلِ بیت۔ میں کہتا ہوں: نبی ﷺ نے اہلِ بیت کی جانب اس لیے اشارہ کیا کہ وہ ہستیاں ولایتوں میں اقطابِ ارشاد ہیں۔ ان میں سے پہلے مولا علی علیہ السلام ہیں پھر آپ کے بیٹے امام حسن عسکری تک اور ان میں سے آخری غوث الثقلین محی الدین عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالی عنہم اجمعین

ہیں۔ اولین وآخرین میں سے کوئی بھی درجہ ولایت کو نہ پہنچا مگر انہی کے توسط سے۔

حضرت مجدد نے ایسا ہی فرمایا۔

(تفسیر مظہری 2/103،104)

بابائے ناصبیت اور اس کو اہلِسنت کے اسٹیجوں پر براجمان کرانے والے موجودہ بریلوی حضرات بتائیں کہ: قاضی ثناء اللہ پانی پتی جس ترتیب کی ابتداء مولا علی سے کر رہے ہیں اور پھر ان کے بیٹوں میں سلسلہ چلاتے ہوئے امام حسن عسکری تک پہنچ رہے ہیں۔۔۔ کیا یہ وہی ترتیب نہیں جسے پیرِ فرتوت نے سازش اور گیم کا نام دیا؟ اگر یہ سازش ہے تو سالہا سال سے درسِ نظامی کے سادہ لوح طلبہ کو قاضی ثناء اللہ کی کتاب کا درس دینے والوں پر کیا فتوی آئے گا؟

یہ کتاب اس درجہ میں نہیں جہاں رجال کو حق کے ذریعے پہچاننے کا شعور بیدار ہوتا ہے۔ بلکہ قاضی ثناء اللہ صاحب کی کتاب اس درجہ میں داخلِ نصاب ہے جہاں بچے رجال کو پہلے پہچان کر حق کو پہچاننا شروع کرتے ہیں۔

اگر یہ سازش ہے تو پھر قاضی ثناء اللہ صاحب بھی اس سازش کا حصہ ہیں۔ اور صرف قاضی صاحب نہیں بلکہ پوری ملت کے علماء بھی جنہوں نے اپنے طلبہ کے دلوں میں قاضی ثناء اللہ کی عزت وعظمت بٹھائی۔

انہی قاضی صاحب کی مزید گفتگو سنیے:

قلت رجال هذه الامة اكثر إرشادا وأقوى تأثيرا فى الناس بالجذب الى الله تعالى من رجال الأمم السابقة وكان قطب ارشاد

كمالات الولاية على عليه السلام ما بلغ أحد من الأمم السابقة درجة الأولياء الا بتوسط روحه رضى الله عنه ثم كان بتلك المنصب الائمة الكرام ابناؤه الى الحسن العسكري وعبد القادر الجيلي ومن ثم قال ووقتى قبل قلبى قد صفالى وهو على ذلك المنصب الى يوم القيامة ومن ثم قال شعرا:

فلت شموس الأولين وشمسناه ... ابدا على أفق العلى لا تغرب

میں کہتا ہوں: اس امت کے رجال، سابقہ امتوں کے رجال کی نسبت، ذاتِ خداوندی کی جانب لے جانے کے ذریعے لوگوں کی رہنمائی کے اعتبار سے اکثر اور ان میں اثر انداز ہونے کے لحاظ سے زیادہ قوی ہیں۔ کمالاتِ ولایت کے قطبِ ارشاد مولا علی علیہ السلام تھے۔ پچھلی امتوں میں سے بھی کوئی شخص اولیاء کے درجہ تک نہیں پہنچا مگر مولا علی کی روحِ شریفہ کے توسط سے۔ پھر اس منصب پہ ائمہ کرام، مولا علی کے بیٹے حضرت امام حسن عسکری تک اور (پھر) حضور سیدنا عبد القادر جیلانی۔ اسی لیے حضور غوثِ اعظم نے فرمایا: "اور میرا وقت میرے دل سے پہلے میرے لیے صاف ہو گیا۔" حضور غوثِ اعظم قیامت تک اس منصب پہ ہیں۔ اسی لیے فرمایا:

شعر:

پہلوں کے سورج ڈوب گئے اور ہمارا سورج ہمیشہ بلندیوں کے افق پر ہے، ڈوبے گا نہیں۔

(تفسیر مظہری 2/ 120)

قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمہ اللہ تعالی نے تفسیرِ مظہری میں جا بجا بارہ امامانِ اہلِ بیت کی بار گاہوں میں اپنی عقیدت کا اظہار کیا۔ اور فقط تفسیرِ مظہری میں ہی نہیں ، آپ نے اثنا عشری شیعوں کے رد میں "السیف المسلول" نامی مبسوط کتاب تحریر فرمائی۔ ردِ روافض میں بڑے بڑے لوگ حدِ اعتدال سے گزر گئے اور انہوں نے روافض کی آڑ میں خاندانِ اہلِ بیت کے خلاف بھی ایسے الفاظ بول دیئے کہ خدا کی پناہ۔ لیکن اللہ سبحانہ وتعالی قاضی صاحب کی قبر پر کروڑوں رحمتیں نازل فرمائے۔ شیعہ اثنا عشریہ کے رد میں مستقل تصنیف کر کے اس کتاب کا خاتمہ شانِ اہلِ بیت اور عظمتِ ائمہ اہلِ بیت کے ساتھ خاص کیا۔ خاتمہ کا عنوان بدیں الفاظ باندھا:

خاتمه در ذکر ائمه اهلبیت

خاتمہ۔ ائمہ اہلِ بیت کے ذکر میں۔

فکرِ اہلِ سنت میں امام کے معنی

پھر امام کے مختلف معانی بیان کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:

وبعضی از اکابر اولیاء امت را کشف صریح که یکے از از اسباب علم است وسابق در اسباب علم مذکور شد امام را بمعنی دیگر ظاهر گشته وآن آنست که: فیوض وبرکات کارخانه ولایت که از جناب الٰهی بر اولیاء اللّٰه نازل مے شود اول بریک شخص نازل مے شود واز اں شخص قسمت شده بهریک از اولیائے عصر موافق مرتبه وبحسب استعداد او می رسد و هیچ کس را از اولیاء اللّٰه بے توسط او فیضی نمی رسد وکسے از مردانِ خدا بے وسیله او درجه ولایت نمی یابد اقطاب جزئی و اوتاد وابدال و نجباء

ونقباء وجمیع اقسام اولیائے خدا بوے محتاج می باشند صاحب این منصب عالی را امام و قطبِ ارشاد بالاصالۃ نیز خوانند

امت کے بعض اکابر اولیاء کو کشفِ صریح، جو کہ علم کے اسباب میں سے ایک ہے اور پہلے اسبابِ علم میں مذکور ہو چکا، اس کے ذریعے امام کے ایک دوسرے معنی واضح ہوئے ہیں اور وہ یہ ہیں:

کارخانہ ولایت کے فیوض وبرکات جو بارگاہِ خداوندی سے اولیاء اللہ پر نازل ہوتے ہیں، پہلے ایک شخص پر اترتے ہیں اور اُس شخص سے تقسیم ہو کر اولیائے وقت میں سے ہر ایک کو ان کے مرتبہ واستعداد کے مطابق پہنچتے ہیں۔ اولیاء اللہ میں سے کسی کو بھی اس شخص کی وساطت کے بغیر کوئی فیض نہیں پہنچتا اور مردانِ خدا میں سے کوئی شخص اس ہستی کے وسیلہ کے بغیر درجہ ولایت نہیں پاتا۔ جزئی اقطاب، اوتاد، ابدال، نجباء، نقبا اور تمام اقسام کے اولیاء اللہ اس ہستی کے محتاج ہوتے ہیں۔ اس منصب عالی پہ فائز شخص کو امام، قطب الارشاد بالاصالۃ اور منبعِ فیضِ ولایت بھی کہتے ہیں۔

پھر فرمایا:

و این منصب عالی از وقت ظہور آدم علیہ السلام بروحِ پاک علی مرتضٰی کرم اللہ وجہہ مقرر بود کہ پیش از نشاۃ عنصری آنحضرت ہم در

امم سابقه هرکرا درجه ولایت میرسد بتوسط روح پاک آنحضرت میرسد وبعد وجود عنصری تا وقت رحلت او از صحابه وتابعین همه را این دولت بتوسط او رسیده وبعد رحلت او این منصب عالی بحسن مجتبی وبعد از وی به حسین شهید کربلا پستر به امام زین العابدین پستر به محمد باقر بعد ازان به جعفر صادق پستر بموسی کاظم پستر به علی الرضا پستر بمحمد التقی بعد ازان بعلی النقی پستر به حسن العسکری علیهم السلام آن منصب عالی مفوض گشته

اور یہ منصب عالی ظہور سیدنا آدم علیہ السلام کے زمانے سے حضرت علی المرتضی کرم اللہ تعالی وجہہ کی روح پاک کے لیے مقرر تھا۔ حضرت مولا علی کی نشاۃ عنصری سے پہلے بھی سابقہ امتوں میں سے جس شخص کو درجہ ولایت ملتا، حضرت مولا علی کی روحِ پاک کے واسطے سے ملتا۔ اور آپ کے وصال شریف کے بعد یہ منصبِ عالی حضرت امام حسن مجتبی اور آپ کے بعد حضرت امام حسین شہیدِ کربلا۔ پھر امام زین العابدین۔ پھر امام محمد باقر۔ پھر امام جعفر صادق۔ پھر امام موسی کاظم۔ پھر امام علی رضا۔ پھر امام محمد تقی۔ پھر امام علی نقی۔ پھر امام حسن عسکری کو یہ منصبِ عالی سونپا گیا۔

پھر فرمایا:

وبعد وفات عسکری علیه السلام تا وقت ظهور سید الشرفا غوث الثقلین محی الدین عبدالقادر الجیلی این منصب بروح حسن عسکری علیه السلام متعلق بود

اور حضرت امام عسکری علیہ السلام کی وفات کے بعد سید الشرفا غوث الثقلین محی الدین عبدالقادر جیلانی کے زمانہ ظہور تک یہ منصب حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کی روح سے متعلق رہا۔

پھر فرمایا:

چوں حضرت غوث الثقلین پیدا شد ایں منصب مبارک بوے متعلق شدو تاظهور محمد مهدی این منصب بروح مبارک غوث الثقلین متعلق باشد ولهذا آنحضرت قدمی هذه علی رقبة کل ولی الله فرموده وباین بیت ترنم نموده: شعر:

أَفَلَتْ شُمُوسُ الأَوَّلِينَ وَشَمْسُنَا

أَبَداً عَلَى أُفُقِ الْعُلَى لاَ تَغْرُبُ

یعنی فرو رفتند آفتابهائے دیگر اولیاء کرام پیشین و آفتاب ما یعنی ائمه عظام همیشه بر افق بلندی باشد غروب نشود

جب حضرت غوث الثقلین پیدا ہوئے یہ منصب مبارک ان سے متعلق ہوا اور امام محمد مہدی کے ظہور تک یہ منصب حضرت غوث الثقلین کی روح سے متعلق رہے گا۔ اسی وجہ سے آپ نے فرمایا: "میرا یہ قدم ہر ولی کی گردن پر ہے۔" اور بترنم یہ شعر پڑھا:

أَفَلَتْ شُمُوسُ الأَوَّلِينَ وَشَمْسُنَا

أَبَداً عَلَى أُفُقِ الْعُلَى لاَ تَغْرُبُ

یعنی پہلے اولیائے کرام کے سورج ڈوب گئے اور ہمارا سورج یعنی ائمہ عظام کا سورج ہمیشہ بلندی کے افق پر ہے، ڈوبے گا نہیں۔

پھر فرمایا:

وچوں امام محمد مہدی ظاہر شود این منصب عالی تاانقراض زمان بوے مفوض باشد

جب امام مہدی ظاہر ہوں گے یہ منصب بلند اختتام زمانہ تک ان کے سپرد رہے گا۔

پھر فرمایا:

واین مدعا بکشف والہام ثابت شدہ واستنباطش مدعا از کتاب اللہ واز حدیث سرورِ پیغمبران صلی اللہ تعالی علیہ وعلیہم وسلم می توانیم کرد

یہ مدعا کشف والہام کے ساتھ ثابت ہوا ہے اور ہم اس مدعا کا استنباط کتاب اللہ اور سید الرسل صلی اللہ تعالی علیہ وعلیہم وسلم کی حدیث پاک سے بھی کر سکتے ہیں۔

(السیف المسلول ص229،230)

بریلویوں کے لیے یہ بات دلچسپی سے خالی نہ ہو گی کہ حضرت فاضلِ بریلی نے قاضی ثناء اللہ پانی پاتی کی مذکورہ بالا گفتگو کا اکثر حصہ فتاوی رضویہ میں نہ صرف درج کیا بلکہ اس سے استدلال بھی کیا۔ بریلوی حضرات اس گفتگو کو فتاوی رضویہ جلد 09 صفحہ 810،811 پہ ملاحظہ کر سکتے ہیں۔

اور لطفِ مزید یہ ہے کہ فاضلِ بریلی حضرت مولانا احمد رضا خان رحمہ اللہ

تعالی فتاوی رضویہ کی اسی جلد کے صفحہ 803 پہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمہ اللہ تعالی کا تعارف ان الفاظ میں کرتے ہیں:

قاضی ثناء اللہ پانی پتی جن سے مولوی اسحاق نے مائۃ مسائل وار بعین میں استناد کیا۔ اور جناب مرزا صاحب اور ان کے پیر و مرشد و ممدوحِ عظیم شاہ ولی اللہ صاحب نے مکتوب 75 میں انہیں فضیلت وولایت مآب، مروج شریعت، منور طریقت ونورِ مجسم وعزیز ترین موجودات ومصدرِ انوار فیوض وبرکات لکھا۔ اور منقول کہ شاہ عبد العزیز صاحب انہیں بیہقی وقت کہتے۔

(فتاوی رضویہ 09 / 803)

قارئینِ کرام!

ہمیں قاضی ثناء اللہ صاحب کے مذکورہ القاب وآداب پر کوئی تحفظ نہیں۔ ہم صرف یہ بتانا چاہتے ہیں کہ جس شخصیت کو بریلویوں اور غیر بریلویوں کے ہاں ایسی مقبولیت حاصل ہو۔ وہ شخص بھی بارہ ائمہ کے ذکر کو ایسے سناتا ہے جیسے اس شخص کا سکونِ قلب، راحتِ جاں، سرورِ روح، لذتِ عشق سب کچھ یہی بارہ امامانِ اہلِ بیت کی ہستیاں اور ان کا ذکر پاک ہو۔ لیکن اس کے باوجود بریلوی حضرات ان بارہ امامانِ اہلِ بیت کے تصور اور فکر کو سازش گردانیں تو یقینا یہ نئ فکر ایک دھوکا اور اہلِ اسلام کو روحِ دین اور جانِ ایمان سے دور کرنے کی بہت گھناؤنی سازش ہے۔ لہذا اہلِ ایمان کو ان اچکوں کی سازش پر متنبہ رہنا ضروری ہے۔

شاہ عبد العزیز اور بارہ امام

شاہ عبد العزیز محدث دہلوی متوفی 1239ھ کی کتاب تحفہ اثنا عشریہ ردِ شیعہ میں عرب و عجم میں انتہائی اہمیت کی حامل کتاب ہے۔ اس کی نسبت میں جو کلام ہے، یہاں ہم اس پہ گفتگو نہیں کرنا چاہتے۔ لیکن کم از کم علامہ عبد العزیز محدث دہلوی پر تو رافضیت یا شیعیت کا دھبہ نہیں۔ اور کم از کم جس کتاب میں روافض کا رد کیا جارہا ہے، اس میں تو رافضیت کا شبہ نہیں کیا جا سکتا۔

اس کتاب میں بھی آپ نے ائمہ اہلبیت کی حقیقت، آپ کے مقام و مرتبہ کو مانا اور روافض کی جانب سے وارد اعتراض کہ "اہلسنت ائمہ اہلبیت کو نہیں مانتے" اس کے رد میں مفصل گفتگو کی۔ اسی دوران کہا:

واھل سنت سلاسلِ ولایت را منحصر در ذواتِ عالیات ایشان دارند وحدیث ثقلین نیز بھمین طریق اشارہ میفرماید زیراکہ کتاب اللہ برائے تعلیم ظاھر شریعت کافی است وعلم لغت واصول کہ تعلق بوضع وعقل دارد در امداد در فھم شریعت بسندہ است حاجت بارشاد امامی نیست وآنچہ محتاج بتعلم امام است دقائقِ سلوک طریقت است کی صراحتاً ازکتاب اللہ مفھوم نمی شود وحضرات ائمہ نیز این اشارہ را فھمیدہ عنان عنایت خود را مصروف ھمین امر ضروری ساختہ اند وامر اول را بطریق اجمال القا فرمودہ بعلم وعقل مجتھدین واگذاشتہ اند

اہلِ سنت، ولایت کے سلاسل کو انہی کی ذواتِ عالیہ میں منحصر جانتے ہیں اور حدیثِ ثقلین بھی اسی جانب اشارہ فرمارہی ہے۔ کیونکہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی کتاب ظاہرِ شرع کی تعلیم کے لیے کافی ہے اور علمِ لغت واصول جن کا تعلق وضع اور عقل

سے ہے۔ شرع شریف کے سمجھنے میں کافی ہیں اور کسی امام کی رہنمائی کی حاجت نہیں۔ جو چیز امام کی تعلیم کی محتاج ہے وہ سلوکِ طریقت کے دقائق ہیں جو اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی کتاب سے صراحۃً نہیں سمجھے جاسکتے۔ اور حضراتِ ائمہ نے بھی اس اشارہ کو سمجھتے ہوئے اپنی توجہات کو اس ضروری امر میں مصروف کر دیا اور امرِ اول کو بطورِ اجمال القا فرما کر مجتہدین کے علم و عقل کے پردے کھول دیئے۔

(تحفہ اثنا عشریہ ص76)

چند صفحات بعد بارہ امامانِ اہلِ بیت سے اپنی عقیدتوں کا اظہار بدیں الفاظ کرتے نظر آتے ہیں:

و ما در ینجا تبرکا بعدد ائمہ اثنا عشر علیہم السلام دوازدہ وجہ یاد کنیم

اور ہم یہاں بارہ ائمہ علیہم السلام کے عدد سے برکت حاصل کرنے کے لیے بارہ وجوہ ذکر کریں گے۔

(تحفہ اثنا عشریہ ص80)

قارئینِ کرام! بات قابلِ غور ہے۔ شاہ عبد العزیز صاحب کی کتاب اثنا عشری شیعوں کے رد میں ہے۔ اسی رد کے دوران بارہ امامانِ اہلِ بیت کی ذواتِ قدسیہ کے ساتھ اس انداز میں عقیدت کا اظہار اور پھر ان کے لیے "علیہم السلام" کہنا۔ یہ اسلوب اور یہ انداز پکار پکار کر کہہ رہا ہے کہ امامانِ اہلِ بیت کے ساتھ عقیدتیں اور محبتیں رافضیت نہیں بلکہ حقیقی سنیت ہیں۔ نیز حقیقی سنی وہ ہے جس کو روافض کے

باطل نظریات کا رد و ابطال امامانِ اہلِ بیت سے دور نہ کرے بلکہ مزید قریب کرے اور ان کے قدموں کی خاک پہ قربان ہونے کا جذبہ پیدا کر دے۔

علامہ آلوسی اور بارہ امام

علامہ شہاب الدین سید محمود بن عبد اللہ آلوسی رحمہ اللہ تعالی متوفی 1270ھ کی تقسیم خلافت کے حوالے سے کی گئی گفتگو مقدمہ میں مذکور ہو چکی۔ آپ شیخ مجدد رحمہ اللہ تعالی کی مذکورہ بالا گفتگو کو اپنے انداز میں بیان کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:

في مكتوبات الإمام الفاروقي الرباني مجدد الألف الثاني قدس سره ما حاصله أن القطبية لم تكن على سبيل الأصالة إلا الأئمة أهل البيت المشهورين ثم إنها صارت بعدهم لغيرهم على سبيل النيابة عنهم حتى انتهت النوبة إلى السيد الشيخ عبد القادر الكيلاني قدس سره النوراني فنال مرتبة القطبية على سبيل الأصالة فلما عرج بروحه القدسية إلى أعلى عليين نال من نال بعده تلك الرتبة على سبيل النيابة عنه فإذا جاء المهدي ينالها أصالة كما نالها غيره من الأئمة رضوان الله تعالى عليهم أجمعين اه.

فاروقی امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہ کے مکتوبات میں ہے جس کا حاصل یہ ہے: قطبیت بطورِ اصالت صرف اہلِ بیت کے ائمہ مشہورین ہی کے لیے ہوئی ہے۔ پھر ان کے بعد دوسروں کو ان ہستیوں کی نیابت میں ملی ہے۔ یہاں تک کہ

جب سید شیخ عبد القادر جیلانی قدس سرہ النورانی کی باری آئی تو آپ نے مرتبہ قطبیت بطورِ اصالت حاصل کیا۔ پھر جب آپ اپنی روحِ اقدس کے ساتھ اعلی علیین میں تشریف لے گئے تو آپ کے بعد جس نے بھی اس مرتبہ کو پایا، آپ سے نیابت کی حیثیت سے پایا۔ پس جب حضرت مہدی آئیں گے تو اس مرتبہ کو بطورِ اصالت پائیں گے جیسے دیگر ائمہ نے اسے پایا۔

پھر فرمایا:

وهذا مما لا سبيل إلى معرفته والوقوف على حقيته إلا بالكشف وأنى لي به

اور یہ اس باب سے ہے جس کی معرفت اور اس کی حقیقت تک رسائی کشف کے بغیر نہیں ہو سکتی اور مجھے وہ حاصل نہیں۔

(روح المعانی 11/ 200)

یہی علامہ سید محمود آلوسی بغدادی رحمہ اللہ تعالی "الفیض الوارد علی روض مرثیۃ مولانا خالد" میں لکھتے ہیں:

وأجل الأقطاب بعد أئمة أهل البيت المعروفين حضرة سيدي الشيخ عبد القادر الجيلي قدس سره فقد ذكر الإمام الرباني في مكتوباته أن القطبية كانت لأئمة أهل البيت إصالة وصارت من بعدهم وكالة حتى ظهر الشيخ عبد القادر الكيلاني قدس سره فأعطيها إصالة حتي إذا ذهب إلى حظائر القدس أعطيها من جاء بعده وكالة عنه فكل الأقطاب من بعده نوابه

ووكلاؤه ولا يزال الأمر كذلك حتى يظهر المهدي فيعطاها إصالة
وفي قوله قدس سره:

أَفَلَتْ شُمُوسُ الأَوَّلِينَ وَشَمْسُنَا
أَبَداً عَلَى أُفُقِ الْعُلَى لاَ تَغْرُبُ

رمز إلى ذلك انتهى فليحفظ

اہلِ بیتِ کرام کے ائمہ معروفین کے بعد سب سے بڑے قطب حضرت سیدی شیخ عبد القادر جیلانی قدس سرہ ہوئے ہیں۔ امام ربانی نے اپنے مکتوبات میں ذکر کیا کہ: مقامِ قطبیت، ائمہِ اہلِ بیت کے لیے بطورِ اصالت تھا اور ان کے بعد بطور وکالت ملا۔ یہاں تک کہ حضرت شیخ عبد القادر گیلانی قدس سرہ ظاہر ہوئے تو آپ کو یہ مقام اصالۃً دیا گیا۔ حتیٰ کہ جب آپ جنت میں تشریف لے گئے تو جو کوئی آپ کے بعد آیا اسے حضور غوثِ اعظم سے بطورِ وکالت دیا گیا۔ پس حضور غوثِ اعظم کے بعد تمام اقطاب آپ کے نائب اور وکیل ہیں۔ اور یہ معاملہ ایسے ہی رہے گا تا آنکہ حضرت مہدی ظاہر ہوں تو آپ کو یہ مقام بطورِ اصالت دیا جائے گا۔ حضور غوثِ اعظم کے اس فرمانِ گرامی: **پہلوں کے سورج غروب ہو گئے اور ہمارا سورج ہمیشہ بلندی کے آسمان پہ ہے، غروب نہ ہو گا** ۔(اس فرمان میں) اسی بات کی جانب اشارہ ہے۔ (شیخ مجدد کی گفتگو مکمل ہو گئی تو چاہیے کہ اسے یاد کر لیا جائے۔)

(الفیض الوارد علی روض مرثیۃ مولانا خالد ص182)

انہی علامہ سید محمود آلوسی بغدادی رحمہ اللہ تعالیٰ نے علامہ عبد الباقی

افندی موصلی عمری متوفی 1278ھ کے قصیدہ عینیہ کی شرح کا آغاز جس خطبے سے کیا اس کا یہاں ذکر لطف سے خالی نہ ہو گا۔ فرمایا:

يا علي أنت المخصوص بالحمد سرا وجهرا والمقصور عليه بديع المدح نظما ونثرا فنسألك بالباقيات الصالحات أن تعطر مشام ذرات الكائنات بشذا ريحانتي الصلوة والسلام على حبيبك زين العابدين لك والباقر بظهوره بطون ذوي الشرك بك والفائز بجعفر الفضل منك والكاظم غيظه ليثني من ثني الجواد في سيره عنك والمانح موائد الرضى كل تقي نقي والهادي إلى سبيل الرشاد كل عتي غوي والقائم بتدبير بسيطة رسالتك والقاعد على عرش الخلافة متوجا بتاج عدالتك وعلى آله وأصحابه الأئمة الأخيار والبروج الاثني عشر لشمس الهداية والاستبصار فهم الكتاب المملو من حقائق العلوم والقصيد المفعم بدقائق الفهوم عند ذكرهم تنزل شآبيب الرحمة وبنسائم أنفاس ذكرهم تنجاب غياهب غمائم النعمة

(الخریدۃ الغیبیۃ شرح قصیدہ عینیہ ص2)

يا **علي** ، **ريحانتي** الصلوة والسلام ، **زين العابدين** لك ، و**الباقر** بظهوره ، ب**جعفر** الفضل ، و**الكاظم** غيظه ، موائد **الرضى** ، كل **تقي** ، **نقي** ، و**الهادي** و**القائم** بالترتیب بارہ امامانِ اہلِ بیت کا ذکر ہے اور و**البروج الاثني عشر** لشمس الهداية والاستبصار بھی انہی ذوات قدسیہ کی جانب اشارہ ہے۔ وللہ الحمد

شاہ فضلِ رسول اور بارہ امام

شاہ فضلِ رسول بدایونی متوفی 1289ھ وہ شخصیت ہیں جن کی کتاب "المعتقد المنتقد" پر فاضلِ بریلی نے "المستند المعتمد" نامی حاشیہ لکھا اور بابِ افکار میں شاہ فضلِ رسول رحمہ اللہ تعالی پر اعتماد دیا۔ شاہ فضلِ رسول بدایونی رحمہ اللہ تعالی نے اپنی کتاب مستطاب "تصحیح المسائل" میں نہ صرف بارہ امامانِ اہلِ بیت کا ذکر کیا بلکہ ان عظیم ہستیوں کے لیے اصالۃً مقامِ قطبیت کو بھی تسلیم کیا۔ سطورِ بالا میں حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمہ اللہ تعالی کی گفتگو کو ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

قاضی ثناءاللہ پانی پتی در خاتمہ کتاب سیف مسلول نوشتہ

قاضی ثناء اللہ پانی پتی نے کتاب سیف مسلول کے خاتمہ میں لکھا۔۔۔

پھر علامہ فضلِ رسول بدایونی رحمہ اللہ تعالی نے سطورِ بالا میں مذکور قاضی ثناء اللہ رحمہ اللہ تعالی کی گفتگو کو ذکر کیا۔ ہم ازراہِ اختصار اس گفتگو کو دوبارہ نہیں لانا چاہتے۔ البتہ اسے تصحیح المسائل صفحہ 42 اور 43 پہ ملاحظہ کیا جا سکتا ہے۔

(تصحیح مسائل فارسی ص 42،43)

شیخ شبلنجی اور بارہ امام

تیرہویں صدی کے عالمِ بے بدل شیخ مؤمن بن حسن مؤمن شبلنجی نے "نور الابصار" کا دوسرا باب حسنین کریمین اور باقی ائمہ اثنا عشر کی شان میں رقم کیا۔ باب کو عنوان دیا:

الباب الثاني في ذكر مناقب الحسن والحسين وباقي الأئمة

الاثني عشر رضي الله تعالى عنهم أجمعين

دوسرا باب: حسنینِ کریمین علیہما السلام اور ائمہ اثنا عشر میں سے باقی ائمہ کے مناقب کے بیان میں۔

پھر ترتیب وار سیدنا امام حسن، پھر سیدنا امام حسین، پھر سیدنا امام زین العابدین، پھر سیدنا امام محمد باقر، پھر سیدنا امام جعفر صادق، پھر سیدنا امام موسی کاظم، پھر سیدنا امام علی رضا، پھر سیدنا امام محمد تقی، پھر سیدنا امام علی نقی، پھر سیدنا امام حسن عسکری، پھر سیدنا امام محمد مہدی کا تذکرہ کرتے ہوئے تقریبا سوا سو صفحات پر نذرانہِ عقیدت پیش کیا۔

(نور الابصار ص223 تا ص349)

قارئینِ کرام!

یہ تو ہم اکابرِ اہلِ سنت کی ائمہ اہلِ بیت کے بارے میں صدیوں پر محیط فکر کو انتہائی اختصار کے ساتھ ذکر کر رہے ہیں۔ ورنہ اس باب کی مکمل تفصیل کے لیے کئی مجلدات درکار ہیں۔ لیکن افسوس ہے ان لوگوں پر جو اپنے آپ کو سنی کہتے ہیں لیکن انہی ائمہ اطہار کے ذکر و ترتیب کو سازش اور گیم قرار دیتے ہیں۔ علیہم ما علیہم

نواب صدیق حسن خان اور بارہ امام

نواب سید محمد صدیق حسن خان قنوجی متوفی 1307ھ کے بارے میں مشہور ہے کہ آپ کا تعلق حضرات غیر مقلدین سے تھا۔ لیکن اس کے باوجود آپ

نے بارہ امامانِ اہل بیت کے دربار میں اپنی عقیدتوں اور محبتوں کا نذرانہ پیش کیا اور ائمہ اثنا عشر کی شان میں مستقل کتاب تصنیف فرمائی جس کا نام رکھا:

"تشریف البشر بذکر الائمۃ الاثنی عشر"

کتاب کے مندرجات اپنی جگہ۔۔۔ اہلِ عقل صرف نام ہی سے اندازہ کر سکتے ہیں کہ نواب سید محمد صدیق حسن خان قنوجی بارہ امامانِ اہلِ بیت کے ساتھ کس گہری عقیدت و محبت کے حامل تھے۔ ان بارہ ائمہ کا ذکر نوعِ انسانی کے لیے باعثِ شرف جانتے تھے۔ لیکن افسوس صد افسوس کہ ناصبی ملاں جو اپنے آپ کو سنی کہتے نہیں تھکتے، لیکن انہی ائمہ اطہار کی عقیدت و محبت کو سازش اور گیم گردانتے ہیں۔

سید ابوالہدی اور بارہ امام

مفتی سید ابو الہدی محمد بن حسن الصیادی متوفی 1328ھ سینکڑوں کتب کے مصنف اپنی کتاب " ضوء الشمس في قوله صلى الله تعالى عليه وآله وسلم بني الإسلام على خمس" میں لکھتے ہیں:

على أن السادات الصوفية وراث الشريعة والطريقة المحمدية قد اتفقت كلمتهم قديما وحديثا على أن رئيس الأقطاب الملقب بالغوث لا يكون إلا من الآل بلا ريب ولا إشكال ولا كلام في أن الغوث هو الذي يتلقى خلعة الولاية من رسول الله ويوصلها إلى من اختاره الله من عباده واجتباه إلى طريق رشاده

وقد علم المسلمون في المشرق و المغرب: أن رؤساء الأولياء و أئمة الأصفياء من بعده عليه الصلاة و السلام من ذريته وأولاده الطاهرين يتناسلون بطنا بعد بطن وجيلا بعد جيل الي زمننا هذا، و هم أولياء الأولياء بلاريب، وقادتهم الي الحضرة القدسية المحفوظة من الدنس و العيب و من في أولياء الصدر الأول بعد الطبقة المشرفة بصحبة النبي الكريم كالحسن و الحسين و الباقر و الكاظم و الصادق و الجواد و الهادي و التقي و النقي و العسكري والرفاعي والجيلاني والبدوي والدسوقي والشاذلي رضي الله تعالى عنهم أجمعين ألم يكونوا كلهم من أهل البيت

علاوہ ازیں: ساداتِ صوفیہ اور شریعت و طریقتِ محمدیہ کے وارثین متقدمین و متاخرین سب متفق ہیں کہ رئیس الاقطاب جس کا لقب غوث ہوتا ہے، وہ صرف آلِ پاک ہی سے ہوتا ہے۔ اس بات میں نہ کوئی شبہ، نہ اشکال، نہ کوئی کلام ہے کہ جس شخص کو اللہ سبحانہ و تعالی نے اپنے بندوں میں سے چن لیا ہو اور اپنی ہدایت کے رستے کے لیے منتخب کر لیا ہو، غوث ہی اس کے لیے رسول اللہ ﷺ کی ذاتِ اقدس سے خلعتِ ولایت وصول کرتا ہے۔ شرق و غرب میں اہلِ اسلام جانتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی ذاتِ گرامی کے بعد اولیاء کے سردار اور اصفیاء کے امام آپ ﷺ کی ذریتِ مقدسہ اور اولادِ پاک سے ہیں جو ہمارے اس دور تک نسل در نسل چلے آ رہے ہیں۔ اور وہ بغیر کسی شک کے ولیوں کے ولی اور بارگاہِ قدسی کی جانب ان کے ایسے رہنما جو میل و عیب سے محفوظ ہیں۔ اور صدرِ اول میں جو اولیاء

ہوئے، نبی ﷺ کی صحبت سے مشرف ہونے والے طبقہ کے بعد۔ جیسے حسنینِ کریمین، باقر و کاظم و صادق و جواد وہادی و تقی و نقی و عسکری۔ رفاعی و جیلانی و بدوی و دسوقی و شاذلی رضی اللہ تعالی عنہم اجمعین۔ کیا یہ سبھی اہلِ بیت سے نہیں؟

(ضوء الشمس 1/ 297، 298)

علامہ وحید الزمان اور بارہ امام

بندہ نے بابائے ناصبیت غلام رسول ناصبی کی گفتگو سنی تو سخت رنج ہوا۔ کیونکہ یہ بندہ اس وقت بریلویوں کی نمائندگی کرتا ہے۔ اور کسی دور میں بریلوی حضرات کا شمار محبینِ اہلِ بیت میں ہوا کرتا تھا۔ بریلوی حضرات ایک عرصے تک سمجھاتے رہے کہ دیوبندی اور غیر مقلد حضرات اہلِ بیتِ پاک کے دشمن ہیں۔ یہ موقع اس دعوی کی گہرائی کی جانب جانے کا نہیں لیکن یہاں اتنا ذکر کرنا ضروری ہے کہ: بارہ ائمہ کی خصوصیت کو تو غیر مقلدین علماء نے بھی تسلیم کیا ہے

جس بات کا انکار غیر مقلدین بھی نہ کریں، بریلویوں کے اسٹیجوں پر ان باتوں کا نہ صرف انکار بلکہ کھلے بندوں اسے سازش اور گیم قرار دیا جائے تو پھر بریلویوں کو سوچ لینا چاہیے کہ آج کل یہ شعر کس پر منطبق ہوگا:

اہلِ بیتِ پاک سے گستاخیاں بے باکیاں

لعنۃ اللہ علیکم دشمنانِ اہلِ بیت

مشہور غیر مقلد عالم وحید الزماں حیدر آبادی متوفی1336ھ لکھتے ہیں:

أهل الحديث يتبرأون من دأب الروافض الذين يبغضون الصحابة ويسبونهم وكذلك يتبرأون من طريق الخوارج والنواصب الذين يبغضون أهل البيت والأئمة الأطهار فطريقتهم هي الطريقة المثلى والجادة الفضلى هم سلم لمن سالم أهل البيت وحرب لمن حاربهم ولو جرى الحرب بين سيدنا على وبين معاوية في عصرنا لكنا مع علي ثم بعده مع إمامنا الحسن بن علي ثم بعده مع إمامنا الحسين بن علي ثم بعده مع إمامنا على بن الحسين ثم بعده مع إمامنا محمد بن على ثم بعده مع إمامنا جعفر بن محمد الصادق ثم بعده مع إمامنا موسى بن جعفر ثم بعده مع إمامنا على بن موسى الرضا ثم بعده مع إمامنا محمد بن على ثم بعده مع إمامنا علي بن محمد الهادي التقي ثم بعده مع إمامنا حسن بن علي العسكري النقي ثم إن بقينا إن شاء الله نكون مع إمامنا السيد محمد بن عبد الله المهدي الفاطمي المنتظر هؤلاء الأئمة الاثنا عشر هم الأمراء في الحقيقة انتهت إليهم خلافة سيد المرسلين ورياسة الدين المتين فهم شموس سماء الإيمان واليقين وأما ملوك بني أمية والعباسية فلم يكونوا أئمة الدين بل أكثرهم كانوا لصوصا متغلبين سفكوا دماء المسلمين وملأوا الأرض جورا وظلما وعدوانا كما ملأت في عهد النبي وخلفائه الراشدين عدلا ونورا وإيمانا اللهم احشرنا مع هؤلاء الأئمة الاثنا عشر وثبتنا على حبهم إلى يوم النشر

اہلِ حدیث رافضیوں، جو صحابہ کرام سے بغض رکھتے ہیں اور انہیں گالیاں بکتے ہیں، ان کے طریق سے بھی بیزار ہیں اور خوارج ونواصب سے بھی بیزار ہیں جو اہلِ بیتِ کرام اور ائمہ اطہار سے بغض رکھتے ہیں۔ اہلِ حدیث کا رستہ ہی سب سے بہتر رستہ اور سب سے افضل شاہراہ ہے۔ اہلِ حدیث کی اس سے صلح ہے جو اہلِ بیت سے صلح کرلے اور اہلِ حدیث کی اس سے جنگ ہے جو اہلِ بیت سے لڑے۔

اور اگر ہمارے دور میں ہمارے سید حضرت علی اور معاویہ کے بیچ جنگ ہو جائے تو ہم حضرت علی کے ساتھ ہوں گے۔ پھر ان کے بعد اپنے امام حسن بن علی کے ساتھ۔ پھر ان کے بعد اپنے امام حسین بن علی کے ساتھ۔ پھر ان کے بعد اپنے امام علی بن حسین کے ساتھ۔ پھر ان کے بعد اپنے امام محمد بن علی باقر کے ساتھ۔ پھر ان کے بعد اپنے امام جعفر بن محمد صادق کے ساتھ۔ پھر ان کے بعد اپنے امام موسی بن جعفر کاظم کے ساتھ۔ پھر ان کے بعد اپنے امام علی بن موسی رضا کے ساتھ۔ پھر ان کے بعد اپنے امام محمد بن علی کے ساتھ۔ پھر ان کے بعد اپنے امام علی بن محمد ہادی تقی کے ساتھ۔ پھر ان کے بعد اپنے امام حسن بن علی عسکری نقی کے ساتھ۔ پھر اگر ہم باقی رہے، اگر اللہ سبحانہ وتعالی نے چاہا، تو ہم اپنے امام محمد بن عبد اللہ مہدی فاطمی منتظر کے ساتھ ہوں گے۔ یہ بارہ ائمہ ہی در حقیقت امیر ہیں اور رسول اللہ ﷺ کی خلافت اور دین کی ریاست انہی تک پہنچی۔ پس وہ یقین وایمان کے آسمان کے سورج ہیں۔ رہی بات بنو امیہ اور عباسی بادشاہوں کی تو وہ لوگ ائمۂ دین نہیں تھے بلکہ ان میں سے اکثر چور تھے، زبردستی غالب آنے والے۔ مسلمانوں کے خون بہائے اور

زمین کو ظلم وجور اور دشمنی سے بھر دیا جیسا کہ نبی ﷺ اور خلفائے راشدین کے دور میں انصاف، نور اور ایمان سے بھری ہوئی تھی۔ اے اللہ! ہمارا حشر ان بارہ ائمہ کے ساتھ فرما اور ہمیں تا قیامت ان کی محبت پہ ثابت قدم رکھ۔

(ہدیۃ المہدی ص102،103)

علامہ وحید الزماں حیدر آبادی کی گفتگو کی خصوصی اہمیت کی ایک وجہ تو یہ ہے کہ ان کا تعلق غیر مقلدین سے ہے۔ اور پچھلی ایک صدی سے زائد عرصہ میں بریوی حضرات اپنے آپ کو اہلِ بیت کا محب اور دیابنہ و غیر مقلدین کو اہلِ بیت کا دشمن بتا کر لوگوں کی عقیدتوں اور محبتوں کا محور و مرکز بنے رہے ہیں۔ لیکن اگر علامہ وحید الزماں کو دیکھا جائے تو حقیقت کچھ مختلف نظر آتی ہے۔

دوسری وجہ اس حوالے کی خصوصیت کی یہ ہے کہ علامہ وحید الزماں صاحب نے اس گفتگو میں تین گروہ گنے ہیں:

(1): رافضی (2): خارجی و ناصبی (3): دونوں کے درمیان کا گروہ۔

اور درمیانے گروہ کی خصوصیت یہ بتائی کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کی عقیدت واحترام کا دم بھرتے ہوئے اپنا امام و مقتدا و پیشوا بارہ ائمہ کو جانتے ہیں۔ حتیٰ کہ اگر اہلِ بیت سے کسی کی جنگ ہو تو وہ کوئی بھی ہو، یہ درمیانہ گروہ ہر اس شخص کے خلاف جنگ کرے گا جو ائمہ اہلِ بیت سے جنگ کرے۔

حق واضح ہو چکا ہے۔ اب فیصلہ قارئین پہ ہے کہ وہ اپنی نجات کے لیے کس گروہ کا انتخاب کرتے ہیں۔

بریلی کے امام اور بارہ امام

قارئینِ کرام!

اعلیحضرت فاضلِ بریلی متوفی 1340ھ کی شخصیت برصغیر پاک و ہند بلکہ عرب و عجم میں محتاجِ تعارف نہیں۔ علمِ ظاہری کے ساتھ ساتھ تصوف سے بھی گہرا تعلق تھا۔ میں اس مقام پہ بحث کو اپنے عنوان سے ہٹانا نہیں چاہتا ورنہ یہ ایک حقیقت ہے کہ بریلوی حضرات فاضلِ بریلی کی شخصیت کے لیے جو مقام مانتے ہیں وہ درجہ عصمت سے کم نہیں۔

یہاں صرف ایک حوالہ پیش کر کے گفتگو اصل مقصد کی جانب موڑنا چاہوں گا۔ "انوارِ رضا" میں حضور محدثِ اعظم ہند کے "خطبۂ صدارت" کے عنوان سے ایک مقالہ شامل کیا گیا۔ اس کے عنوانات میں ایک عنوان ہے:

"امام بریلوی کا لغزشوں سے محفوظ رہنا"

عنوان میں تو دعوی "محفوظ" ہونے کا کیا جارہا ہے لیکن مندرجات گواہ ہیں کہ فاضلِ بریلی کے لیے جس مقام کو تسلیم کیا گیا ہے وہ مقامِ عصمت ہے۔

کہا:

اعلی حضرت کی زبان و قلم کا یہ حال دیکھا کہ مولا تعالی نے اپنی حفاظت میں لے لیا ہے اور زبان و قلم نقطہ برابر خطا کرے، **اس کو ناممکن فرمادیا**۔ ذَلِكَ فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ

(انوارِ رضا ص271)

اس بات میں کوئی شک نہیں کہ ایک دور میں "بریلویت" برصغیر پاک وہند میں "سنیت" سے استعارہ ہوا کرتی تھی لیکن اس وقت بریلویت کی شکل بگڑ کر بدترین ناصبیت کا روپ دھار چکی ہے اور دجالی ٹولہ **جس میں الیاس عطار صاحب کی تحریک بھی بنیادی کردار ادا کر رہی ہے**،ناصبیت سے آگے بڑھ کر انبیائے کرام کی گستاخی پر اتر آئے ہیں۔

ایک جانب فاضلِ بریلی کی زبان و قلم سے نقطہ برابر خطا کو "ناممکن" مانتے ہیں اور دوسری جانب انبیائے کرام بلکہ رسول اللہ ﷺ سے خطا کا محض امکان نہیں بلکہ وقوع بھی تسلیم کیے بیٹھے ہیں۔۔علیہم من اللہ ما یلیق بہم

یہ حضرات اللہ سبحانہ وتعالی اور اس کے رسول ﷺ کی مانیں یا نہ مانیں۔۔۔ حضرت فاضلِ بریلی رحمہ اللہ کے حرفِ آخر ہونے کا دعوی ضرور کرتے ہیں۔اور اگر حضرت فاضلِ بریلی کو دیکھا جائے تو وہ ائمہ اطہار اہلبیت کی بارگاہوں میں بصد عجز و نیاز جابجا اپنی عقیدتوں اور محبتوں کا اظہار کرتے نظر آتے ہیں۔ کبھی نظم میں نذرانۂ عقیدت پیش کرتے ہیں تو کبھی نثر میں ہدیہ عجز و نیاز بجالاتے ہیں۔

دربارِ خداوندی میں حضور رحمتِ عالم ﷺ اور پھر مولائے کائنات سے سیدنا امام حسین اور پھر سیدنا امام علی رضا تک کا وسیلہ بدیں الفاظ پیش کرتے ہیں:

یا الٰہی رحم فرما مصطفیٰ کے واسطے

یا رسول اللہ کرم کیجے خدا کے واسطے

مشکلیں حل کر شہ مشکل کشا کے واسطے
کر بلائیں رد شہید کربلا کے واسطے
سید سجاد کے صدقے میں ساجد رکھ مجھے
علم حق دے باقر علم ہدیٰ کے واسطے
صدق صادق کا تصدق صادق الاسلام کر
بے غضب راضی ہو کاظم اور رضا کے واسطے
(حدائقِ بخشش ص148)

فارسی زبان میں مولائے کائنات کے دربار میں استغاثہ کرتے ہیں اور پھر یونہی سیدنا امام حسین اور دیگر ائمہ اطہار امام ثامن حضرت امام علی رضا تک کی بارگاہوں میں استغاثہ پیش کرتے ہیں۔ ازراہِ اختصار صرف چند اشعار نذرِ قارئین کرنا چاہوں گا:

مرتضی شیرِ خدا مرحب کُشا خیبر گشا
سرورا لشکر کَشا مشکل کُشا امداد کن
حیدرا اژدر درا ضرغام ھائل منظرا
شہرِ عرفاں را درا روشن دُرا امداد کن

یا شہید کربلا یا دافع کرب و بلا
گل رخا شہزادہ گل گوں قبا امداد کن
اے حسین اے مصطفی را راحت جاں نور عین

راحت جاں نور عینم دہ بیا امداد کن

باقی اسیادیا سجادیا شاہ جواد

خضر ارشاد آدم آل عبا امداد کن

اے بقید ظلم و صد قیدی ز بند غم کشا

اے تہ بیداد و کان دادھا امداد کن

باقرا یا عالم سادات یا بحر العلوم

از علوم خود بدفع جہل ما امداد کن

جعفر صادق بحق ناطق بحق واثق توئی

بھر حق ما را طریق حق نما امداد کن

شان حلما کان علما جان سلما السلام

موسی کاظم جہاں ناظم مرا امداد کن

اے ترا زین از عبادت و ز تو زین عابداں

بھر ایں بے زینت از زین و صفا امداد کن

ضامن ثامن رضا بر من نگاھے از رضا

خشم را شایانم و گویم رضا امداد کن

(حدائقِ بخشش ص 323 تا 329)

فتاوی رضویہ کی چھبیسویں جلد میں بارہ امامانِ اہل بیت علیہم السلام کے حوالے سے سوال کیا گیا جسے سطورِ ذیل میں سوال مع جواب ذکر کیا جاتا ہے:

سوال: بارہ امام جن کے نام عوام میں مشہور ہیں ان میں باستثنائے جناب

امام علی مرتضٰی کرم اللہ وجہہ حضرت امام حسن وحضرت امام حسین وحضرت امام مہدی کے کسی اورامام کی نسبت صحیح حدیثوں میں اشارۃً یاصراحۃً کوئی خبر آئی ہے؟ امامت ان کی ولایت کے درجے پرماناچاہئے ان کے عقائد واحکام واعمال وغیرہ ائمہ مجتہدین میں سے کسی ایک کے مشابہ تھے یاسب سے الگ؟ یہ خود مجتہد تھے یامقلد؟ بعض اعمال وجفروغیرہ کی کتابوں میں ان کے اقوال ملتے ہیں یہ کہاں تک صحیح ہیں؟ بعض کا یہ اعتراض ہے کہ صحاح کی کتابوں میں ان کی روایتیں بہت کم لی گئی ہیں حالانکہ ان کاخاندانی علم تھا ان سے زیادہ دوسرے کوکہاں تک واقفیت ہوسکتی ہے اہلسنّت کی کتابوں میں ان کے حالات کم لکھنے کی کیا وجہ ہے؟

الجواب: امام باقر رضی اللہ تعالٰی عنہ کی بشارت بتصریح نام گرامی صحیح حدیث میں ہے جابربن عبداللہ انصاری رضی اللہ تعالٰی عنہما سے ہے حضوراقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ان کاذکر فرمایاکہ ان سے ہمارا سلام کہنا۔ سیدنا امام محمدباقر رضی اللہ تعالٰی عنہ طلب علم کے لئے سیدناجابر رضی اللہ تعالٰی عنہ کے پاس آئے انہوں نے ان کی غایت تکریم کی اور کہا:

رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم یسلّم علیک

رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم آپ کوسلام فرماتے ہیں، اور

اخرج منکما الکثیر الطیب (اللہ تعالٰی تم دونوں کوکثیرپاکیزہ اولاد عطافرمائے) میں ان سب حضرات کی بشارت ہے۔

امامت اگر بمعنی مقتدی فی الدین ہونے کے ہے توبلاشبہ ان کے غلام اورغلاموں کے غلام مقتدی فی الدین ہیں، اوراگر اصطلاح مقامات ولایت مقصود ہے کہ ہر غوث کے دووزیر ہوتے ہیں عبدالملک و عبدالرب، انہیں امامین کہتے ہیں، توبلاشبہہ یہ سب حضرات خود غوث ہوئے۔ اوراگرامامت بمعنی خلافت عامہ مرادہے تووہ ان میں صرف امیرالمومنین مولی علی وسیدناامام حسن مجتبی کوملی اوراب سیدنا امام مہدی کوملے گی وبس رضی اللہ تعالی عنہم اجمعین۔ باقی جومنصب امامت ولایت سے بڑھ کرہے وہ خاصہ انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام ہے جس کوفرمایا:

إِنِّي جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ إِمَامًا

(میں تمہیں لوگوں کاپیشوا بنانے والاہوں۔) وہ امامت کسی غیرنبی کے لئے نہیں مانی جاسکتی۔

أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ

(حکم مانو اللہ کا اور حکم مانورسول اللہ کااوران کا جوتم میں حکومت والے ہیں۔) ہرغیرنبی کی امامت "اولی الامرمنکم" تک ہے جسے فرمایا:

وَجَعَلْنَاهُمْ أَئِمَّةً يَهْدُونَ بِأَمْرِنَا

(اورہم نے انہیں امام کیاکہ ہمارے حکم سے بلاتے ہیں۔) مگر "أَطِيعُوا الرَّسُولَ" کے مرتبے تک نہیں ہوسکتی اس حد پرماننا جیسے روافض

مانتے ہیں صریح ضلالت و بے دینی ہے۔امام جعفر صادق رضی اللہ تعالی عنہ تک توبلاشبہ یہ حضرات مجتہدین وائمہ مجتہدین تھے، اورباقی حضرات بھی غالباً مجتہد ہوں گے۔واللہ تعالی اعلم ۔

پھر کہا:

یہ نظربظاہرہے ورنہ باطنی طورپر کوئی شک کامقام نہیں کہ یہ سب حضرات عین الشریعۃ الکبری تک واصل تھے۔ جوبسند صحیح ثابت یاکسی فقہ معتمد کی نقل ہے اس کاثبوت ماناجائے گاورنہ مجاہیل یاعوام یاایسی کتاب کی نقل جورطب ویابس سب کی جامع ہوتی ہے کوئی ثبوت نہیں۔صحاح میں صدیق اکبروفاروق اعظم رضی اللہ تعالی عنہما کی روایات بھی بہت کم ہیں۔ رحمت الٰہی نے حصے تقسیم فرمادیئے ہیں کسی کوخدمت الفاظ، کسی کوخدمت معانی، کسی کو تحصیل مقاصد، کسی کوایصال الی المطلوب، نہ ظاہری روایت کی کثرت وجہ افضلیت ہے نہ اس کی قلت وجہ مفضولیت۔ صحیحین میں امام احمد سے صدہااحادیث ہیں اورامام اعظم وامام شافعی سے ایک بھی نہیں۔ اورباقی صحاح میں اگران سے ہیں بھی توبہت شاذونادر، حالانکہ امام احمدامام شافعی کے شاگردہیں، اورامام شافعی امام اعظم کے شاگردوں کے شاگرد رضی اللہ تعالی عنہم اجمعین۔ بلکہ امام احمد کامنصب بھی بہت ارفع واعی ہے مصطفی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے انہیں رُبع اسلام کہا ہے۔ ہزاروں محدثین

جوفقیہ تک نہ تھے ان سے جتنی روایات صحاح میں ملیں گے صدیق وفاروق بلکہ خلفائے اربعہ سے اس کادسواں حصہ بھی نہ ملے گا رضی اللہ تعالی عنہم اجمعین۔یہ محض غلط وافتراء ہے کہ ان کے احوال اہلسنت کی کتابوں میں کم ہیں، اہلسنّت کی جتنی کتابیں بیان حالات اکابرمیں ہیں سب ان پاک مبارک محبوبان خدا کے ذکرسے گونج رہی ہیں اور خود ان کے ذکرمیں مستقل کتابیں ہیں۔واللہ تعالی اعلم

(فتاوی رضویہ26 / 430،431)

ملفوظاتِ اعلیحضرت میں بارہ ائمہ اہلِ بیت کا ذکر ملاحظہ ہو۔ فرمایا:

پھر مولا علی کرم اللہ تعالی وجہہ الکریم کو (درجۂ غوثیت ملا) اور امامین محترمین رضی اللہ تعالی عنہماوزیر ہوئے۔ پھر حضرت امام حسن رضی اللہ تعالی عنہ سے درجہ بدرجہ امام حسن عسکری رضی اللہ تعالی عنہ تک یہ سب حضرات مستقل غوث ہوئے۔ امام حسن عسکری رضی اللہ تعالی عنہ کے بعد حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالی عنہ تک جتنے حضرات ہوئے سب ان کے نائب ہوئے۔ ان کے بعد سیدنا غوثِ اعظم رضی اللہ تعالی عنہ مستقل غوث۔ حضور تنہا غوثیتِ کبری کے درجہ پر فائز ہوئے۔ حضور غوثِ اعظم بھی ہیں اور سید الافراد بھی۔ حضور کے بعد جتنے ہوئے اور جتنے اب ہوں گے حضرت امام مہدی رضی اللہ تعالی عنہ تک، سب نائبِ حضورِ غوثِ اعظم رضی اللہ تعالی عنہ ہوں گے۔ پھر امام مہدی رضی اللہ تعالی عنہ کو غوثیتِ کبری

عطا ہو گی۔

(ملفوظاتِ اعلی حضرت ص178)

میں بریلوی حضرات سے پوچھنا چاہوں گا کہ آپ تو فاضلِ بریلی کی قلم وزبان سے نقطہ بھر خطا کو بھی نا ممکن مانتے ہو۔ پھر کیا وجہ ہے کہ فاضلِ بریلی کیوں اس سازش کا حصہ بن گئے جس کی جانب آپ کا پیرِ فرتوت غلام رسول ناصبی اشارہ کر رہا ہے؟

فاضلِ بریلی خود گیم کا حصہ بن گئے یا اہلیانِ بر صغیر کے ساتھ گیم کر گئے؟ اس کا فیصلہ تو بابائے ناصبیت اور اس کے ہم نوالہ و ہم پیالہ بریلوی حضرات کریں گے لیکن ہم حیران ہیں کہ درجہِ عصمت پہ فائز ایک شخص سے یہ سب کچھ کیسے ہو گیا؟

تاجدارِ گولڑہ اور بارہ امام

مامور من الرسول حضورِ اعلی سیدنا پیر مہر علی شاہ صاحب گیلانی رضی اللہ تعالی عنہ متوفی1356ھ کو خطبائے عصر سے شکوہ تھا کہ وہ بارہ امامانِ اہلِ بیت کا کما حقہ ذکر نہیں کرتے۔ ایک بار فرمایا:

اہلِ علم کو چاہیے کہ اہل بیت کرام کے مشاہیر ائمہ دوازدہ علیہم السلام کے مرویہ مناقب اور فضائل کو نصب العین بنائیں اور خوف خدا کرتے ہوئے ایسی تقریروں سے کنارہ کش رہیں کہ "کیا ہوتا اگر حسین یزید کی بیعت قبول کر لیتا۔" (معاذ اللہ)

بنی امیہ کا خاندان تو ختم ہو گیا لیکن ان کے سکہ کی تاثیر و تصرف اب تک بھی بعض دلوں پر اثرانداز ہے۔ تاریخ دانوں پہ مخفی نہیں کہ بنی امیہ کے بادشاہوں کا برتاؤ حضرات اہل بیت سے بہت ہی برا رہا ہے۔ اور وہ ہمیشہ حضرات اہل بیت کی اہانت میں کوشاں رہے۔ لیکن اس کے باوجود انہیں مجالس و معارضات میں ہاشمی فصاحت و بلاغت سے ہمیشہ ذلت و رسوائی نصیب ہوتی رہی۔

(ملفوظاتِ مہریہ ص121)

شیعہ حضرات کے کچھ سوالات کے جوابات میں فرمایا:

وکسے از فریقین سنی و شیعہ شکے نیست در حصول معنیِ خلافت یعنی تشبہ بالانبیاء و تقدس مر دوازدہ ائمہ علیہم الرضوان تا مہدی علیہ السلام۔ پس از روئے حصولِ معنی ممکن است کہ مراد داشتہ شوند در حدیثِ مذکور۔

فریقین سنی و شیعہ سے کسی کو شک نہیں کہ حضرت مہدی علیہ السلام تک بارہ ائمہ میں خلافتِ خاصہ یعنی پاکیزگی اور مشابہتِ انبیاء والا معنی پایا جاتا ہے۔ اس لیے معنیِ خلافت کے پیشِ نظر، ممکن ہے وہ اس حدیث کے مصداق ہوں۔

(ملفوظاتِ مہریہ ملفوظ151 ص 113)

مزید فرمایا:

اطلاقِ لفظِ امام بلحاظ بطونِ خلافت نزدِ اہلِ سنت و خصوص معنی مصطلح علیہ عند الشیعۃ بر ائمہ اہلِ بیت علیہم السلام صحیح

وجائز است۔

اہلسنت کے نزدیک خلافت کے باطنی مفہوم کے لحاظ سے اور شیعہ کے نزدیک اصطلاحی معنی کے لحاظ سے امام کے لفظ کا اطلاق ائمہ اہلبیت علیہم السلام پر صحیح اور جائز ہے۔

(ملفوظاتِ مہریہ ملفوظ151 ص 113)

شاہ ظہیر احمد اور بارہ امام

مصنفِ کتب کثیرہ مولانا حافظ حکیم شاہ ظہیر احمد ظہیری سہسوانی مرید وخلیفہ یگانہ آفاق حضرت خواجہ مولوی سید محمد دلدار علی شاہ صاحب مذاق قادری چشتی نظامی بدایونی رضی اللہ تعالی عنہ نے بارہ امامانِ اہلِ بیت کی شان میں ایک مفصل اور جامع کتاب موسوم بہ "تاریخِ دوازدہ امام" تحریر کی۔ بعد ازاں دوسری کتاب موسوم بہ " ظہیر البشر فی فضائل ائمہ اثنا عشر (تاریخی نام: مناقب اثنا عشری)" تالیف کی۔

ظہیر البشر میں لکھتے ہیں:

چونکہ یہ امر بتواتر ثابت ہے کہ اول الائمہ حضرت علی ہیں اور آپ کی صلب شریف سے گیارہ امام پیدا ہوئے ہیں۔ یعنی حضرت امام حسن مجتبی وامام حسین شہید کربلاء وامام زین العابدین ملقب بہ سید الساجدین وامام محمد باقر وامام جعفر صادق

وامام موسی کاظم وامام علی رضا وامام محمد جواد تقی وامام علی نقی وامام ابو محمد حسن عسکری وامام مہدی ابو القاسم محمد منتظر سلام اللہ وصلواتہ علی جدہم و علیہم۔

پس یہ صلبِ مرتضوی وہ صلب مقدس شریف ہیں یعنی یہ جگر پارہائے نبوی وفلذات کبد مصطفوی جو شموسِ عوالم ملکوت وبدور سماوات ناسوت ہیں آپ سے ان کا ظہور ہوا ہے۔ اور یہ ثمرات اس اختلاط نور فاطمی ونورِ مرتضوی کے ہیں کہ جو اختلاط حکم مجمع البحرین نبوت وولایت کا رکھتا ہے۔ اور یہ گیارہ فروع وثمار وشاخ ہائے نامدار اس اصل الاصول کی ایسی ہیں کہ اگرچہ اس بیخ وبن کی فروع ہیں لیکن کل تمام کارخانہ تصرفات عالم وبندوبست ونظم ونسق امور تکوینیہ کے اصول ومبادی عالیہ ومبانی ومنابع سامیہ احکام وصاحب ولایت ہیں۔ جن کی نسبت حضرت شاہ عبد العزیز قدس سرہ العزیز تحفہ اثنا عشریہ میں لکھتے ہیں کہ:

امور تکوینہ عالم کی ان حضرات مقدسہ کے ساتھ وابستہ و متعلق ہیں۔ بلکہ اسے وابستہ ہونے سے نذر ومنت وفاتحہ ودرود معمول ورائج ان ارواح قدسیہ کے واسطے ہوا۔ اور حضرات شیخین رضی اللہ تعالی عنہم کا اس بارہ میں کوئی زبان پر نام نہیں لاتا۔ کیونکہ دربارہ نبوت کی سلطنت اور ہے اور دربارہ ولایت کی حکومت وتصرفات اور ہیں۔ اس وجہ سے کہ ان حضرات سے ایک خلق کثیر مستفیض ہو کر کوئی قطب ہو گیا اور کوئی وتد ہو گیا اور کوئی صاحب تقوی وورع اور کوئی نقی القلب عن شوائب الثلب ہے۔ اور لفظِ قطب ووتد مناصبِ ولایت میں اعلی مقام ہیں۔ اور اوتاد وابدال واغواث واقطاب وامام اولیاء اللہ یعنی قطب الاقطاب بالاصالۃ بڑے

بڑے اولیاء اللہ کے مرتبہ والوں کے نام ہیں۔ جس طرح نجباو نقباو غیرہ۔ پس ان مناصب پر مقرر و منصوب کرنے کا اختیار جنابِ مرتضوی ہی کو حاصل ہے۔ یا ولی وو تد و غوث و قطب کرنے کا اختیار بتوسط اختیار ویدینی کے امام و قطب الارشاد بالاصالۃ کو حاصل ہے۔ یعنی اس مراتب ولایت کا انتظام و بندوبست بالکلیہ عہدہ پر مامور و منصوب و مقرر کرنیکا اور معزول اور موقوف کرنے کا اور مقبول و مردود کرنے کا اور ترقی و تنزل کا جناب مرتضوی کے ہاتھ میں خداوند تعالی نے سونپ دیا ہے۔ یعنی آپ کو اختیار اس طرح پر ہے جس طرح ہم کو اپنے کاموں پر اختیار ہے۔ اور یہ انتظام و بندوبست تمام کارخانہ وسازوسامانِ ولایت کا جنابِ مرتضوی سے یعنی ابتدائے خلقت انسانی سے قیامت تک جاری وساری رہے گا۔

باقی رہی یہ بات کہ حضرت آدم علیہ السلام کی وقت سے حضور کے انتقال وجود عنصری تک بالذات آپ کی ذات سے متعلق تھا کہ آپ بنفسِ نفیس خود اس کے مباشر و متولی وکارکن تھے۔ اور بعد ان کی وفات کے حضرت امام حسن علیہ السلام کے سپرد ہوا اور اسی طرح حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام اور بعد ان کے جناب غوث الثقلین قطب ربانی حضرت شیخ سید محی الدین عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالی عنہ کے سپرد ہوا۔ اور بعد آپ کے وقت ظہور حضرت امام مہدی علیہ السلام کے سپرد تا قیام قیامت رہے گا۔ لہذا یہ سپردگی بمنزلہ نیابت ووزارت جنابِ مرتضوی کے ہے کہ یہ حضرات مقدسہ نائب ووزیر حضور مرتضوی علیہ السلام کے ہیں۔ اور بالذات سلطانِ مطلق وافسر کل بالذات آپ کی ذاتِ شریفہ ہے جیسا کہ ظاہر ہے۔

اور اسی واسطے اگر آپ بذاتِ خود ان حضرات کے احکامِ نافذہ میں مداخلت نہ فرمائیں تاہم آپ کو اختیار نسخ احکام کا حاصل ہے اور اربابِ تصوف اس کے قائل ہیں۔

(ظہیر البشر فی فضائل ائمہ اثنا عشر ص28،29،30)

چند صفحات بعد لکھا:

اب رہی یہ بات کہ معنی امامت کے کہ اولاد حضرت امیر علیہ السلام میں باقی رہی اور ایک دوسرے کو ان کا وصی کرتا تھا۔ یہی قطبیت ارشاد اور منبعیت فیضِ ولایت ہے۔ اور نیز یہی سبب ہے کہ حضرت امیر اور ان کی ذریت طاہرہ کو تمام امت امور تکوینہ کو ان سے وابستہ جانتی ہے اور فاتحہ و درود و صدقات اور نذر و منت ان کے نام کے رائج و معمول ہو گیا ہے۔ بلکہ کل اولیاء اللہ کے ساتھ یہی معاملہ ہے۔ اور نام شیخین کا ان مقدمات میں کوئی شخص زبان پر نہیں لاتا اور فاتحہ و درور و نذر و منت اور عرس و مجلس میں کوئی شریک نہیں کرتا اور امور تکوینہ کو ان سے وابستہ نہیں جانتا گو معتقد ان کے کمال کا ہو مثل انبیاء علیہم السلام کے۔

(ظہیر البشر فی فضائل ائمہ اثنا عشر ص33،34)

خواجہ قمر الدین سیالوی اور بارہ امام

شیخ الاسلام حضرت خواجہ قمر الدین سیالوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مذہبِ شیعہ میں جا بجا ائمہ اہلِ بیت کا تذکرہ کیا اور بار بار ان ہستیوں کو "امام" کہہ کر یاد کیا

بلکہ متعدد بار ان ہستیوں کے لیے "ائمہ معصومین" کے الفاظ بھی استعمال کیے۔

بطورِ مثال:

صفحہ 43 پہ فرمایا:

غرضیکہ تمام ائمہ معصومین رضوان اللہ علیہم اجمعین کے نزدیک ابو بکر صدیق ہیں۔

(مذہبِ شیعہ ص43)

صفحہ 121 پہ عنوان باندھا:

"ائمہ معصومین کے صاحبزادوں کے اسماء گرامی"

اس کے تحت لکھتے ہیں:

یہ بات بھی غور طلب ہے کہ ائمہ معصومین رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین نے اپنے فرزندوں دلبندوں کے نام مبارک ابو بکر، عمر، عثمان رکھے۔ اور اہلِ تشیع کی تقریبا ہر کتاب میں جہاں بھی ائمہ معصومین کی اولادِ معصومین کا بیان اور ان کے اسماء گرامی کا ذکر آتا ہے، یہ حقیقت واضح ہے۔

(مذہبِ شیعہ ص121)

صفحہ 123 پہ لکھتے ہیں:

اگرچہ اہلِ عقل کے نزدیک ائمہ معصومین رضوان

اللہ تعالی علیہم اجمعین کا اپنے فرزندوں کا نام ان مقدس ہستیوں کے نام پہ رکھنا الخ

(مذہبِ شیعہ ص123)

مفتی فیض احمد اویسی اور بارہ امام

مفتی فیض احمد اویسی صاحب حدائقِ بخشش کی شرح میں لکھتے ہیں:

حضور علامہ مولانا قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ تعالی علیہ جو شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے شاگرد اور حضرت مظہر جانِ جاناں نقشبندی خلیفہ شاہ غلام علی مجددی نقشبندی رحمہم اللہ اپنی کتاب السیف المسلول صفحہ 527، 528 میں لکھتے ہیں۔۔۔

بعد ازاں اویسی صاحب نے قاضی صاحب کی مذکورہ بالا گفتگو کو ذکر کرنے کے بعد کہا:

جیسے قاضی ثناء اللہ رحمۃ اللہ تعالی علیہ (جنہیں وہابی دیوبندی بیہقیِ وقت اور نقشبندی حضرات محقق برحق مانتے ہیں) نے لکھا بعینہ اس طرح حضور مجدد الف ثانی امام ربانی قدس سرہ النورانی تسلی کرتے ہیں وہ بھی بلا کم وکاست یونہی لکھتے ہیں۔ اور یہی حقیقت ہے۔ جب ہمارے اکابر ومشائخ ہمیں یہی سبق دیتے ہیں تو پھر ہمیں ضد کیوں؟

(الحقائق فی الحدائق 1/ 192)

چند سطر بعد لکھتے ہیں:

حضرت علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے خاتمۂ کتاب میں لفظِ امام کی تحقیق کرتے ہوئے ایک معنی وہی لکھا جو ہمارا مدعا ہے۔اسے اہلسنت تمام نے بسر و چشم مان لیا لیکن وہابیوں غیر مقلدوں نے اس کا انکار کیا۔

(الحقائق فی الحدائق 1/ 192)

تنبیہ:

پچھلے ایک عرصے سے ہم اپنے سادہ لوح سنی بھائیوں کو جگانے کے لیے کوشاں ہیں اور انہیں بتانا چاہ رہے ہیں کہ:

بریلویت جو کسی دور میں سنیت سے استعارہ ہوا کرتی تھی۔ دورِ حاضر کے ملاؤں کے ہاتھ لگنے کے بعد اپنی حقیقت و ماہیت کھو چکی ہے۔اب بریلویت کے عنوان سے خالص وہابیت و ناصبیت بیچی جا رہی ہے۔

مفتی فیض احمد اویسی صاحب کا مذکورہ جملہ بھی اسی بات پر متنبہ کر رہا ہے۔ آپ نے انکار کی نسبت "وہابیوں" کی جانب کی لیکن اس وقت وہی انکار بریلوی کہلانے والوں کی زبانوں سے دہرایا جارہا ہے۔تو مطلب واضح ہے کہ:

کل تک جو بولی وہابی بول رہے تھے، آج وہی بولی بریلویت کے نام سے زر خرید ملاؤں نے بولنا شروع کر دی ہے۔

مسجدِ نبوی شریف اور بارہ امام

ہمیں حیرت اور افسوس ہے کہ جو لوگ اپنے مقاصد کی تکمیل کی خاطر حرمین شریفین کے تعامل کو حجت قرار دیتے رہے ہیں۔ جیسا کہ حضرت فاضلِ بریلی نے فتاوی رضویہ کی نویں جلد میں اس کی جانب مختصر اشارہ کیا اور حضرت مولانا نقی علی خان نے "اصول الرشاد لقمع مبانی الفساد" کے قاعدہ یازدہم میں اس حوالے سے گفتگو بھی کی۔ وہی حضرات اٹھ کر خاندانِ اہلِ بیت کے خلاف بغض کی وجہ سے بارہ امامانِ اہلِ بیت کو ایک سازش اور گیم قرار دے رہے ہیں۔ حالانکہ مسجدِ نبوی شریف کے اندر بارہ ائمہ اہلِ بیت کے مبارک نام آج بھی درج ہیں اور اہلِ محبت وعقیدت کے لیے راحتِ جان اور سرورِ قلب کا سبب ہیں۔

بریلوی حضرات سے صرف اتنا سا سوال ہے کہ: آپ لوگوں کے نزدیک اہلِ حرمین کا تعامل معتبر ہے یا نہیں؟ اگر غیر معتبر تو پھر فاضلِ بریلی اور ان کے والد علامہ نقی علی خان کی وہ گفتگو جس پہ فاضلِ بریلی نے اعتماد کیا، اس کو کس کھاتے میں ڈالتے ہو؟ اور اگر معتبر ہے تو پھر یہ اعتبار خاندانِ نبوت کی محبت وعقیدت کے غیر میں کیوں؟ اس ناانصافی کا نشانہ خاندانِ رسالت ہی کیوں؟؟؟

تصاویر:

اگلے صفحہ پر مسجدِ نبوی شریف میں درج امامانِ اہلِ بیت کے اسمائے گرامی کی تصاویر پیش کی جارہی ہیں جو 1443ھ میں حج کے موقع پر بندہ نے خود حاصل کیں۔

علی
حسن
حسین
زین العابدین

دوسرا باب
بابائے ناصبیت کی زہریلی گفتگو کا جائزہ

اس باب میں گفتگو کو تین فصلوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ پہلی فصل میں بابائے ناصبیت کے مختصر احوال۔ اور یہ احوال اس لیے ضروری ہیں کہ نواصب نے عوامِ اہلِ سنت کو بیوقوف بنا رکھا ہے اور یہ باور کروایا جا رہا ہے کہ بابائے ناصبیت بڑا مفتی، شیخ الحدیث اور پیر ہے۔ حالانکہ یہ سب جھوٹ ہے۔ دوسری فصل میں موصوف کی، بلا تبصرہ، زہریلی گفتگو۔ تیسری فصل میں موصوف کی زہریلی گفتگو پر مختصر تبصرہ۔

پہلی فصل
راندہءدرگاہ غلام ناصبی

? غلام رسول کون ہے؟

? اس کی تعلیم کیا ہے؟

? درسیات کہاں سے پڑھا؟

? کس جامعہ سے فارغ التحصیل ہے؟

? مفتی کی سند کہاں سے ملی؟

? شیخ الحدیث کس طرح قرار پایا؟

? مرید کس کا ہے؟

? قاسمی بننے کا قصہ کیا ہے؟

? پیر کب اور کیسے بنا؟ وغیرہ وغیرہ

یہ وہ باتیں ہیں جنہیں عوام کی اکثریت نہیں جانتی۔ بلکہ اگر کہا جائے کہ موصوف کے اپنے حلقے کے اکثر لوگ بھی ناواقف ہیں تو شاید مبالغہ نہ ہو۔

غلام رسول کا واسطہ ان کریموں سے ہوا جنہوں نے اپنی شانِ لجپالی سے اس شخص کی ساری حرکتیں جانتے ہوئے بھی اپنے جدِّ امجد مولائے کائنات علیہ السلام کی طرح پردہ پوشی ہی کو اپنائے رکھا۔ اور شاید اب بھی یہ شخص پردے میں ہی رہتا۔ کیونکہ ہم افراد سے نہیں، نظریات سے اختلاف کرتے ہیں۔ لیکن اس شخص کی جانب سے عوامِ اہلِ سنت کو دیئے جانے والے دھوکا کو واضح کرنے کے لیے موصوف کی حقیقت پر سے صرف ایک پردہ اٹھانا ضروری سمجھا۔ اور اگر مزید پردے ہٹے تو شاید موصوف کسی جلسے میں جانے کے لائق بھی نہ رہیں۔

لیکن ہمیں موصوف کے پیر بننے یا شیخ الحدیث کہلوانے سے کوئی سروکار نہیں۔ ہمارا مقصد صرف اس قدر ہے کہ: موصوف خاندانِ رسول ﷺ سے دشمنی سے باز آجائیں۔ اس کے علاوہ وہ جانیں اور ان کے پیروکار جانیں۔ کیونکہ جیسے مقتدی ہیں ایسا ہی ان کا مقتدا ہے۔

فیروزی دربار میں حاضری

یہ کوئی1980ء کی بات ہوگی۔ جب صرف دس جماعت پڑھا ائیر فورس کا ایک ملازم غلام رسول اپنے کورس میٹ اعظم فیروزی صاحب (مریدکے) غلام علی فیروزی (پھالیہ۔ منڈی بہاؤالدین) کے ساتھ قاسم الخیرات الحاج حضرت پیر سید فیروز شاہ صاحب

قاسمی دام ظلہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور حضرت قاسم الخیرات کے حلقۂِ ارادت میں شامل ہو کر "غلام رسول" سے "غلام رسول فیروزی" بن گیا۔

یہ وہ دور تھا جب غلام رسول کی نہ شادی ہوئی تھی اور نہ ہی موصوف ابھی تک پیر بنے تھے۔ موصوف کی شادی بھی بعد میں ہوئی اور ان کا نکاح بھی حضرت قاسم الخیرات پیر سید فیروز شاہ صاحب قاسمی دامت فیوضہم نے پڑھایا۔ موصوف کی والدہ اور بھائی وغیرہ بھی حضور قبلہ سائیں قاسم الخیرات کے حلقۂِ ارادت میں شامل تھے۔

قارئین کی تسلی کے لیے ائیر فورس کے ملازم غلام رسول کی اُس دور کی ایک تصویر بھی پیشِ خدمت ہے:

سب سے دائیں طرف غلام رسول۔ (سفید پینٹ شرٹ میں) سب سے بائیں اعظم فیروزی صاحب۔ (مرید کے)۔ غلام رسول کے دائیں ہاتھ غلام علی فیروزی (پھالیہ، منڈی بہاؤالدین)

موصوف اپنی جگہ شاعری بھی کرتے تھے اور لکھنے کا بھی جنون تھا۔لہذا حضور قاسم الخیرات پیر سید فیروز شاہ صاحب قاسمی کے ملفوظات بھی جمع کیے۔ملفوظات کے ٹائٹل کی تصویر ملاحظہ ہو:
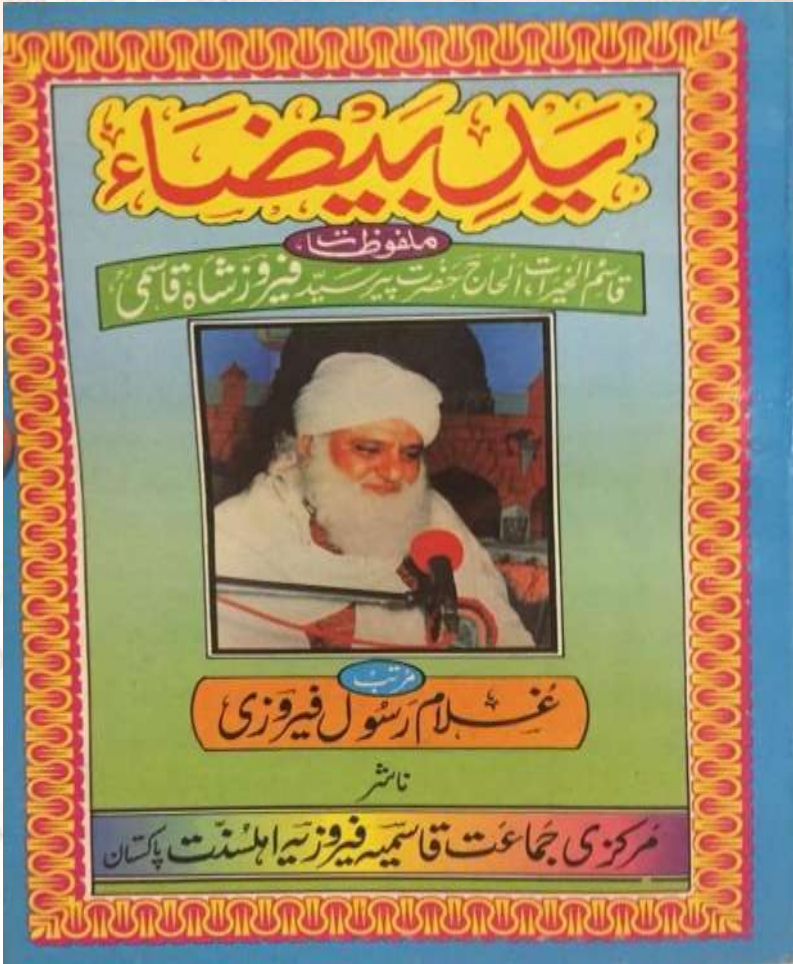
سرورق پر جلی الفاظ میں "غلام رسول فیروزی" ملاحظہ کیا جا سکتا ہے۔

قارئینِ کرام!

یہ ہیں ناصبیوں کے ممدوح اور ان کے پیر اور ان کے شیخ الحدیث وغیرہ وغیرہ۔ جن کی کل تعلیم: **میٹرک** ہے اور پیشہ: **"ائیر فورس کی ملازمت"**

ائیر فورس کی ملازمت کوئی بری بات نہیں۔ رزقِ حلال کی تلاش نیکی ہے اور پھر وطنِ عزیز کی حفاظت تو اہم ترین واجبات سے ہے۔ لیکن ڈرائیور کو چاہیے گاڑی چلائے۔ مکینک کو چاہیے کہ گاڑی ٹھیک کرے۔ باورچی کو چاہیے کہ کچن سنبھالے۔ نائی کو چاہیے کہ بال بنائے۔ موچی کو چاہیے کہ جوتا سئیے۔ جس کا جو کام ہے اس کو وہی کام کرنا چاہیے۔

اگر نائی موچی والا کام شروع کر دے اور موچی باورچی کا منصب سنبھال لے اور باورچی بال بنانے لگ جائے تو پھر تباہی ہی تباہی ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے:

إِذَا وُسِّدَ الْأَمْرُ إِلَى غَيْرِ أَهْلِهِ فَانْتَظِرِ السَّاعَةَ

جب کام نااہل کے سپرد کر دیا جائے تو قیامت کا انتظار کرو۔

(صحیح بخاری 59)

بابائے ناصبیت غلام رسول ناصبی کا معاملہ بھی کچھ ایسا ہی ہے۔ **درسیات سے بالکل بے بہرہ اور اسکول میں بھی صرف میٹرک پڑھا ہوا ائیر فورس کا ایک ملازم**۔ جب مدرسہ کا منہ ہی نہیں دیکھا تو دینیات میں گفتگو کی لیاقت کہاں سے آئے

گی؟ لیکن لکھنے کا اتنا جنون کہ جب موصوف لکھنے بیٹھے تو لکھتے لکھتے اپنے آپ کو خود سے ہی "پیرِ طریقت" بھی لکھنا شروع کر دیا۔

خود کو پیر لکھنے پر سائیں حضور کی جانب سے سرزنش

حضرت سائیں قبلہ پیر سید فیروز شاہ صاحب قاسمی دامت برکاتہم چونکہ صُوفی مَنِش شخصیت ہیں اور غلام رسول ابھی زیرِ تربیت تھا۔ لہٰذا حضرت سائیں قاسم الخیرات کو موصوف کی یہ حرکت بالکل پسند نہ آئی کہ یہ اپنے آپ کو اپنے ہی ہاتھوں سے "پیرِ طریقت" لکھے۔ حضرت سائیں پیر سید فیروز شاہ صاحب قاسمی نے اسے اپنے آپ کو "پیرِ طریقت" لکھنے سے سختی سے روکا اور فرمایا کہ: "فقیر" لکھا کرو۔

بابائے ناصبیت کی ہٹ دھرمی

لیکن غلام رسول اپنی حرکت سے باز نہیں آیا۔ اپنے ہاتھوں سے اپنی کتابوں پر اور جگہ جگہ اپنا نام لکھتا اور اپنے آپ کو پیر طریقت لکھتا۔ سرگودھا میں اپنے نام کا بورڈ لگوایا اور اس پر بھی پیرِ طریقت لکھوایا۔ "پیرِ طریقت" بننے اور کہلوانے کا ایسا جنون سوار تھا کہ موصوف اپنے شیخِ طریقت کی بات بھی ماننے کو تیار نہ تھے۔ کتابوں پر بھی باقاعدہ "پیر طریقت" پرنٹ کروانا شروع کر دیا۔

سائیں حضور کی ناراضگی

موصوف کی اس قسم کی حرکتوں سے حضور قبلہ پیر سید فیروز شاہ صاحب قاسمی مدظلہ موصوف سے ناراض ہو گئے۔ اور شاید یہ ناراضگی کا معاملہ ایک سے زائد بار ہوا۔ جب حضور قاسم الخیرات ناراض ہوتے تو پھر دوست احباب موصوف کو

ملامت کرتے۔ دوست احباب کی ملامت کی وجہ سے موصوف معافی مانگنے پر مجبور ہو جاتے۔

بابائے ناصبیت کی تحریری معافی طلبی

12 اگست 1998 کو موصوف نے تحریرا معافی طلب کی۔ موصوف کے اپنے ہاتھ کے لکھے ہوئے خط کا عکس ملاحظہ ہو:

عظیم مرشد کریم

السلام علیکم۔ حضور! میں آپ کا مجرم ہوں۔
میں نے بے شرمی کی حد کردی۔ میں نے جرم گستاخی اور خلل
کرنے میں پورا زور لگا دیا۔ میں نے آپ کو بہت دکھ دیئے۔
پتہ نہیں آپ کس طرح برداشت فرماتے رہے اور خود پر
فوراً آسمان سے بجلی کیوں نہ گری۔

حضور! میں خود تو اپنے ظالمانہ گناہوں کو ناقابلِ
معافی قرار دے چکا ہوں۔ مگر آپ اٹھارہ سال سے
میری خباثتوں کو معاف فرماتے آرہے ہیں۔ اس
بار پھر احسانِ عظیم فرمائیے۔ میری حماقتیں معاف
فرمائیے اور مجھے اپنی سچی غلامی میں قبول فرمالیجئے۔
جرائم اگرچہ بے انتہا ہیں مگر رحمت سے بہت کم
ہیں۔

ساری جماعت کو سلام۔

والسلام علیکم

آپ کا غلام
غلام رسول فیروزی
مورخہ 12 اگست 1998

اٹھارہ سالہ غلامی کا اقرار

اس خط میں موصوف کے اپنے ہاتھوں سے لکھی ہوئی "اٹھارہ سالہ غلامی" کا اقرار خصوصی طور پر قابلِ توجہ ہے۔

اصل معاملہ یہ ہے کہ غلام ناصبی کسی دور میں بھی قاسمی نہیں ہوا۔ اس نے محدثِ مشوری حضور قبلہ پیر سائیں محمد قاسم مشوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ہاتھ پہ کبھی بیعت کی ہی نہیں۔ یہ 1980 میں فیروزی بنا۔ جس کا اقرار اوپر دیئے گئے اس کے اپنے ہاتھ کے خط میں 18 سالہ غلامی کے اقرار کی صورت میں موجود ہے۔ لیکن اپنی گھٹیا حرکتوں کی وجہ سے راندۂ درگاہ ہو گیا۔ جب راندۂ درگاہ ہو گیا تو پھر اس نے جھوٹ موٹ میں قاسمی کا لیبل لگا لیا جس کا کسی قدر تذکرہ سطورِ ذیل میں آتا ہے۔

سائیں حضور کی متعدد بار ناراضگی

موصوف کی حرکتیں ایسی تھیں کہ بار بار اپنے شیخِ کریم حضور پیر سید فیروز شاہ صاحب قاسمی کو ناراض کر دیتا اور پھر دوست احباب کے تانے تشنے معافی مانگنے پر مجبور کر دیتے۔

معافی کے لیے کراچی حاضری

ایک بار موصوف معافی مانگنے کے لیے باقاعدہ کراچی حاضر ہوئے۔ اس وقت حضور قبلہ پیر سید فیروز شاہ صاحب قاسمی عرضہ کے لیے روانہ ہو رہے تھے۔ جب غلام رسول معافی مانگنے آیا تو حضور قبلہ نے فرمایا:

"جب تک میں عمرہ سے واپس نہیں آتا تب تک تم نے یہیں رکنا ہے۔"

بد قسمت کی نئی حرکت

یہ وہ موقع ہے جب بابائے ناصبیت اپنے شیخ و مرشد سے معافی مانگنے پہنچے ہیں اور شیخ کریم حکم فرمارہے ہیں کہ: جب تک میں عمرہ سے واپس نہ لوٹوں اس وقت تک تم نے یہیں رکنا ہے۔ لیکن یہ وہ مرید تھا کہ جب معافی مانگنے گیا اس وقت بھی اپنے شیخِ کریم کو ناراض کر کر واپس لوٹا۔ حضور قاسم الخیرات نے کراچی رکنے کا حکم فرمایا اور بابائے ناصبیت تین چار دن بعد واپس روانہ ہو گئے۔

نافرمان مرید پیر بن بیٹھا

جس شخص کی شروع سے یہ حالت رہی۔ آج وہ پیشوائے امت بننے کے لیے کوشاں ہے۔ جس کو معلوم ہی نہیں کہ پیر کے مرید پر کیا حقوق ہیں، وہ خود پیر بن کر لوگوں کو طریقت سکھانے کا دعوے دار ہے۔

کتابیں لکھنا چھوڑدو

اگر شیخ کامل ہو تو وہ بہتر سمجھتا ہے کہ اس کے مرید کی روحانی ترقی میں کونسی چیز رکاوٹ بن رہی ہے۔ پس حضور پیر سید فیروز شاہ صاحب قاسمی کی نگاہِ ناز نے اس راز کو سمجھتے ہوئے غلام رسول سے کہا تم کتابیں لکھنا چھوڑ دو۔۔۔!!!

جوابی کتاب

اسے غلام رسول کی بد قسمتی کہا جائے یا حرماں نصیبی سے تعبیر کیا جائے۔ غلام رسول نے اپنے شیخ و مرشد کے اس حکم پر بھی ایک کتاب لکھ دی۔۔۔!!!

قارئین!

اندازہ کیجیے۔۔۔!!!

موصوف " پیر سائیں " کہلوانے کے سخت تمنائی وشیدائی ہیں۔ لیکن حضرت کی حالت یہ ہے کہ جس موقع پر شیخِ کریم نے کتاب لکھنے سے روکا۔ اس کے جواب میں بھی کتاب ہی لکھ ماری۔

اب اگر ایسا شخص اٹھ کر خاندانِ رسالت سے بغض کا اظہار کرے یا ناصبیت کی ترویج واشاعت کرے تو اچنبھے کی کیا بات ہے؟ کیونکہ اس قسم کے لوگ یہی کچھ کرسکتے ہیں اور ایسے لوگوں کے نصیب میں یہی کچھ ہے۔

الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي عَافَانِي مِمَّا ابْتَلَاه بِهِ، وَفَضَّلَنِي عَلَى كَثِيرٍ مِمَّنْ خَلَقَ تَفْضِيلًا

راندۂ درگاہ

حضرت قبلہ پیر سید فیروز شاہ صاحب قاسمی کی ناراضگی تو غلام رسول کی بہتری اور بھلائی کی خواہش پر تھی۔ تاکہ یہ شخص اپنی غلط حرکات سے باز آئے اور ایک اچھا مرید بن کر سلوک کی راہوں سے بآسانی گزر کر اپنے مقصد تک پہنچنے میں کامیاب ہوسکے۔ لیکن یہ خوبیاں شاید غلام رسول کے نصیب میں کبھی نہ تھیں۔ غلام رسول نے بار بار اپنے شیخِ کریم کو ناراض کرنے کے بعد آخر کار اپنے نام کے آخر سے "فیروزی" ہٹا دیا۔

اور میں سمجھتا ہوں کہ: غلام رسول نے اپنے نام سے "فیروزی" نہیں ہٹایا بلکہ جب مالکوں نے آزمالیا کہ یہ ہمارے لائق نہیں تو اس نسبت کو اس سے خود ہی واپس لے لیا اور موصوف کو راندۂ درگاہ کر دیا۔

موصوف کی نئی چال

حضرت سائیں پیر سید فیروز شاہ صاحب قاسمی دام ظلہ کے دربار سے راندۂِ درگاہ ہونے کے بعد غلام رسول کو سب سے بڑی جو پریشانی لاحق تھی وہ تھی "جماعت کی مخالفت"۔ غلام رسول سابق فیروزی کو اندازہ تھا کہ وہ جماعت کی مخالفت برداشت نہیں کر سکتا۔ اور یہ بھی اندازہ تھا کہ اگر وہ کسی دوسرے آستانے پہ چلا جاتا ہے تو جب بھی جماعت کی مخالفت کا سامنا کرنا پڑ سکتا ہے۔ لہذا موصوف نے اپنی فطری چالاکی کا فائدہ اٹھاتے ہوئے حضور سائیں قبلہ پیر سید فیروز شاہ صاحب قاسمی زید مجدہم کے پیر خانہ مشوری شریف کا رخ کیا اور حضرت سائیں نالے مٹھا رحمہ اللہ تعالی کے پاس پہنچ گیا۔

جعلی قاسمی

یہ کوئی 2003 کے لگ بھگ کی بات ہو گی۔ موصوف نے کمال چالاکی کے ساتھ وہاں جا کر سفید جھوٹ بولتے ہوئے اپنے آپ کو تاجدارِ مشوری حضرت سائیں علامہ محمد قاسم مشوری نور اللہ مرقدہ کا مرید ظاہر کیا اور "قاسمی" بننے کی طرف پہلا قدم اٹھایا۔

پکا قاسمی بننے کے لیے جھوٹ پہ جھوٹ

قدرت کا کرنا ایسا ہوا کہ 2004 میں حضرت سائیں نالے مٹھا کا وصال ہو گیا اور اب غلام رسول کو پکا قاسمی بننے کا موقع مل گیا۔ اور پھر اس "قاسمی" کو حتمی صورت اس وقت ملی جب موصوف نے قاسم الحقائق نامی کتاب میں اپنا تذکرہ بھی

شامل کروادیا اور جھوٹ کی انتہا کہ:

- 1980 سے حضرت تاجدارِ مشوری کے ساتھ نسبت بھی بنالی۔
- مرید ہونے کے وقت حضرت تاجدارِ مشوری کی جانب سے طویل وقت ہاتھ پکڑے رکھنے کا جھوٹ بھی گھڑ لیا۔
- حضرت تاجدارِ مشوری سے عربی میں گفتگو بھی گھڑ لی۔

بیٹھے سے تخ پا ہو کر اٹھ کھڑے ہوئے اپنا بریف کیس اٹھایا اور بستر کو جوان کو اٹھانے کا کہا اور واپس کو چل
حضرت سائیں میاں علی محمد اور دیگر حاضرین نے شاہ صاحب کی بہت منت سماجت کی کہ آپ اتنی دور سے سخت سردی
کر کے آئے ہیں حضرت قبلہ عالم سائیں بادشاہ سے ضرور مل کر جائیں۔ شاہ صاحب نے کہا میں کسی سے نہیں ملتا مجھ
صاحب نے کہا شاہ صاحب پھر اہانت کرتے ہو میں نے اسی وجہ سے زندیقین میں شامل کر لیا ہے ان پر کسی کی منت
کا کوئی اثر نہیں ہوگا۔ شاہ صاحب سائیں بادشاہ سے ملے بغیر واپس اسی تانگے پر چلے گئے۔

حضرت شیخ الحدیث پیر سائیں غلام رسول قاسمی (سرگودھا)

شیخ الحدیث پیر سائیں غلام رسول قاسمی کا آبائی تعلق سہوترا تحصیل پنڈ دادنخان ضلع جہلم سے ہے۔ ۱۳ جنوری
ء میں ولادت ہوئی۔ میٹرک کے بعد پاکستان ایئر فورس میں ملازمت اختیار کی۔ ملازمت کے دوران ملک کے بہترین
خصوصاً حضرت علامہ محمد فضل احمد صاحب اور حضرت علامہ غلام رسول فیضی صاحب سے دینی تعلیم حاصل کی۔ ۱۹۸۰ء میں
سائیں بادشاہ قدس سرہ سے روحانی نسبت قائم ہوئی اور مرشد کریم نے ذکر شریف دینے سے پہلے ہاتھ پکڑا تو کافی دیر
تک پکڑے ہی رکھا۔ ہاتھ اس قدر مضبوطی میں پکڑا کہ باقاعدہ محسوس ہو رہا تھا کہ آپ ہاتھ کو چھوڑنا نہیں چاہتے۔ کافی دیر تک
خاموشی سے ہاتھ پکڑے بیٹھے رہے بعد ازاں ذکر شریف سے نوازا۔

درگاہ شریف پر مسلسل رابطہ رہا اور بعض اوقات طویل قیام بھی ہوئے۔ مرشد کریم سائیں بادشاہ کی صحبت میں
اور آپ سے حدیث شریف کے سماع کی بھی سعادت نصیب ہوئی۔ اس وقت آپ کریم اپنے شاہزادہ حضرت منیر
سائیں بادشاہ دامت برکاتہم العالیہ کو جامع صغیر پڑھایا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ اپنے خاص روحانی اسرار کے سلسلے میں
رہنمائی حاصل کرنے کے لیے سائیں بادشاہ سے عربی زبان میں گفتگو بھی کی۔

حضرت علامہ علی بخش صاحب چاچڑ قدس سرہ العزیز دادو شریف، حضرت قبلہ سائیں امیر بخش جمالی قدس سرہ
العزیز، حضرت قبلہ مست سائیں محمد شفیع عرف مٹھن فقیر قدس سرہ الاقدس، حضرت قبلہ سید یعقوب شاہ صاحب قدس اللہ تعالیٰ
سرہ العزیز اور حضرت قبلہ حافظ اختیار احمد صاحب رحیم یار خان کی صحبت خاص میسر رہی۔

مرشد کریم کے وصال شریف کے بعد حضرت حق سائیں بالے مٹھا قدس سرہ الاقدس نے سلسلے کی خدمت کی
اجازت دی اور ائیر فورس سے ریٹائر ہونے کے بعد تا حال سرگودھا شہر میں جماعت کی خدمت پر کمربستہ ہیں۔

مذکورہ بالا اسکین میں غلام رسول ناصبی نے جو باتیں اپنے بارے میں لکھوائی ہیں، یہ وہ جھوٹ ہیں جنہیں غلام رسول تا قیامِ قیامت ثابت نہیں کر سکتا۔

میٹرک پاس شیخ الحدیث

اور ستم بالائے ستم کہ:

دس جماعت پڑھے شخص نے، جس نے کبھی مدرسے کا منہ نہیں دیکھا، خود کو "شیخ الحدیث" بھی لکھوالیا۔

اور ایک ایسا شخص جو اپنے ہی پیر و مرشد کا راندۂ درگاہ ہے، وہ پیر بھی بن گیا۔

بابائے ناصبیت کا کھلا جھوٹ

قارئینِ کرام!

ہم سطورِ بالا میں ذکر کر چکے کہ غلام رسول نے 1998 میں اپنے شیخِ کریم حضرت سائیں پیر سید فیروز شاہ صاحب قاسمی کو خط لکھا اور اپنی اٹھارہ سالہ غلامی کا ذکر کیا۔

جب یہ شخص 1998 میں اٹھارہ سال سے حضرت پیر سید فیروز شاہ صاحب قاسمی کا مرید تھا تو:

؟ 1980 میں حضرت تاجدارِ مشوری کا مرید کیسے ہو گیا؟

؟ اور خاص روحانی اسرار کے لیے عربی میں گفتگو کب کر لی؟

ذیل میں دیئے گئے اسکین میں ہائی لائٹ عبارت کو بغور ملاحظہ کریں۔ یہ بابائے ناصبیت کی تصنیف "یدِ بیضا" کا صفحہ 94 ہے جس پر موصوف تسلیم کر رہے ہیں کہ: حضرت تاجدارِ مشوری موصوف کے دادا مرشد ہیں۔

٩٤

اگر مرشد کریم نظر نہ آتے تو میں چھت سے زمین پر گر جاتا۔
میں سیڑھیوں کے ذریعے نیچے اترا۔ درگاہ شریف میں حاضر ہوا۔ حضور مرشد کریم دفتر میں اکیلے تشریف فرما تھے۔ (اس زمانے میں آپ دفتر میں تشریف رکھا کرتے تھے) جیسے ہی میں سامنے ہوا آپ نے میری طرف دیکھا۔ آپ کی آنکھیں بالکل سرخ تھیں۔ آپ نے صرف اتنا فرمایا۔ "دیکھ کے چلا کرو"

○ ایک مرتبہ حضور مرشد کریم کے مرشد پاک حضرت پیر سائیں محمد قاسم مشوری رحمت اللہ علیہ عمرہ شریف پر تشریف لے جارہے تھے۔ ایک آدھ دن کراچی میں قیام فرمانا تھا۔ جب ایئرپورٹ اترے۔ تو جماعت قاسمیہ فیروزیہ کے فقیر "کنار" جو ایئرپورٹ پر کام کرتے تھے اپنے دادا مرشد کریم کی زیارت کرنے لگے تو انہیں حال آگیا۔
دادا مرشد کریم نے فرمایا شاہ صاحب! (یعنی ہمارے مرشد کریم) انہیں اتنا دے رکھا ہے کہ ان سے برداشت ہی نہیں ہو رہا؟
آپ نے فرمایا حضور! آپ نے ہی اسے کچھ کیا ہے ورنہ پہلے تو یہ حالت نہیں تھی۔

○ فرمایا کہ مرشد کامل اپنے مرید کو پہلے ہی روز حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں پیش کر دیتا ہے۔ طالب کو سمجھ بعد میں آتی ہے۔

○ فرمایا کہ کتنے ہی لوگ ایسے ہوتے ہیں۔ جو یہاں آکر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کر کے چلے جاتے ہیں۔ مگر انہیں معرفت اور پہچان حاصل نہیں ہوتی۔

قارئینِ کرام!

مذکورہ بالا گفتگو کا مقصد یہ ہے کہ:

بابائے ناصبیت ایک جھوٹا شخص ہے۔ موصوف کا کسی دور میں دینیات سے کوئی بھی تعلق نہیں رہا۔ یہ جاہل کریمانامِ حق تک نہیں پڑھا ہوا۔ بس اِدھر اُدھر سے اردو کی کچھ کتابیں پڑھ کر اور کچھ علماء کے ساتھ بیٹھ کر اپنی چالاکی سے شیخ الحدیث اور نہ جانے کیا کیا کہلوانا شروع ہو گیا ہے۔

نیز نہ یہ قاسمی ہے اور نہ ہی فیروزی۔ تاجدارِ مشوری کے ہاتھ پر اس نے کبھی بیعت کی ہی نہیں۔ اور حضور قاسم الخیرات قبلہ پیر سید فیروز شاہ صاحب قاسمی دامت برکاتہم کا یہ راندۂِ درگاہ ہے۔ کمال چابکدستی سے جعلی قاسمی بنا اور رفتہ رفتہ جماعت کو یقین دلانے میں کامیاب ہو گیا کہ یہ حضرت تاجدارِ مشوری رحمہ اللہ تعالی کا مرید ہے۔

حالانکہ یہ سب جھوٹ ہے اور موصوف کے جھوٹ پر موصوف کی اپنی ہی پرانی تصانیف اور اس کے کورس میٹ حضرات بھی گواہ ہیں۔

اس لیے بندہ کا کہنا ہے کہ:

بابائے ناصبیت نہ فیروزی ہے نہ قاسمی ہے۔۔۔

بس ناصبی ہے۔۔۔!!!

دوسری فصل
بابائے ناصبیت کی زہریلی گفتگو کا متن

یوں تو بابائے ناصبیت تقریبا اپنے ہر خطاب میں ہی زہر اگلتا ہے۔ لیکن یہاں ہم موصوف کے ایک خطاب کے چند جملے بحرفہ نقل کرنا چاہتے ہیں، جن میں موصوف نے یہ تاثر دینے کی کوشش کی کہ:

بارہ امامانِ اہلِ بیت کی ترتیب ایک سازش اور گیم ہے۔

موصوف کی گفتگو اسی کے حروف میں ملاحظہ ہو:

سو ہنٹرا!

امام حسن کے ایک شہزادے۔

جو غازئِ کربلا ہیں۔ امام زین العابدین سے افضل ہیں۔ ان کا نام بھی حسن ہے۔ حسن بن حسن بن علی بن ابی طالب۔ ان کو حسن مثنی بھی کہتے ہیں۔۔۔۔۔ اب اگر ہم میں تھوڑا سا بھی خوفِ خدا آ جائے۔ جذبۂ بقائے اسلام ہے تو آج کے بعد ہر بندہ اس نام کا مبلغ بن جائے۔۔۔

اٹھاؤ سوال۔۔۔ کہ کہاں گئی نسلِ امام حسن رضی اللہ تعالی عنہ؟ کیوں نہیں ان کو یاد کیا جاتا؟؟؟

ایک بات اور بھی سن لو۔ امام زین العابدین امام بن گئے۔ ایک عقیدے کے مطابق۔

ہم بھی مانتے ہیں۔ وہ ایک الگ بات ہے۔ ہم ان کی عظمت کا اعتراف کرتے ہیں۔

سوال یہ نہیں ہے۔ سوال یہ ہے کہ امام زین العابدین رضی اللہ تعالی عنہ کو کچھ لوگوں نے اماموں میں شامل کیا ہوا ہے لیکن امام حسن مثنی کو اماموں میں شامل کیوں نہیں کیا گیا؟ سازش کیا ہے؟ گیم کیا ہے؟

آپ لوگوں کی عادت کے خلاف بات ہو تو میں ٹھیکے دار نہیں ہوں۔ بات یہ کرو کہ بات حق ہے کہ نہیں ہے؟

اور امام حسن مثنی بارہ اماموں میں شامل کیوں نہ کیے گئےےے؟

پتا چلتا ہے یہ نام اللہ نے نہیں چنے۔ لوگوں نے اپنی مرضی کی ہے۔

یہ بارہ کے بارہ ہستیاں عظیم ہیں ں ں ں ں ں

خبردار! سچ کھبے ہوویں ں ں ں۔ عظیم ہیں۔ بات یہ ہے کہ:

جس طرح گنتی تم نے بنائی ہوئی ہے اس پہ سوال اٹھ گیا ہے اس کا جواب علمی چاہیے۔ جذباتی سوال کا جواب نہیں چاہیے۔

اور امام حسن مثنی غازیِ کربلا ہیں۔ ان کا کربلا والوں میں ذکر تک نہ دیا جائےےےےےے

اور سنیے۔

امام حسن مثنی کے بیٹے، پوتے، پڑپوتے، کوئی بھی امام نہ بن سکا!!!!

ان میں کوئی صلاحیت نہ تھی خدانخواستہ؟

پتا چلتا ہے یہ سلیکشن من مانی ہے۔اس کارب رسول کی سلیکشن کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے۔

ہم کسی اور ہستی کا نام لیتے ناں ہم پر سو فتوے لگنے تھے۔اب تو ہم اولادِ علی المرتضی میں ہی بات کر رہے ہیں۔

اسی مولا مرتضی کا خون مبارک وہ ہے۔وہی خون مبارک یہ ہے۔یہ خون تجھے پسند آگیا۔اس خون کو تم نے باہر نکال دیا۔

سوہنڑا!

سوال ایسا ہے جس کا قیامت کے دن جواب دینا پڑے گا!!!

سنیت سوال کرتی ہی۔۔۔اسلام سوال کرتا ہے۔۔۔ایمان سوال اٹھاتا ہے۔۔۔انصاف سوال کرتا ہے۔

اس کا جواب دیا جائے۔

نہیں ہو گا۔

ایک اور بات بھی سن لیں۔

انہی حضرت مثنی کی اولاد میں سے پاکستان میں ایک بہت بڑی ہستی دفن ہیں۔حضرت عبد اللہ شاہ غازی۔کراچی کلفٹن۔سمندر کے کنارے پر۔بالکل قریبی

پڑپوتے پوتے لگ بھگ بنتے ہیں۔150 ہجری میں وصال ہوا ہے۔ فیض کا سمندر ہے ان کا مزار۔

اور سناؤں؟

داتا صاحب۔انہی کی اولاد میں سے ہیں۔

اور سناؤں؟

تیرے میرے غوث حضور غوثِ اعظم۔ حسن مثنی کی اولاد میں سے ہیں۔

اور ایک اور افسوس ناک بات بتاؤں؟

جن کی اولاد میں سے چھ سو سال بعد داتا صاحب اور غوث پاک پیدا ہو سکتے ہیں ان کی ڈائریکٹ اولاد اور پہلا بیٹا امام کیوں نہیں ہو سکتا؟

اور سنو!

اور یہ سب اولیاء اہلِسنت میں ہیں۔

اور اہلِسنت میں وہ بھی ہیں۔اس غلط فہمی میں بھی نہ رہنا۔

امام زین العابدین بھی سنیوں کے اور حسن مثنی بھی سنیوں کے امام ہیں۔

سیدنا علی المرتضی رضی اللہ تعالی عنہ کا فرمان۔ابو داود شریف میں موجود ہے۔آپ فرماتے ہیں یہ میرا بیٹا حسن سردار ہے جیسا کہ:

كما سماه رسول الله ﷺ

رسول اللہ ﷺ نے اس کا نام سردار رکھا ہے۔

ان ابنی ہذا سید کما سماہ رسول اللہ ﷺ

یہ میرا بیٹا سید ہے۔ حسن۔ فرمایا: حسن سید ہے۔اس کا نام حضور ﷺ نے سید رکھا ہے۔اور قیامت کے قریب امام مہدی میرے اس بیٹے حسن کی اولاد میں سے ہو گا۔

لو جی!

او بارہویں امام تے نام لے کے آئے پے جے حسنی۔

سوہنڑا!

یہ تھا پوائنٹ نمبر3

بابائے ناصبیت کی مذکورہ بالا زہریلی گفتگو کو اس لنک پر ملاحظہ کیا جا سکتا ہے:

https://www.youtube.com/watch?v=aRwisYnpk9M

تیسری فصل
بابائے ناصبیت کی زہریلی گفتگو پر تبصرہ

قال:

امام زین العابدین سے افضل ہیں۔

حضرت حسن مثنی کی افضلیت پہ دلیل کا مطالبہ

اقول بحول الله تعالی وقوته:

رسول اللہ ﷺ کی ساری اولاد افضل واعلی وبلند وبالا ہے۔ لیکن یہ دعوی کے حضرت سیدنا حسن مثنی حضرت سیدنا امام زین العابدین سے افضل ہیں۔ یہ بابائے ناصبیت کا دعوی ہے۔ ہم موصوف سے اس کی دلیل کا تقاضا کرتے ہیں۔

جس دن دلائل وبراہین کی روشنی میں ثابت کر دیا کہ:

حضرت سیدنا حسن مثنی بن حسن مجتبی بن علی مرتضی بن ابی طالب علیہم السلام حضرت سیدنا امام زین العابدین بن حسین شہید بن علی بن ابی طالب علیہم السلام سے افضل ہیں۔

اس دن ہم اس عنوان پہ گفتگو کا سلسلہ آگے بڑھائیں گے۔

فی الحال اتنا کہتے ہیں:

هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ فَإِذْ لَمْ يَأْتُوا بِالشُّهَدَاءِ فَأُولَئِكَ عِنْدَ اللَّهِ هُمُ الْكَاذِبُونَ

بابائے ناصبیت کا مقصد تفریق وانتشار ہے

قال:

اب اگر ہم میں تھوڑا سا بھی خوفِ خدا آجائے۔ جذبۂ بقائے اسلام ہے تو آج کے بعد ہر بندہ اس نام کا مبلغ بن جائے۔۔۔

اقول بتوفیق اللہ وتعالی وتوقیفہ:

سیدنا حسن مثنی علیہ السلام کے نامِ نامی اسمِ گرامی کی تبلیغ تو سبحان اللہ۔۔۔!!! لیکن رسول اللہ ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے:

إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ، وَإِنَّمَا لِكُلِّ امْرِئٍ مَا نَوَى

اعمال نیتوں سے ہیں۔ اور ہر شخص کے لیے وہی ہے جسکی اس نے نیت کی۔

ہم بابائے ناصبیت کی نیت پہ حملہ نہیں کرنا چاہتے اور نہ ہی ہم کو یہ حق پہنچتا ہے کہ ہم کسی کی نیت پہ حملہ کریں۔ لیکن ہم قارئین کو یہ دعوت ضرور دیں گے کہ وہ خود بابائے ناصبیت کی گفتگو سماعت فرمائیں اور خود فیصلہ کریں کہ:

سیدنا حسنِ مثنی علیہ السلام کے نام کی تبلیغ کی دعوت کیوں دی جارہی ہے۔

- آیا اس لیے کہ امتِ مسلمہ ان کے مقام ومرتبہ، ان کی رفعت ومنزلت سے خوابِ غفلت میں جاچکی ہے؟؟؟
- یا اولادِ سیدنا امام حسین سے مقابلہ بازی کے لیے؟

بابائے ناصبیت کی گفتگو بحرفہ ہم نے نقل کردی اور اس کی لنک بھی درج کردی ہے۔ موصوف کی گفتگو کو سن کر یا پڑھ کر ہر منصف مزاج یہ فیصلہ کرنے پر

مجبور ہو گا کہ:

یہاں سیدنا حسنِ مثنیٰ علیہ السلام کی عظمت وشان کی تبلیغ مقصود نہیں۔ بلکہ سیدنا امام حسین کی اولادِ امجاد علیہم السلام سے مقابلہ بازی اور فتنہ بازی مقصود ہے۔

جیسے کچھ لوگوں نے بنائی تو مسجد۔ لیکن پہلے دن ہی بد نیتی شامل تھی تو اللہ سبحانہ وتعالی نے اس کا تذکرہ یوں فرمایا:

﴿وَالَّذِينَ اتَّخَذُوا مَسْجِدًا ضِرَارًا وَكُفْرًا وَتَفْرِيقًا بَيْنَ الْمُؤْمِنِينَ وَإِرْصَادًا لِمَنْ حَارَبَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ مِنْ قَبْلُ وَلَيَحْلِفُنَّ إِنْ أَرَدْنَا إِلَّا الْحُسْنَى وَاللَّهُ يَشْهَدُ إِنَّهُمْ لَكَاذِبُونَ﴾ [التوبة: 107]

اور وہ لوگ جنہوں نے تکلیف دینے، کفر کرتے ہوئے، اور اہلِ ایمان کے بیچ تفریق کے لیے مسجد بنائی اور اس شخص کے انتظار کے لیے جس نے پہلے اللہ سبحانہ وتعالی اور اس کے رسول ﷺ سے جنگ کی۔ اور ضرور وہ قسمیں کھائیں گے کہ انہوں نے تو بھلائی کا ہی ارادہ کیا ہے اور اللہ سبحانہ وتعالی گواہی دیتا ہے کہ وہ لوگ ضرور جھوٹے ہیں۔

پھر اپنے حبیبِ کریم ﷺ سے فرمایا:

﴿لَا تَقُمْ فِيهِ أَبَدًا﴾ [التوبة: 108]

آپ اس میں کبھی بھی قیام فرمانہ ہوں۔

لیکن ایک مسجد وہ بھی تھی جس میں تشریف لے جانے کا حکم خود خالقِ کائنات جل وعلاو سبحانہ وتعالی نے فرمایا۔ اس کی شان یہ تھی کہ وہ پہلے دن ہی تقوی کی بنیاد پر بنائی گئی۔ اللہ سبحانہ وتعالی نے فرمایا:

﴿لَمَسْجِدٌ أُسِّسَ عَلَى التَّقْوَى مِنْ أَوَّلِ يَوْمٍ أَحَقُّ أَنْ تَقُومَ فِيهِ﴾ [التوبة: 108]

البتہ وہ مسجد جس کی بنیاد پہلے روز ہی تقوی پر رکھی گئی، وہ اس کا زیادہ حق رکھتی ہے کہ آپ اس میں قیام فرما ہوں۔

دونوں گروہوں نے بنائی تو مسجد ہی تھی لیکن:

ایک گروہ کی مسجد کی تعمیر اہلِ اسلام کے بیچ تقسیم اور تفرقہ کی نیت پر مشتمل تھی۔ سو اللہ سبحانہ وتعالی نے ہمیشہ کے لیے اس سے روک دیا۔

جبکہ دوسری مسجد کی تعمیر بر بنائے تقوی تھی تو اللہ سبحانہ وتعالی نے اپنے حبیب ﷺ کا اس میں قیام فرمانا احق بتایا۔

بابائے ناصبیت کی مکمل گفتگو سنی جائے تو صاف معلوم ہو رہا ہے کہ:

بابائے ناصبیت کو سیدنا حسنِ مثنی علیہ السلام کے ذکر سے کوئی غرض نہیں۔

موصوف کو غرض ہے تو:

سیدنا امام حسین علیہ السلام کی اولاد کا ذکر روکنے سے۔۔۔!!!

موصوف کو غرض ہے تو معمولاتِ اہلسنت پہ حملہ آور ہو کر اہلِ سنت کے

پیچ افرا تفری اور افتراق وانتشار کی آگ بھڑکانے سے۔۔۔!!!

بالکل وہی طرز جو مسجدِ قبا کے مقابل مسجدِ ضرار والوں کا تھا۔۔۔!!!

وَلَيَحْلِفُنَّ إِنْ أَرَدْنَا إِلَّا الْحُسْنَى وَاللَّهُ يَشْهَدُ إِنَّهُمْ لَكَاذِبُونَ

بابائے ناصبیت کی بدنیتی پر قرینہ

قال:

اٹھاؤ سوال۔۔ کہ کہاں گئی نسلِ امام حسن رضی اللہ تعالی عنہ؟ کیوں نہیں ان کو یاد کیا جاتا؟؟؟

اقول بتوفیق اللہ وتعالی وتوقیفه:

قارئینِ کرام!

اسلوب صاف بتا رہا ہے کہ سامعین کو بغاوت پہ ابھارا جا رہا ہے۔ تفریق وانتشار کی دعوت دی جا رہی ہے۔

اور پچھلی گفتگو میں ہم نے اسی بات کی جانب اشارہ کیا کہ بابائے ناصبیت اہلِ اسلام کو تشویش اور تفریق کا شکار کرنا چاہتا ہے۔ ورنہ موصوف کو سیدنا حسن مثنی علیہ السلام کے ذکر سے کوئی غرض ومطلب نہیں۔

رہا یہ سوال کہ کہاں گئی امام حسن کی نسل؟

تو یہ سراسر جاہلانہ سوال ہے۔ کیونکہ چار دانگِ عالم امام حسن کی نسل موجود ہے اور ان شاء اللہ سبحانہ وتعالی تا قیامِ قیامت موجود رہے گی۔

رہی یہ بات کہ انہیں کیوں نہیں یاد کیا جاتا؟

تو یہ بھی نری جاہلانہ بات ہے۔

♥ حضور سیدنا غوثِ اعظم رضی اللہ تعالی عنہ حسنی سید ہیں۔ پوری دنیا میں اولیائے کرام میں سے جتنا ذکر سیدنا غوثِ اعظم شیخ عبد القادر جیلانی کا کیا جاتا ہے شاید ہی صحابہ کے بعد کسی بھی دوسری شخصیت کا کیا جاتا ہو۔

♥ حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری حسنی سید ہیں۔ ملکِ پاکستان میں جو مرکزی حیثیت حضرت داتا گنج بخش کے مزارِ انور کو حاصل ہے، شاید ہی کسی دوسرے مزار کو ایسی مرکزی حیثیت حاصل ہو۔

♥ حضرت سیدنا پیر مہر علی شاہ صاحب گیلانی رضی اللہ تعالی عنہ۔ حسنی سید ہیں۔ ملک بھر میں جس قدر کی نگاہ سے حضورِ اعلی کی شخصیت کو دیکھا جاتا ہے، متاخرین میں کوئی ایک بھی ایسا نہیں جنہیں ایسی قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہو۔

♥ حضرت سیدنا عبد اللہ بن محمد نفسِ زکیہ بن عبد اللہ محض بن حسن مثنی بن حسن مجتبی بن علی المرتضی بن ابی طالب علیہم السلام المعروف: عبد اللہ شاہ غازی رضی اللہ تعالی عنہ وارضاہ عنا۔ حسنی سید ہیں اور سیدنا امام حسن مجتبی کے سڑَوتے (سکڑ پوتے) ہیں۔ پورے کراچی میں جس قدر کی نگاہ سے حضرت سیدنا عبد اللہ شاہ غازی رحمہ اللہ کو دیکھا جاتا ہے، کوئی دوسرا ایسا نہیں جس کو ایسی عزت کی نظر سے دیکھا جاتا ہو۔

بابائے ناصبیت کا یہ کہنا کہ: کیوں نہیں ان کو یاد کیا جاتا؟؟؟

یہ صرف سادہ لوح سنیوں کو بہکانے اور ناصبیت کا چورن بیچنے کے لیے ہے۔ ورنہ حسنی سادات بھی چار دانگِ عالم صبح شام ایسے ہی مذکور ہوتے ہیں جیسے حسینی سادات۔۔۔ جعلنا اللہ سبحانہ وتعالی من خدامهم فی الدنیا والآخرة

بابائے ناصبیت کی بدباطنی

قال:

ایک بات اور بھی سن لو۔ امام زین العابدین امام بن گئے۔ ایک عقیدے کے مطابق۔

اقول بحول اللہ تعالی وقوته:

پہلے باب میں دسیوں ائمہ وعلماء کا ذکر ہو چکا جن کے نزدیک سیدنا امام زین العابدین امام تھے۔ اور بلا شبہ سیدنا امام زین العابدین اہلِ سنت کے نظریے کے مطابق بھی امام ہی ہیں۔

پھر بابائے ناصبیت کا کہنا: امام بن گئے۔ ایک عقیدے کے مطابق۔

صاف بتا رہا ہے کہ بابائے ناصبیت کی نظر میں وہ امام نہیں۔ اور ہم بابائے ناصبیت سے منوانا بھی نہیں چاہتے کیونکہ سیدنا امام زین العابدین کو امام ماننا ناصبیوں کا عقیدہ ہی نہیں۔ اہلِسنت کا نظریہ ہے۔ رہی بات روافض کی تو علیہم ما علیہم۔

بابائے ناصبیت کا شدید زہریلا جملہ اور منہجِ کفار کی پیروی

قال:

سوال یہ ہے کہ امام زین العابدین رضی اللہ تعالی عنہ کو کچھ لوگوں نے اماموں میں شامل کیا ہوا ہے لیکن امام حسن مثنی کو اماموں میں شامل کیوں نہیں کیا گیا؟ سازش کیا ہے؟ گیم کیا ہے؟

اقول بحول اللہ تعالی وقوته:

"اماموں میں شامل کیا ہوا ہے" اور "اماموں میں شامل کیوں نہیں کیا گیا"

سوال یہ ہے کہ:

? کیا حضرت سیدنا حسن مثنی علیہ السلام نے امامت کا دعوی کیا؟

? آپ کے پیروکاروں میں سے کسی نے آپ کے لیے امامت کا قول کیا؟

? اکابر اہلِسنت میں سے کسی نے سیدنا حسن مثنی کے لیے اس منصب کا دعوی کیا؟

اگر نہیں اور یقینا نہیں تو پھر بابائے ناصبیت کو کیوں تکلیف ہو رہی ہے اور وہ سیدنا حسن مثنی علیہ السلام کے لیے مرتبۂِ امامت کیوں منوانا چاہ رہا ہے؟؟؟

بات وہی ہے جو ہم سطورِ بالا میں گزارش کر چکے کہ نواصب کا بنیادی مقصد ذکرِ آلِ رسول ﷺ پہ حملہ ہے اور اس ذریعے اہلِ اسلام کو تشویش و تفریق میں مبتلا کرنا مقصود ہے۔ ورنہ جس ہستی نے خود ایک منصب کا دعوی نہیں کیا۔ اکابر اہلِ سنت میں سے کسی نے ان کے لیے اس منصب کا قول نہیں کیا۔ پھر بابائے ناصبیت کا

ان کے لیے اس منصب کی خاطر تلملانا کیسے درست ہو سکتا ہے؟؟؟

ثم اقول بحول الله تعالی وقوته:

بابائے ناصبیت کا اعتراض "امامت" کے کس معنی پر ہے؟

❖ اگر امام بمعنی "پیشوائے امت" پر اعتراض ہے تو یہ بابائے ناصبیت کی جہالت ہے۔ سیدنا حسن مثنی تو کیا، ان کے غلام بلکہ غلاموں کے غلام بھی پیشوایانِ امت اور امامانِ اہلِ اسلام وامامانِ اہلِ سنت ہیں۔

❖ اگر اعتراض امام بمعنی خلیفہ پر ہے تو یہ اعتراض بھی باطل ہے۔ کیونکہ اس معنی کے لحاظ سے سیدنا امام زین العابدین کو بھی امام نہیں کہا جاتا۔

❖ اگر اعتراض اس معنی پر ہے جو روافض کے خود ساختہ ہیں تو اس لحاظ سے بھی اعتراض باطل ہے۔ کیونکہ اہلِسنت میں اس معنی کا کوئی بھی قائل نہیں۔ نہ سیدنا امام زین العابدین کے لیے، نہ ان کے والدِ گرامی سیدنا امام حسین کے لیے اور نہ ہی باقی ائمہِ اہلِ بیت کی خاطر۔

❖ اور اگر اعتراض امام بمعنی قطب الارشاد بالاصالۃ اور منبعِ فیضِ ولایت پر ہیں جس کی اکابرِ اہلِسنت نے تصریح کی تو اب بابائے ناصبیت کی گفتگو کفار کے اُس قول کی مانند ہے جسے قرآنِ عظیم نے بدیں کلمات ذکر فرمایا:

﴿لَوْلَا نُزِّلَ هَذَا الْقُرْآنُ عَلَى رَجُلٍ مِنَ الْقَرْيَتَيْنِ عَظِيمٍ﴾

یہ قرآن مکہ وطائف کے کسی عظیم آدمی پر کیوں نہ اترا؟

[الزخرف: 31]

جیسے کفار کا اعتراض تقسیمِ الٰہی پر تھا بالکل ویسے ہی بابائے ناصبیت کا اعتراض بھی تقسیمِ خداوندی پر ہے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ایسے ہی لوگوں کے رد میں فرمایا:

﴿أَهُمْ يَقْسِمُونَ رَحْمَتَ رَبِّكَ نَحْنُ قَسَمْنَا بَيْنَهُمْ مَعِيشَتَهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَرَفَعْنَا بَعْضَهُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجَاتٍ﴾ [الزخرف: 32]

کیا وہ لوگ آپ کے پروردگار کی رحمت کو بانٹتے ہیں؟ ان کے بیچ ہم نے ان کی دنیوی زندگانی میں ان کے رزق بانٹے اور ان میں سے بعض کو دوسرے پر درجوں بلندی بخشی۔

یہ فضلِ خداوندی ہے جسے چاہے عطا کرے۔ ﴿ذَٰلِكَ فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ﴾

یہ انتخابِ خداوندی ہے۔۔۔ صدیوں بعد سیدنا امام حسن کے بیٹے سیدنا غوثِ اعظم کو قطبیت کا مقام مل گیا لیکن اس دور میں سیدنا امام حسین کے جگر پاروں میں سے یہ مقام کسی کو نصیب نہ ہوا تو کیا یہ اعتراض کیا جاسکتا ہے کہ:

امام حسن کی اولاد میں صدیوں بعد یہ مقام مل گیا تو سیدنا امام حسین جن کی اولاد میں آٹھ یا نو ائمۂ اطہار کی شخصیات ہیں، ان کی اولاد میں یہ مقام کیوں نہ ملا؟

پیرِ فرتوت کا یہ اعتراض خالص جہالت کا نتیجہ اور کفار کے طرز کی کامل پیروی ہے۔ اور پھر بچپن کی انتہا کرتے ہوئے کہا:

سازش کیا ہے؟ گیم کیا ہے؟

قارئینِ کرام!

ہم دوسرے باب کی پہلی فصل میں بتا چکے کہ:

بابائے ناصبیت کسی بھی دینی ادارے کا مستند عالم نہیں۔ یہ ایک چالاک اور عیار شخص ہے جس نے اپنی چالاکی سے نہ جانے کتنوں کو اپنے جال میں پھنسا رکھا ہے۔

اس بڈھے کے ان زہریلے جملوں کا مطلب یہ بنتا ہے کہ: پہلے باب میں جن لاتعداد اہلِ علم کا ذکر ہوا وہ سارے "سازش" اور "گیم" کا حصہ ہیں۔۔۔!!!

خوارجہ محمد پارسا سازش کا حصہ۔۔۔ علامہ جامی سازش کا حصہ۔۔۔ شیخِ محقق سازش کا حصہ۔۔۔ شیخِ مجدد سازش کا حصہ۔۔۔ مولانا جلال رومی سازش کا حصہ۔۔۔ سیدنا پیر مہر علی شاہ صاحب سازش کا حصہ۔۔۔ فاضلِ بریلی سازش کا حصہ۔۔۔ پوری سنیت سازش کا حصہ ہے اور عوامِ اہلِسنت کو دھوکا دینے میں مصروف ہے تو یہ بڈھا بتادے کہ پھر اس نے دین کہاں سے سیکھا ہے؟

سچ کہتے ہیں کہ: نیم حکیم خطرۂ جان نیم ملاں خطرۂ ایمان۔

اور بابائے ناصبیت تو نیم ملاں بھی نہیں بالکل ہی فارغ شخص ہے۔ بس صبح شام گمراہ گری میں مصروف رہتا ہے۔

بابائے ناصبیت کی گفتگو پر نقض
اور خطرناک نتائج پر تنبیہ

قال:

اور سنیئے۔ امام حسن مثنیٰ کے بیٹے، پوتے، پڑپوتے، کوئی بھی امام نہ بن سکا!!!!
ان میں کوئی صلاحیت نہ تھی خدانخواستہ؟
پتا چلتا ہے یہ سلیکشن من مانی ہے۔ اس کا رب رسول کی سلیکشن کے ساتھ
کوئی تعلق نہیں ہے۔

اقول بحول الله تعالى وقوته:

بابائے ناصبیت کی اس گفتگو کے تناظر میں اگر کوئی شخص انبیائے بنی
اسرائیل پہ بدیں الفاظ اعتراض کرے کہ:

حضرت اسماعیل کے بیٹے، پوتے، پڑپوتے، کوئی بھی نبی نہ بن سکا!!!!۔ ان
میں کوئی صلاحیت نہ تھی خدانخواستہ؟ پتا چلتا ہے یہ سلیکشن من مانی ہے۔ اس کا رب
رسول کی سلیکشن کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے۔

تو سوال یہ ہے کہ بابائے ناصبیت اور ہمنوا اس کا کیا جواب دیں گے؟
اور صرف انبیائے بنی اسرائیل پر ہی کیوں؟
کوئی شخص حضرت شیث سے لے کر تمام انبیائے کرام کے مقابل اعتراض
اٹھائے کہ:

عبد المغیث بن آدم کے بیٹے، پوتے، پڑپوتے، کوئی بھی نبی نہ بن سکا!!!!

ان میں کوئی صلاحیت نہ تھی خدانخواستہ؟

پتا چلتا ہے یہ سلیکشن من مانی ہے۔اس کا رب رسول کی سلیکشن کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے۔

ہم پیرِ فرتوت اور اس کے حامی نواصب سے پوچھنا چاہیں گے کہ:

کیا یہ کفار کے طرزِ عمل سے کچھ مختلف ہے؟

جو گھٹیا اور کفریہ سوال بابائے نواصب نے بارہ امامانِ اہلِ بیت کی خصوصیت کے انکار کے لیے اٹھایا ہے، یہ سوال تو کسی بھی عظمت والی ہستی کی عظمت کے انکار کے لیے اٹھایا جا سکتا ہے۔

یہ امت کو اسلام سکھایا جا رہا ہے یا بغضِ اہلِ بیت میں طرزِ کفار کی تعلیم دی جا رہی ہے؟؟؟

بابائے ناصبیت کی بدنیتی پر ایک اور قرینہ

قال:

ہم کسی اور ہستی کا نام لیتے ناں ہم پر سو فتوے لگنے تھے۔اب تو ہم اولادِ علی المرتضی میں ہی بات کر رہے ہیں۔

اقول بحول اللہ تعالی وقوتہ:

قارئینِ کرام! ہم پہلے بتا چکے کہ بابائے ناصبیت کو سیدنا حسنِ مثنی کے ذکر سے کوئی لینا دینا نہیں۔اسے تکلیف ان ہستیوں کے ذکر سے ہے جن کا ذکر کیا جا رہا

ہے۔ موصوف کے یہ جملے بھی ہمارے دعوے کی صداقت پر گواہی دے رہے ہیں۔

صاف صاف معلوم ہو رہا ہے کہ:

بابائے ناصبیت جن ہستیوں کا نام لے کر مہم چلا رہا ہے وہ نام فتووں سے بچنے کے لیے صرف ایک بہانہ ہیں۔ ورنہ اصل حملہ اس ذکرِ اہلِ بیت پر ہے جو چار دانگِ عالم جاری ہے۔

یہی وجہ ہے کہ سوشل میڈیا پہ بابائے ناصبیت کی ویڈیو کو ہر سو پھیلانے والے وہی لوگ ہیں جو ذکرِ آلِ رسول ﷺ کو رافضیت کہتے ہوئے نہیں تھکتے۔ یہ ساری چیزیں ان حضرات کی بد باطنی کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔

قال:

سنیت سوال کرتی ہی۔۔۔ اسلام سوال کرتا ہے۔۔۔ ایمان سوال اٹھاتا ہے۔۔۔ انصاف سوال کرتا ہے۔

اقول بحول اللہ تعالی وقوته:

سنیت نے سوال کرنا ہوتا تو پہلے باب میں ان گنت ائمہ وعلماء نہ بارہ امامانِ اہلِ بیت کا ذکر کرتے اور نہ ہی وہ ترتیب مانتے جو مشہور ہے۔ البتہ یہ سوال ناصبیت کا ضرور ہے۔ بابائے ناصبیت کو یوں کہنا چاہیے:

ناصبیت سوال کرتی ہی۔۔۔ بغضِ آلِ رسول ﷺ سوال کرتا ہے۔۔۔ دشمنِ مولا علی سوال اٹھاتا ہے۔۔۔ یزیدی سوال کرتا ہے۔

بابائے ناصبیت کی گمراہ گری

قال:

اور ایک اور افسوس ناک بات بتاؤں؟

جن کی اولاد میں سے چھ سو سال بعد داتا صاحب اور غوث پاک پیدا ہو سکتے ہیں ان کی ڈائریکٹ اولاد اور پہلا بیٹا امام کیوں نہیں ہو سکتا؟

اقول بحول اللہ تعالی وقوتہ:

بابائے ناصبیت اور اس کے حامیوں کا مقصد صرف اور صرف اضلالِ امت ہے۔ اگر بابائے ناصبیت کا یہ سوال اصولی ہے تو مندرجہ ذیل سوال کا جواب بھی دے دے:

حضرت سیدنا اسماعیل علی نبینا وعلیہ السلام کی اولاد میں سے صدیوں بعد خاتم الانبیاء ہو سکتے ہیں تو ان کی ڈائریکٹ اولاد اور پہلا بیٹا نبی کیوں نہیں ہو سکتا؟

قارئینِ کرام!

کیا اس طرز کو کوئی ہوشمند شخص اسلامی طرز کہہ سکتا ہے؟

نواصب بغضِ مولائے کائنات علیہ السلام اور بغضِ آلِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں اس قدر پستی میں گر چکے ہیں کہ بدبختوں نے اصولِ کفر کی تعلیم و تبلیغ شروع کر دی ہے۔ قَاتَلَهُمُ اللّٰهُ أَنّٰى يُؤْفَكُونَ

امام مہدی کا
حسنی یا حسینی ہونا مختلف فیہ

قال:

اوبارہویں امام تے نام لے کے آئے پے جے حسنی۔

اقول بحول اللہ تعالی وقوتہ:

حضرت سیدنا امام مہدی کے حسنی یا حسینی ہونے میں علمائے امت کے بیچ اختلاف ہے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ حسنی حسینی ہوں۔ بعض اہلِ علم نے والد کی جانب سے حسنی ہونا اور والدہ کی جانب سے حسینی ہونے کو، سیدنا ابراہیم علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام کے بیٹوں سیدنا اسماعیل وسیدنا اسحاق کے معاملے پر قیاس کرتے ہوئے ، ترجیح دی ہے۔

علامہ علی قاری متوفی1014ھ لکھتے ہیں:

وَاخْتُلِفَ فِي أَنَّهُ مِنْ بَنِي الْحَسَنِ، أَوْ مِنْ بَنِي الْحُسَيْنِ، وَيُمْكِنُ أَنْ يَكُونَ جَامِعًا بَيْنَ النِّسْبَتَيْنِ الْحُسْنَيَيْنِ، وَالْأَظْهَرُ أَنَّهُ مِنْ جِهَةِ الْأَبِ حَسَنِيٌّ، وَمِنْ جَانِبِ الْأُمِّ حُسَيْنِيٌّ، قِيَاسًا عَلَى مَا وَقَعَهُ فِي وَلَدَيْ إِبْرَاهِيمَ: إِسْمَاعِيلَ وَإِسْحَاقَ عَلَيْهِمُ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ، حَيْثُ كَانَ أَنْبِيَاءُ بَنِي إِسْرَائِيلَ كُلُّهُمْ مِنْ بَنِي إِسْحَاقَ، وَإِنَّمَا نُبِّئَ مِنْ ذُرِّيَّةِ إِسْمَاعِيلَ نَبِيُّنَا - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - وَقَامَ مَقَامَ الْكُلِّ، وَنِعْمَ الْعِوَضُ وَصَارَ خَاتَمَ الْأَنْبِيَاءِ، فَكَذَلِكَ لَمَّا ظَهَرَتْ أَكْثَرُ الْأَئِمَّةِ وَأَكَابِرُ الْأُمَّةِ مِنْ أَوْلَادِ الْحُسَيْنِ، فَنَاسَبَ أَنْ يَنْجَبِرَ الْحَسَنُ بِأَنْ أُعْطِيَ لَهُ وَلَدٌ يَكُونُ خَاتَمَ الْأَوْلِيَاءِ، وَيَقُومُ مَقَامَ سَائِرِ الْأَصْفِيَاءِ

یعنی حضرت مہدی کے بارے میں اختلاف ہے کہ آپ بنو حسن سے ہوں گے یا بنو حسین سے۔ اور ممکن ہے کہ دونوں عظیم نسبتوں کے جامع ہوں۔ اور زیادہ ظاہر یہ ہے کہ: والد کی جانب سے حسنی ہوں اور والدہ کی جانب سے حسینی۔ اس پر قیاس کرتے ہوئے جو حضرت سیدنا ابراہیم کے دونوں بیٹوں حضرت اسماعیل وحضرت اسحاق کے بارے میں پایا گیا۔ کیونکہ بنی اسرائیل کے سارے انبیاء بنو اسحاق سے تھے اور حضرت اسماعیل کی اولاد میں سے ہمارے نبی ﷺ کو مقام نبوت ملا اور سب کے قائم مقام بن گئے اور کیا خوب عوض بنے اور خاتم الانبیاء ہوئے۔ پس یوں ہی جب اکثر ائمہ اور امت کے اکابر سیدنا امام حسین کی اولاد سے ہوئے تو مناسب ہے کہ امام حسن کو بایں طور بدلہ دیا جائے کہ انہیں ایک ایسا بیٹا دیا جائے جو خاتم الاولیاء ہو اور باقی اصفیاء کا قائم مقام ہو۔

(مرقاۃ المفاتیح 8/ 3438،3439)

علامہ علی قاری رحمہ اللہ تعالی کی گفتگو سے ایک بات تو یہ واضح ہو گئی کہ:

سیدنا امام مہدی کا حسنی ہونا یا حسینی ہونا مختلف فیہا مسئلہ ہے۔

دوسری بات یہ بھی واضح ہو گئی کہ:

جن حضرات نے سیدنا امام مہدی کے حسنی ہونے کو ترجیح دی انہوں نے اسے قیاس کیا حضرت ابراہیم علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام کے بیٹوں حضرت اسماعیل واسحاق علیہما الصلوۃ والسلام کے معاملے پر۔ ایک بیٹے کی اولاد سے ان گنت انبیاء اور دوسرے بیٹے کی اولاد سے ایک ہی نبی جو خاتم الانبیاء۔ علی نبینا وعلیہم الصلوۃ والسلام

بنابریں: سارے ائمہ امام حسین کی اولاد سے اور امام حسن کی اولاد سے ایک ہی امام جو خاتم الائمہ۔

حضرت سیدنا امام مہدی حسنی ہوں یا حسینی ہوں لیکن یہ بات طے شدہ ہے کہ سیدۂِ کائنات علیہا السلام کی اولاد سے ہوں گے۔ اور اس مقام پہ بندہ اس باب میں ترجیح کی جانب جانا بھی ضروری نہیں سمجھتا۔ لیکن اس قدر ضرور کہنا چاہے گا کہ:

جن حضرات نے امام مہدی کے حسنی ہونے کو ترجیح دی انہوں نے سارے ائمہ امام حسین کی اولاد سے ماننے اور بطورِ عوض خاتم الائمہ امام حسن کی اولاد سے مانے۔ لیکن بابائے ناصبیت کی عقل کی فٹنگ شاید الٹی ہے کہ ایک جانب سیدنا امام مہدی کے حسنی ہونے کا اصرار بھی کر رہا ہے اور دوسری جانب باقی ائمہ کے سیدنا امام حسین کی اولاد سے ہونا اس کو ہضم بھی نہیں ہو رہا۔

حقیقت وہی ہے جس کی طرف بندہ نے سطورِ بالا میں اشارہ کیا کہ:

بابائے ناصبیت کو ذکر سیدنا امام حسن یا سیدنا حسن مثنی سے کچھ غرض نہیں۔ اصل میں تکلیف ہے ذکرِ اہلِ بیت سے۔ لیکن اہلِ بیت کے مقابل اپنے محبوبوں کا ذکر لائے گا تو لعن طعن کے زیادہ گلدستے پیش ہوں گے۔ لہذا موصوف کی چالاکی اور چابکدستی ہے کہ: اہلِ بیت کے ذکر پر اہلِ بیت ہی کے ذریعے اعتراض کر رہا ہے تاکہ اس کے دل کی تسلی بھی ہو جائے اور فتوی سے بھی بچ سکے۔

یعنی:

ذکر روکے فضل کاٹے نقص کا جو یاں رہے

پھر کہے مردک کہ ہوں امت رسول اللہ کی

لیکن:

مٹ گئے مٹتے ہیں مٹ جائیں گے اعدا تیرے

نہ مٹا ہے نہ مٹے گا کبھی چرچا تیرا

تو گھٹائے سے کسی کے نہ گھٹا ہے نہ گھٹے

جب بڑھائے تجھے اللہ تعالیٰ تیرا

ابن زہرا سے ترے دل میں ہیں یہ زہر بھرے

بل بے او منکر بے باک یہ زہرا تیرا

خاتمہ
سیدنا حسن مثنی کے ذکر میں

نام ونسب:

ابو محمد حسن بن حسن بن علی بن ابی طالب مدنی۔ آپ کی والدہ کا نام: خولہ بنت منظور فزاریہ تھا۔[1]

شبیہِ رسول ﷺ:

آپ رسول اللہ ﷺ سے مشابہت رکھتے تھے۔ آپ خود فرماتے ہیں:

وَكُنْتُ أُشَبَّهُ وَأَنَا شَابٌّ بِرَسُوْلِ اللهِ -صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ-

میں جوان تھا جب مجھے رسول اللہ ﷺ کے مشابہ قرار دیا جاتا تھا۔[2]

آپ کے بال جلد سفید ہو گےل تھے۔[3]

نسلِ امام حسن:

سیدنا امام حسن بن علی بن ابی طالب کی نسلِ پاک صرف حضرت سیدنا حسنِ مثنی اور آپ کے بھائی حضرت زید بن حسن مجتبی سے چلی۔[4]

---

[1] تاریخ دمشق 13/ 63

[2] سیر اعلام النبلاء 4/ 486

[3] تاریخ دمشق 13/ 65

[4] سیر اعلام النبلاء 3/ 279

چند مناقب:

آپ کا شمار تابعین میں ہوتا ہے۔[5] سیدنا حسنِ مثنی سیدنا امام حسن کے وصی اور مولائے کائنات کے ولیِ صدقہ تھے۔[6] آپ خلافت کے اہل تھے۔[7]

ازواج و اولادِ امجاد:

سیدنا حسن مثنی کی ازواج میں:

1. سیدہ فاطمہ بنت امام حسین

آپ کی اولاد میں:

- حضرت عبد اللہ محض
- حضرت ابراہیم بن حسن مثنی
- حضرت حسن مثلث
- سیدہ زینب بنت حسن مثنی
- سیدہ امِ کلثوم (سیدنا امام باقر کی زوجہ مطہرہ)

کے نام ملتے ہیں۔

2. ام موسی بنت عمر بن علی مرتضی

---

[5] التحفۃ اللطیفۃ للسخاوی 2/294

[6] تاریخ دمشق 13/65

[7] سیر اعلام النبلاء 4/487

3. ام الفضل بنت محمد بن حنفیہ
4. رملہ بنت سعید بن زید

آپ کی اولاد میں:

○ محمد بن حسن مثنی۔

کا نام ملتا ہے۔

5. رومی کنیز حبیبہ

آپ کی اولاد میں:

○ داود بن حسن مثنی اور
○ جعفر بن حسن مثنی

کا ذکر ملتا ہے۔[8]

سیدہ فاطمہ بنت امام حسین سے نکاح:

آپ نے معرکۂِ کربلا سے پہلے اپنے چچا سیدنا امام حسین کے پاس پیغامِ نکاح بھیجا تو سیدنا امام حسین نے اپنی دونوں شہزادیوں کے بارے میں اختیار دیا کہ آپ جس سے شادی کرنا چاہیں۔ حضرت حسن مثنی ازراہِ حیا جواب نہ دے پائے تو سیدنا امام حسین نے فرمایا:

فإني قد اخترت لك ابنتي فاطمة، فهي أكثرهما شبها بأمي

---

[8] الامامان الحسن المثنی وابنہ عبد اللہ ص14

فاطمة بنت رسول الله

میں نے تمہارے لیے اپنی بیٹی فاطمہ کا انتخاب کیا۔ کیونکہ یہ میری دونوں بیٹیوں میں سے میری امی جان سیدہ فاطمہ بنت رسول اللہ ﷺ سے زیادہ مشابہت رکھتی ہیں۔[9]

معرکہ کربلا میں حاضری:

آپ معرکۂ کربلاء میں موجود تھے۔ زخمی ہوئے اور زخمی حالت میں وہاں سے اٹھائے گئے۔[10]

ولید بن عبد الملک کی دشمنی:

ولید بن عبد الملک نے والیِ مدینہ عثمان بن حیان کی جانب لکھ بھیجا:

انْظُرْ إِلَى الْحَسَنِ بْنِ الْحَسَنِ فَاجْلِدْهُ مِائَةَ جَلْدَةٍ، وَقِفْهُ لِلنَّاسِ يَوْمًا، وَلَا أَرَانِي إِلَّا قَاتِلَهُ

حسن بن حسن کو دیکھو۔ ان کو ایک سو کوڑے لگاؤ۔ اور ایک روز لوگوں کے سامنے کھڑا رکھو۔ میں یہی سمجھتا ہوں کہ میں ان کو قتل کر ڈالنا چاہتا ہوں۔

حضرت حسن مثنی کی جانب پیغام بھیج کر بلوایا گیا۔ آپ آئے تو کچھ جھگڑے والے لوگ سامنے موجود تھے۔

---

9 مقاتل الطالبیین ص 167

10 مقاتل الطالبیین ص 119

اسی دوران حضرت سیدنا امام زین العابدین نے آپ سے کہا:

يَا أَخِي، تَكَلَّمْ بِكَلِمَاتِ الْفَرَجِ يُفَرِّجِ اللَّهُ عَنْكَ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ الْحَلِيمُ الْكَرِيمُ، سُبْحَانَ اللَّهِ رَبِّ السَّمَاوَاتِ السَّبْعِ وَرَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ، الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ

اے میرے بھائی! آپ کلماتِ کشادگی پڑھیں۔ اللہ سبحانہ وتعالی آپ کو نجات دے دے گا۔ (وہ کلماتِ فرج یہ ہیں:)

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ الْحَلِيمُ الْكَرِيمُ، سُبْحَانَ اللَّهِ رَبِّ السَّمَاوَاتِ السَّبْعِ وَرَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ، الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ

حضرت سیدنا حسن مثنی نے پڑھے تو اربابِ خصوت کے بیچ سے کچھ جگہ کھلی اور عثمان بن حیان نے آپ کی جانب دیکھا تو بولا:

أَرَى وَجْهَ رَجُلٍ قَدْ قُرِفَتْ عَلَيْهِ كَذِبَةٌ، خَلُّوا سَبِيلَهُ، أَنَا كَاتِبٌ إِلَى أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ بِعُذْرِهِ، فَإِنَّ الشَّاهِدَ يَرَى مَا لَا يَرَى الْغَائِبُ

میں ایک ایسا چہرہ دیکھ رہا ہوں جن پر جھوٹ باندھا گیا ہے۔ میں امیر المؤمنین کی جانب ان کا عذر لکھ کر بھیج رہا ہوں کیونکہ حاضر وہ کچھ دیکھ لیتا ہے جو غیر حاضر نہیں دیکھ پاتا۔[11]

حضرت حسن مثنی کی وصی:

حضرت حسن مثنی کا وصال ہوا تو آپ نے اپنے والدہ سگے بھائی ابراہیم بن

[11] الفرج بعد الشدۃ لابن ابی الدنیا64، تاریخ دمشق 13/ 66

محمد بن طلحہ کو اپنا وصی بنایا۔[12]

وصال:

آپ کا وصال مدینہ مشرفہ میں[13] 99ھ کو[14] یا 97ھ کو ہوا۔[15]

وصال کے وقت عمر:

وصال کے وقت آپ کی عمر 50 سے چند سال اوپر تھی (لگ بھگ 57 سال)[16]

زوجہ مکرمہ کا خیمہ:

جب آپ کا وصال ہوا تو آپ کی زوجہ مکرمہ سیدہ فاطمہ بنت امام حسین نے ایک سال آپ کی مبارک قبر پر خیمہ لگائے رکھا۔[17]

صلی اللہ تعالی علی جدہ وعلیہ وسلم

----

12 تاریخ دمشق 13/ 71، بغیۃ الطلب فی تاریخ حلب 5/ 390

13 البدایۃ والنہایۃ 12/ 623

14 سیر اعلام النبلاء 4/ 486

15 تقریب التہذیب ص159، ارشاد الساری للقسطلانی 2/ 429

16 تقریب التہذیب ص159

17 صحیح بخاری 1/ 446

حرفِ آخر

بندہ اپنی گفتگو کا اختتام عامر بن عبد اللہ بن زبیر کے ان جملوں پر کرنا چاہے گا۔ آپ کہا کرتے تھے:

إنَّ اللَّه لم يَرْفَع شيئًا فاسْتَطاع النَّاسُ خَفْضَهُ، انظرُوا إلى ما يَصْنَعُ بنو أُمَيَّةَ، يخْفضُون عليًّا ويُغْرُون بشَتْمه وما يُزيدُه اللَّه بذلك إلَّا رفْعَةَ

اللہ سبحانہ وتعالی نے جس کو بلندی بخشی ہو، لوگ اسے نیچا نہیں کر سکتے۔ بنو امیہ کے کرتوت دیکھو۔ حضرت علی کو نیچا کرنا چاہتے ہیں اور ان کو گالی دینے پر ابھارتے ہیں۔ اور اللہ سبحانہ وتعالی اس ذریعہ حضرت علی کی بلندی کو اور بڑھاتا ہے۔

(تاریخِ دمشق 13/ 68، بغیۃ الطلب فی تاریخ حلب 5/ 386)

منم سنّی پاک و پیرو شرع رسول اللہ
زعشق مرتضی نادان بہ رفضم متّھم دارد
اگر عشق علی رفض است پس رفض است ایمانم
خدا زین شیوہ در محشر مرا بس محترم دارد
امیر المؤمنین حیدر علی بن ابی طالب
چو دارد حامی خود کشفی آز دشمن چہ غم دارد

(مناقبِ مرتضوی ص228)

بندہ: محمد چمن زمان نجم القادری

13 رجب المرجب 1444ھ / 05 فروری 2023ء